یا الٰہی توفیق دے

مسلمان کو مسلمان ہونا

محمد اختر

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

یاالٰہی

توفیق دے مسلمان کو مسلمان ہونا

297-6
657 م
125720

مصنف : محمد اختر

ناشر: قلم فاونڈیشن انٹرنیشنل
یثرب کالونی بنک سٹاپ والٹن روڈ لاہور کینٹ۔

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : یاالٰہی توفیق دے مسلمان کو مسلمان ہونا

مصنف : محمد اختر

اہتمام : علامہ عبد السلام عاصم

مطبع : طیبہ نور پرنٹرز

ہدیہ : 1500روپے

ملنے کا پتہ : قلم فاونڈیشن انٹرنیشنل
یثرب کالونی بنک سٹاپ والٹن روڈ لاہور کینٹ۔
0300-0515101-042-36613021
اختر بکس
267 جی بلاک گلشن راوی لاہور۔
0345-8400038
email :akhtarmrasool@gmail.com

978-969-9007-05-12 :ISBN

Marfat.com

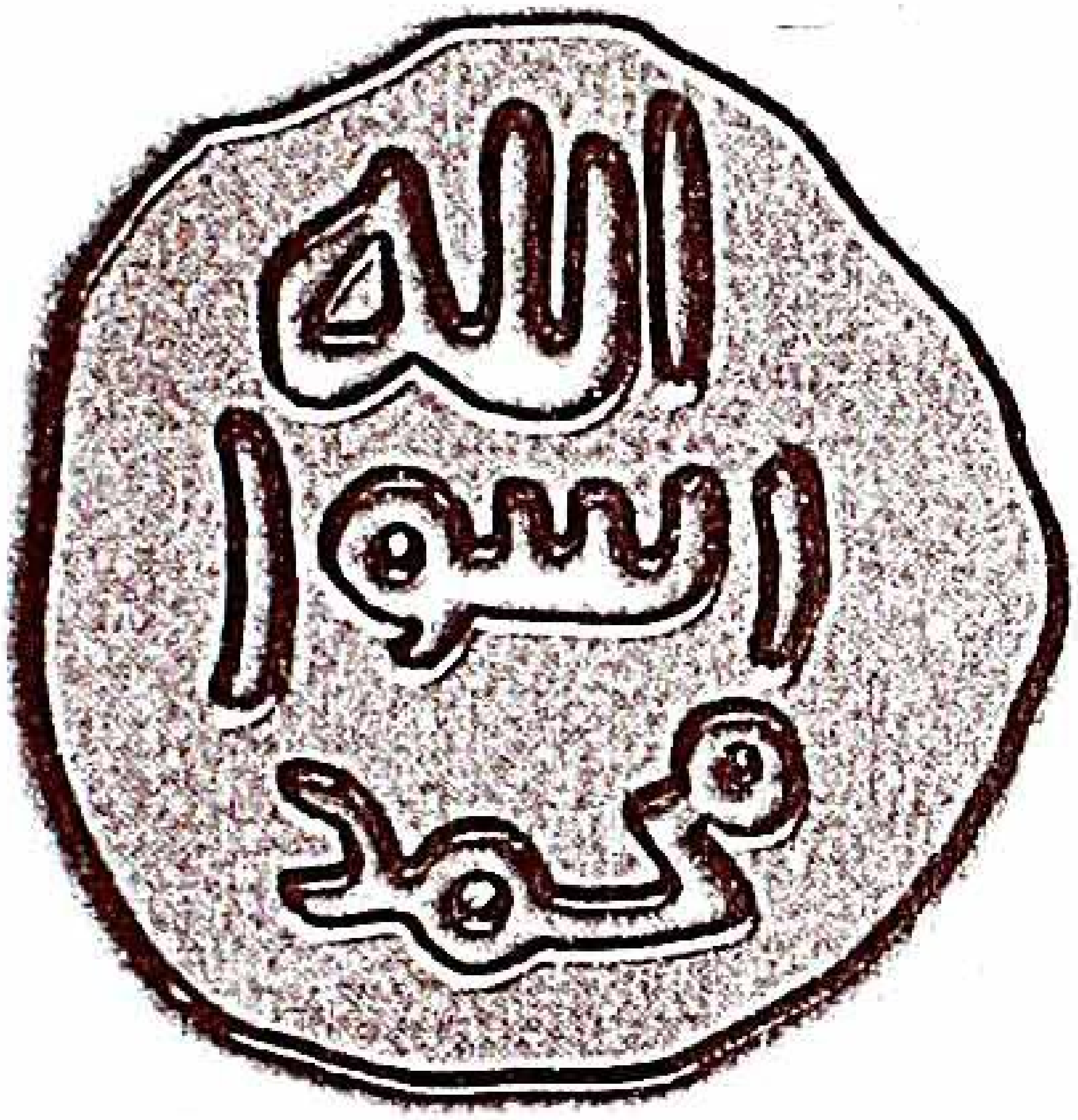

سالارِ کارواں ہے میرِ حجازؐ اپنا

علامہ اقبال (بانگِ درا)

Marfat.com

فہرست

۱	دین حق	1
۲	اصلاحِ معاشرہ	11
۳	نظامہائے حسنہ	25
۴	صلوٰۃ	37
۵	صوم	49
۶	زکوٰۃ	59
۷	عشر۔صدقات وغیرہ	71
۸	حج وعمرہ	82
۹	جہاد	95
۱۰	حقوق	126
۱۱	اخلاقِ حسنہ	141
۱۲	اخلاقِ سیۂ	161
۱۳	معاشیات	182
۱۴	حجاب	199
۱۵	بدترین انسانی دشمن	217
۱۶	فطرتِ انسانی	229
۱۷	طلبِ علم	243
۱۸	اسوۂ حسنہ رسول کریم ﷺ	251
۱۹	یاداللہ کی (ذکر)	282
۲۰	بندے اللہ کے	295
۲۱	توبہ ودُعا	308

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یقیناً (روزِ قیامت) رسولؐ فریاد کرے گا: "پروردگارا: یہ ہے میری قوم جس نے اِس قرآن (کے قوانین واحکام) کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔" (الفرقان ۲۵۔آیت ۳۰)

مدّعا

اس وقت دنیا کی آبادی سات ارب نفوس سے تجاوز کر چکی ہے جن میں قریباً پونے دو ارب مسلمان شامل ہیں۔ دُنیا میں اس وقت ۱۹۴ تسلیم شدہ ممالک میں سے ۵۷ مسلمان ملک ہیں۔ علاوہ دُنیا کے ہر ملک میں مسلمان بستے ہیں۔ اگر دُنیا کے نقشہ کا جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ مسلمان ملکوں کا محلِ وقوع مرکزی اور مثالی ہے۔ مزید جائزہ لیا جائے تو عیاں ہوگا۔ کہ کم وبیش تمام مسلمان ملک اللہ تعالےٰ کی عنایت کردہ نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ ملک کسی نہ کسی وجہ سے غربت۔ بدامنی۔ بدنظمی۔ بددیانتی۔ بےانصافی۔ ناخواندگی اور افراتفری اور دہشت گردی کا شکار ہیں۔ اور خوف، بےاطمینانی اور بےیقینی میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

جن خرابیوں۔ لغزشوں اور گناہوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ مسلمانوں میں انفرادی اور اجتماعی طور پر یقیناً رچ بس چکی ہیں۔ اسی لئے اُمت مسلمہ دوسری قوموں۔ ملکوں کے مقابلے میں اپنی وقعت و وقار اور عزت و ناموس کھو چکی ہے جس کے سبب۔ ہمدردی۔ بھروسہ اعتماد۔ بھائی چارہ۔ پیار ومحبت کا ان میں فقدان ہے۔ اور مسلمان فرقوں میں منقسم ہو چکے ہیں۔ ان کی جمعیت بکھر چکی ہے۔ اور یہ جسمانی۔ ذہنی اور قلبی طور پر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ قرآن حکیم ومجید اور سنت حسنہ رسول کریم واکرم سے منہ موڑ چکے ہیں۔ اسی لئے انفرادی اور اجتماعی طور پر ذلیل وخواری کے درجہ پر پہنچ چکے

Marfat.com

ہیں۔

اللہ رب العالمین اور رحمت العالمین کی بار بار تلقین کے باوجود فرقوں میں بٹ چکے ہیں لہذا ان کی قوت منتشر ہو چکی ہے اور یہ برائی کا مقابلہ کرنے سے عاری ہیں اور اچھائی کی تلقین کرنے اور عمل کرنا ان پر بھاری ہو چکا ہے۔ قرآن پاک اس سلسلے میں ان کو اس طرح نصیحت کرتا ہے۔

۱۔ ''مسلمانو! تم سب متفق و متحد ہو کر اللہ کی رسی [قرآن حکیم] کو تھام لو۔ یعنی تم سب متفقہ طور پر قرآن حکیم کو اپنا حاکم و حکم مرشد و ہادی اور معلم و مربی بنالو۔ اور اس کے احکام و قوانین اور تعلیمات پر اپنی پوری قوت کے ساتھ عمل کرو!
[یاد رکھو!] کہیں فرقے فرقے نہ ہوجانا' یا فرقوں میں نہ بٹ جانا [کہ یہ شرک ہے]''

[آل عمران ۳ آیت ۱۰۳ جزو]

۲۔ ''[میرے پیغمبر ﷺ!] جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور فرقے فرقے ہوگئے [And broke up into sects] یقینا آپ ﷺ کا ان سے کوئی سروکار نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ [روز قیامت] وہی ان کو اُن کی کارستانیوں [کی حقیقت] سے آگاہ کرے گا''

[الانعام ۶ آیت ۱۵۹]

۳۔ ''اپنی توجہ سب سے ہٹا کر دین [فطرت و الٰہی] پر مرکوز کردو۔ یہ اللہ کی فطرت [حُسین] ہے۔ جس پر اُس نے بنی نوع انسان کی تخلیق کی [یا فطرت بنائی ہے]؛ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ساخت و تخلیق بدلی نہیں جاسکتی [یعنی اللہ کی خلقت کو کوئی تبدیل نہیں کرسکتا] یہ درست اور قائم رہنے والا دین ہے' لیکن اکثر لوگ یہ حقیقت نہیں سمجھتے اور جانتے''

Marfat.com

"اُسی [اللہ] سے رجوع کرنے والے بنو' اور اس کا تقویٰ اختیار کرو؛ یعنی اس کی طلب و جستجو کرو اور اس کے قانون مجازات سے ڈرتے رہو' اور صلوٰۃ [کا نظام] قائم کرو۔ اور ان مشرکین میں سے نہ ہو جائو"

"جنہوں نے اپنے دین کو مختلف فرقوں میں تقسیم کردیا ہے اور الگ الگ گروہ بن گئے ہیں۔ اور ہر گروہ کے پاس جو ہے یعنی عقائد روایات اور فقہ وغیرہ کی کتب وہ اُن پر خوش ہیں"

[الروم ۳۰ آیات ۳۰،۳۱،۳۲]

٤۔ وہ پھر ہوا یہ کہ انہوں نے [عصبیت و ضد کے سبب]اپنے دین کو اپنے درمیان فرقوں [Sects] میں مُنقسم کر لیا۔ چنانچہ ہر فرقے کے پاس جو ہے[یعنی اعتقادات (Tenets and beliefs) وغیرہ وغیرہ] اس پر اتراتا ہے"

[المومنون ۲۳ آیت ۵۳]

مندرجہ ذیل آیات کریمہ کے ذریعے مسلمانوں کو واشگاف پیرایہ میں نصیحت کی جارہی ہے کہ

۱۔ دین اسلام جو سلامتی۔ آسودگی۔ اطمینان جسم و جان اور امن و امان کا دین ہے اس کے پیروکاروں کو یک جہتی۔ یگانگت اور پیار و محبت سے زندگی بسر کرنے کے لئے من وعن قرآن پاک کی تعلیمات اور احکامات پر مضبوطی سے قائم رہنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

۲۔ دین میں اختلاف رائے اور شدت پسندی کی بنا پر جمعیت مسلمہ میں گروہ بندی۔ فرقہ پرستی اور تخریب کاری کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ اور اس مذموم طرز عمل کے تدارک کے لئے قرآن پاک میں دی گئی ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

۳۔ ایسے ارکان ملت جو نیتاً۔ طبعاً اور فطرتاً دین و ملت میں رخنہ پیدا کرتے ہیں ان سے رسول کریم ﷺ کا ذہنی۔ قلبی۔ دینی۔ شرعی تعلق قائم نہیں رہتا۔ یعنی ایسے افراد قوم و ملک اُمت محمدی میں شمار نہیں ہوتے اور نہ ہی

Marfat.com

مسلمان کہلانے کے مستحق رہتے ہیں۔

۴۔ دین اسلام کی اساس فطرت الٰہی ہے جو ہمیشگی پر قائم ہے اور جس میں ردوبدل یا تبدیلی کی روایت نہیں۔اُس کے مطابق زندگی کرنا بنی نوع انسان کے لئے لازمی ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا اُسی کی طرف رجوع کرنا۔اور اُسی کی طلب وجستجو کرنا ہی دین حق کی بنیاد ہے جو ہر نفس پر واجب ہے۔

۶۔ دین اسلام کو مختلف فرقوں میں تقسیم کرنا اور الگ الگ گروہ بن جانا اور ہر گروہ یا فرقہ کا اپنے غیر حقیقی عقائد و روایات پر سختی سے قائم رہنا اور اُن کے مطابق زندگی بسر کرنا صریحاً مشرکین کا کام ہے۔

اس سلسلے میں مزید اضافہ کرنے سے قبل قرآن کی درج ذیل آیت کا ذکر مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

''[ابتداء میں] بنی نوع انسان [Man kind] ایک ہی اُمت تھے یعنی ہم خیال وہم مشرب لوگ تھے [وہ موحِد تھے' لیکن بعد میں اِن میں مشرکانہ عقائد ورُسوم کا رواج ہوگیا تو ان میں اختلاف پیدا ہوگیا۔اور وہ فرقوں میں بٹ گئے۔لہٰذا ان کی اصلاح کے لئے] اللہ نے ان میں اپنے انبیاء بھیجنے شروع کردیے، جو ان کو [موحدانہ عقائد اور اعمال صالحہ کے حُسین وسرورانگیز ثمرات کی] نوید دیتے تھے اور [مشرکانہ عقائد واعمال سوء کے بھیانک اور کرب ناک نتائج سے] متنبہ کرتے تھے؛ نیز ان کے ساتھ اللہ اپنی سچی' با مقصد راور افادی وحکیمانہ اقدار کی حامل کتابیں بھی بھیجتا تھا۔اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگوں میں توحید سے متعلق جو اختلاف پیدا ہوگئے تھے' ان میں فیصلہ کردے [کہ سچے موحدانہ عقائد کون سے ہیں اور مشرکانہ عقائد کون سے ہیں؟] اور اللہ کی کتاب میں اختلاف ان لوگوں نے کیا جن کو یہ دی گئی تھی باوجودیکہ اُن کو اس [اللہ] کی طرف سے واضح ومحکم اور مُدلل احکام بھی مل چکے تھے۔انہوں نے یہ اختلاف محض فرقہ وارانہ عصبیت وضد کی بناء پر کیا۔

[بخلاف اس کے] جن لوگوں نے احکام الیه کو تسلیم بالقین کیا تو الله نے اپنی رحمت سے ان کو الحق یعنی دین توحید سے متعلق جو اختلافات کئے جاتے تھے ان میں راہ راست دکھا دی۔ اور [الله کا قانون احترام آرزو و تدبیری] ان کو حسین و فطری راہ راست دکھاتا ہے ' جن کو اس

Marfat.com

کی طلب و جستجو ہوتی ہے"

[البقرہ ۲ آیت ۲۱۳]

ان حالات وواقعات میں اقوام عالم میں مسلمانوں کی دگرگوں حالت پستی۔ ناہمواری۔ اخلاقی گراوٹ۔ بے بسی اور غیروں کی محتاجی کی وجہ اللہ رب العزت کے قوانین واحکامات کی خلاف ورزی اور نافرمانی اور رہبر کامل کے اسواء حسنہ سے روگردانی اور انحراف کا سبب ہے۔ ان اعمال سُوء سے بچ کر اور اسلامی تعلیمات وہدایات کی پیروی کر کے دوبارہ مقام عزت ووقار حاصل ہوسکتا ہے۔

سیرت رسول کریم ﷺ کے اوراق درج ذیل واقع کے گواہ ہیں کہ ایک دن مسجد نبوی میں محترم ومکرم دس اہم ترین صحابہ کی جمعیت میں آپ ﷺ تشریف فرماتھے اور مختلف موضوع پر ارشاد ہورہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔
"اے گروہ مہاجرین۔ پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ جب وہ تُم پر نازل ہوں تو میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ ان خصلتوں کو تُم لوگ اختیار کرلو۔

۱۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم میں فواحش [زنا کاری وغیرہ] کا ظہور اس حد تک پہنچ گیا ہو کہ لوگ کھلم کھلا اور علانیہ ان کا ارتکاب کرنے لگے ہوں اور اس قوم میں طاعون اور ان بیماریوں کا ظہور نہ ہوا ہو جو ان کے باپ دادا میں موجود نہ تھیں۔

۲۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ کسی قوم نے ناپ اور تول میں کمی شروع کی ہو۔ اور اس قوم کو قحط سالی اور گرانی۔ سخت محنت ومشقت اور حکمرانوں کے ظلم وجور نے گرفت میں نہ لے لیا ہو۔

۳۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ کسی قوم نے اپنے اموال میں سے زکوٰۃ دینا [اور داد ودہش کرنا] بند کیا ہو اور انہیں آسمان سے ہونے والی بارش سے محروم نہ کردیا گیا ہو۔ پس اگر بہائم نہ ہوں تو بارش بالکل روک دی جائے۔

۴۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ کسی قوم نے اللہ کے عہد کو اور اس کے رسول کے عہد کو توڑا ہو اور ان پر اغیار کو دشمن بنا کر مسلط نہ کردیا گیا ہو اور وہ ان کے مقبوضہ ومملوکہ اموال کا ایک حصہ چھین نہ لیں۔

۵۔ جب کبھی کسی قوم کے پیشواؤں اور رہنماؤں نے کتاب اللہ کے مطابق حکومت نہیں کی۔ اور خدا کے نازل کئے

Marfat.com

ہوئے احکام کے خلاف زبردستی۔۔۔۔اپنے احکام نافذ کرنا شروع کئے ہوں۔اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر باہمی جنگ وجدل اور دشواریوں نہ پیدا کردی ہوں۔

[بحوالہ سیرت النبی ﷺ کامل مرتبہ ابن ہشام حصہ دوم ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی۔مولانا غلام رسول مہر]

رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کی روشنی میں اگر موجودہ مسلمانوں کی حالت زار اور مصائب وتکالیف پر نظر ڈالی جائے تو حقیقت حال سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی۔

چونکہ قرآن حکیم ومجید اور سنت رسول کریم ﷺ ہی اس وقت روشنی حاصل کرنے کا قابل اعتبار ذریعہ ہے اس لئے اعمال صالحہ وحسنہ کو اس کے مطابق عوام الناس تک پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے۔امید ہے کہ یہ کوشش ذہنوں میں کشادگی پیدا کرنے۔مخالفانہ خیالات۔متضاد نظریات میں حقیقی اصلاحات کرنے اور برادرانہ جذبات کو پروان چڑھانے اور مسلمانوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کا موجب بنے گی۔انشاءاللہ تعالے

اس کوشش کی کامیابی اور کامرانی کا انحصار اس بات سے مشروط ہے کہ ہر فرد اپنے خیالات ونظریات اور ملکی اعتقالات کو کچھ دیر کے لئے نظرانداز کرنے کے بعد اور غیر جانبدارانہ طور پر قرآن حکیم ومجید اور سنت رسول مقدس کا مطالعہ بالحق کرے اور اُس پر غور وفکر کرنے کے بعد اپنے پرانے نظریات وخیالات سے موازنہ کرے اور جہاں جہاں قرآن پاک اور سنت رسول سے تضاد نظر آئے اسے چھوڑ کر صراط مستقیم پر چلنے کا مصمم ارادہ کرے۔اللہ تعالیٰ رہنمائی فرمائے گا۔اس ارادے کی پختگی کے لئے مندرجہ ذیل آیات قرآن حکیم کو نظر میں رکھنا بہتر نتائج پیدا کرنے کا سبب بنے گا۔انشاء اللہ

۱۔ ''یقینا'' یہ قرآن اس راستے پر چلاتا ہے جو سب راستوں کی بہ نسبت بہت زیادہ پائیدار اور سیدھا ہے۔ نیز اہل ایمان کو جو عدل و احسان کے کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کوافضل و اعلیٰ صِلہ ملے گا۔[کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون مکافاتِ عمل اور قانون انعام و فضل ہے]

[الاسراء۱۷آیت۹]

۲۔ [اصل یہ ہے کہ اے بنی نوع انسان!]تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ [کی

سیرت طیبه(career)' سنت حسنه] میں[حیات طیبه بسر کرنے کا] مثالی و حسین نمونه ہے' ہر اُس شخص کے لئے جو الله [اپنے اِلٰه و رب کی لقاء و حضوری ، قرب و رضوان اور جنت] اور یوم آخر[روزِ جزا و سزا یا نشاۃ ثانیه] کی توقع و امید رکھتا ہے اور کثرت سے الله[اپنے معروض حسن و عشق اور پرودگار و مالك] کو یاد کرتا ہے اور اُس کے احکام اور اوامر و نواہی کے اظہار و ابلاغ [Expression and communcation] کے لئے پوری دلجمعی سے سرگرم عمل رہتا ہے۔

[الاحزاب ۳۳ آیت ۲۱]

۳۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو الله کے قرب و حضوری کی آرزو کرو اور اُس کے قوانین سے ڈرتے رہو۔ نیز سیدھی ، کھری اور محکم بات کیا کرو۔

[اس کے نتیجے میں] وہ [الله تعالیٰ] تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا ۔ جو کوئی الله تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتا اور اُس کے رسول ﷺ کی فرماں بزداری کرتا ہے وہ عظیم الشان کامیابی حاصل کرتا ہے۔"

[الاحزاب ۳۳ آیات ۷۰،۷۱]

یہاں اس بات کی یاددہانی کرانے کی ضرورت ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کو معتدل اُمت بنایا اور اسے دنیا کی تمام قوموں کی رہنمائی کرنے کا فرض سونپ رکھا ہے نہ کہ اپنے اصول وفرائض کو پس پشت ڈال کر دوسروں کی تقلید میں زندگی گزارنے کا کہا ہے۔اسے نیکی کی تلقین کی گئی ہے اور برائی کو روکنے کا کہا گیا ہے۔

اللہ کا فرمان اس طرح ہے۔

"اور اسی طرح ہم نے[اپنے قانون تدبیری اور قانون احترام آرزو کے مطابق ۔ مسلمانو!] تم کو افراط و تفریط کے درمیان کی راہ مستقیم پر

Marfat.com

چلنے والی اُمت بنایا تاکہ تم بنی نوع انسان پر شائد بن جائو[یعنی تمہاری روش زندگی ان کے لئے صیرفی ہدایت و ضلالت بن جائے]اور پیغمبر اعظم و آخر[صلی اللہ علی و سلم] تم پر شاید بن جائیں[یعنی آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ تمہارے لئے صیر فی ہدایت و ضلالت بن جائے"

[البقرہ۲ آیت۱۴۳ جزو]

مزید فرمایا گیا۔

"[نظام اسلام قائم کرنے والے مسلمانو!]تم احسن اُمت ہو اور تمہیں بنی نوع انسان[Mankind] کے لئے[رحمت بنا کر] میدان عمل میں لایا گیا ہے تم ان کو معروف ' یعنی فطری و حسین اور پسندیدہ اُمور سرانجام دینے یا کام کرنے کی ناصحانہ دعوت بھی دیتے ہو اور حکم بھی؟ نیز ان کو منکر 'یعنی غیر فطری و قبیح اور ناپسندیدہ کام کرنے کی ممانعت کرتے ہو حکیمانہ انداز میں بھی اور حکماً بھی۔ اور اللہ کے احکام و قوانین اور تعلیمات کو عملاً مانتے بھی ہو"

[آل عمران۳ آیت۱۱۰ جزو]

امت مسلمہ کو خالق کائنات اللہ رب العزت نے بے شمار صفتوں۔اور خوبیوں سے نواز رکھا ہے اگر یہ ان سے نیک نیتی۔لگن اور محنت سے بھر پور فائدہ اٹھانے کا ارادہ کرلے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اہداف کو پورا نہ کر سکے اور پوری نسل بنی نوع انسان کی راہ نمائی نہ کر سکے۔

علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے جو اپنے وقت کے قومی نبض شناس تھے اور جنہوں نے قوم کو جگانے کی بھرپور کوشش کی۔انہوں نے اپنے گم شدہ فرائض سے قوم کو آگاہ بھی کرتے اور جھنجوڑتے بھی رہے کہا تھا۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا ، عدالت کا ، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

Marfat.com

امت مسلمہ اپنی زبوں حالی اور مایوس کن حالت کے پیش نظر اپنے باہمی عقائدی ۔ مذہبی ۔ مسلکی اختلافات دفن کر کے

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بہ خاک کاشغر

روز مرہ کے معمولات میں جن عنوانات سے اہل اسلام کو واسطہ پڑتا ہے اُن کو قرآن حکیم و مجید کی آیات کے اردو ترجمہ کی روشنی میں اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہر قاری اپنے نظریات و خیالات کی غیر جانب دارانہ طور پر تصدیق کر کے جہاں جہاں ضرورت محسوس ہو وہاں وہاں اپنی اصلاح کرنے کی سعی کرلے اور یک جان ۔ ہم آہنگ اور مربوط و مضبوط معاشرہ کی تشکیل و تعمیر میں اپنا کردار ادا کرے ۔ انشا اللہ تاکہ امتِ مسلمہ اپنے تلف شدہ حالات و معاملات کو دوبارہ زندہ و جاوداں کرنے کی بھرپور کوشش کر سکے ۔

یہ خواہش ۔ تمنّاً اور استدعا اس اُمید سے اختتام پذیر کی جا رہی ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی بن کر ۔ اپنے تمام اختلافات بھلا کر بھائیوں جیسا سلوک کریں اور قرآن و سنت کے عین مطابق عمل پیرا ہو جائیں اور غیر مذاہب کے اعتراضات اور مذاق و تشنیع سے بچ بچا کر اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم و اکبر و آخر کی ہدایات کے مطابق زندگی کرنے کی کوشش و سعی کریں آمین ۔ ثم آمین ۔

محمد اختر

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

1

دین حق

انسان خالق کائنات رب ارض والسمٰوت کا شاہکار اعظم ہے اس کا مسکن کرہ ارض ہے انسان ماضی کا ہو۔ زمانہ حال کا ہو یا مستقبل کا۔ ساخت و بناوٹ اور خدوخال میں کم و بیش ایک جیسے ہیں انسان کی تخلیق کے بارے رب الرحمٰن و کریم کا فرمان ہے کہ

"حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان (Human being) کو حسین ترین خلق و خلق پر تخلیق کیا ہے یعنی انسان قدو قامت اور شکل و صورت کے لحاظ سے بھی حسین ترین ہے اور اس کا باطنی نظام' یعنی حسی و باطنی نظام بھی احسن و اکمل ہے۔"

(التین ۹۵ آیت ۴)

اللہ تعالیٰ نے انسان کے بارے مزید فرمایا۔

"غور کرو! ہم نے بنی نوع انسان کو عزت و تکریم (Honour) بخشی ہے۔"

(بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۷۰ جزو)

Marfat.com

لیکن اس خوبصورت تخلیق اور عزت وتکریم رکھنے کے باوجود انسان اپنی سوچ۔فکر۔مسلک اور عقائد کی بنا پر ایک دوسرے سے مختلف کردار کے حامل ہیں ان کے اس اختلاف نے معاشرہ میں امن وسکون کا فقدان، اتفاق وہم آہنگی کا اختتام۔محبت و پیار میں کمی۔عدل واحسان۔اور اصلاح و پائیداری کا انکار پیدا کردیا ہے۔ان اور ان جیسی متعدد برائیوں نے نظام زندگی کو درہم برہم کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ احسن الخالقین ہے اس لئے وہ انسان کی فطرت سے آگاہ ہے اور اُس نے انسان کے لئے بہترین طریقہ اور اعلیٰ ترین راستہ تجویز فرمایا ہے اس طریقہ اور راستہ کے مطابق عمل پیرا ہو کر انسان آسانی سے اپنی منزل حاصل کرسکتا ہے۔

> آج میں نے تمہارے لئے تمہارادین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین [یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کرلیا''
>
> (المائدہ۵ آیت۳ جزو)

اس وقت دنیا میں بہت سے مذہب۔فرقے مسلک وغیرہ رائج ہیں اور لوگ اُن کے مطابق زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ اللہ رب العزت کا پسندیدہ دین۔دین اسلام ہے اور دین اسلام کا پیروکار 'مسلمان' کہلاتا ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

> ''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول ﷺ یعنی پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کو الهدی [کتاب ہدایات، قرآن حکیم] اور دین الحق' یعنی سچے، قائم و دائم رہنے والے اورا فادی و غایتاتی اقدار کے حامل نظام حیات کلی [Complete way of life] کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اُسے حیاتِ انسانی کے دیگر کل نظاموں پر غالب کردے، اور اس (واقعیت) پر اللّٰه کی شہادت کافی ہے''
>
> (الفتح ۴۸ آیت ۲۸)

اس آیت مبارکہ میں رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد یہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بات واضح کردی گئی ہے

Marfat.com

کہ تمام رائج وقت مذہبوں پر دین اسلام کو فوقیت اور برتری حاصل ہے اور صرف اسی پر عمل کرنا واجب ہے۔
کیونکہ یہی سچا دین ہے اسی حوالے سے ایک اور آیت کریمہ کا ذکر مناسب ہوگا۔

"اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا۔ وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔"

(آل عمران ۳ آیت ۸۵)

مندرجہ آیات مبارکہ کی تشریح و مفہوم کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ اللہ تبارک تعالیٰ کو صرف دین اسلام پسند ہے۔
۲۔ دین اسلام ہر لحاظ سے مکمل و اکمل دین ہے۔ یعنی اس میں کسی قسم کے شک و شبہ اور ردو بدل کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ اور یہ ہمیشہ کیلئے ہے۔
۳۔ اس دین کی برکت سے نعمت ربانی کی تکمیل کی جاچکی ہے۔
۴۔ دین اسلام رسول اعظم و آخر ﷺ کی وساطت سے نافذ کیا گیا اور آپ ﷺ کی محنت و مشقت کے باعث یہ تمام نظاموں اور عقیدوں سے برتر اور اعلیٰ مقام پر فائز ہوا لہٰذا اس کے حقیقی پیروکار تمام دوسرے لوگوں سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔
۵۔ دین اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کے پیروکاروں کی اللہ رب العزت تک رسائی اور قربت ناممکن ہے۔
۶۔ دین اسلام مکمل ہونے سے قبل تمام دوسرے ادیان اور مذاہب نامکمل تھے یا اصلی حالت پر رائج نہیں تھے۔
۷۔ دین مکمل ہونے کے بعد اس میں ردو بدل یا کمی بیشی یا آلائش و ملاوٹ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔
۸۔ رائج الوقت دین یا مسلک اگر قرآن حکیم اور سنت رسول کریم کے مطابق نہ ہونے کی صورت اس کی صفائی اور طہارت کرنا سب پر فرض ہے۔

کسی انسان کے طرز عمل کا انحصار اُس کی قوت۔ جسمانی ساخت و بناوٹ۔ رنگت۔ مال و دولت اور اولاد کی بجائے اُس کے عقیدہ سے وابستہ ہے اور عقیدہ ہی اسے کسی مذہب۔ مسلک۔ فرقہ۔ طبقہ یا دین سے منسلک کرتا ہے۔

Marfat.com

مسلمان کے عقیدہ کو تمام اندیشوں سے صاف وشفاف رکھنے کے لئے قرآن حکیم اور سنت رسول مقبول سے راہ نمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔اس سلسلے میں چند آیات قرآنی کا ذکر درج ذیل ہے۔

ا:۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان

ا: ''حقیقت میں مومن وہ ہے۔ جو اللہ (کی توحید الوہیت و ربوبیت) اور اس کے رسول ﷺ (کی رسالت) کو تسلیم بالیقین کرتے ہیں۔''

(النور ۲۴ آیت ۶۲ جز و)

ب: یقینا اللہ میرا بھی رب' یعنی رازق و پرودگار اور آقا و مالک ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ لہٰذا صرف اسی کی عبادت کرو' یعنی فقط اس کی طاعت و فرمابرداری کرو۔ یہی فطری و حسین اور مستقل و غیر مبدل شاہراہ ہے۔

(آل عمران ۳ آیت ۵۱)

مزید ارشاد ربانی ہے کہ

''اور یہی میری حسین و فطری اور مستقل وغیر مبدل شاہراہ ہے۔ لہٰذا اسی پر چلو۔ اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ اللہ کی شاہراہ سے تمہیں جُدا اور علیحدہ علیحدہ کردیں گی۔ اس کا تمہیں تاکیدی حکم دیا جاتا ہے۔ تاکہ تم میں اللہ کی آرزو اور اس کی راہ سے بھٹک جانے کا خوف پیدا ہوجائے''

(الانعام ۶ آیت ۱۵۳)

اس عنوان سے متعلقہ قرآن حمید و مجید میں بے شمار آیات مبارکہ میں یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات کو تمام اوصاف حمیدہ سمیت اپنے دل، دماغ میں نقش کرنے کے لئے ان کی نشان دہی کی گئی ہے۔

اللہ کی ذات اعلیٰ پر ایمان لانے کو عرف عام میں عقیدہ توحید یا عقیدہ توحید ربوبیت کہا جاتا ہے اس کو یقین محکم

Marfat.com

سے دل و دماغ میں راسخ کرنے سے ہی کوئی فرد دین اسلام میں داخل ہوتا ہے یا مسلمان بنتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ عقیدہ توحید ہی دین اسلام کی روح اور بنیاد ہے اس لئے اس کا زبان سے اقرار اور دل میں پختہ یقین رکھنا انتہائی ضروری ہے تا کہ جسم انسانی خوشی اور رغبت ان اعمال کا پابند ہو سکے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

انسان پر فرض ہے اور اس کی ذمہ داری بھی۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور رب جانے اور اس کے علاوہ کسی اور کو۔ خواہ وجمادات۔ نباتات۔ حیوانات یا جن وانس یا ارض والسماء میں سے ہو اپنا رب پروردگار۔ کارساز۔ وکیل یا رازق نہ جانے اور رب العالمین کی تمام کائنات۔ ارض والسموات۔ اور مخلوقات پر اس کی حاکمیت اعلیٰ و اکمل کو دل و دماغ سے عملاً تسلیم کرے اور اس کے قوانین و احکامات و تعلیمات کے مطابق زندگی گزارے۔

۲۔ فرشتوں پر ایمان

فرشتے احسن الخالقین کی ایک اہم مخلوق ہے یہ بہت سے اہم اوصاف اور قوتوں کے حامل ہیں۔

انتظامات نظام کائنات میں ان کی بے شمار خدمات ہیں یہ انسانوں کی آنکھوں سے اوجھل رہتے ہیں انسان اپنے حواس سے ان کا ادراک کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ان کی موجودگی پر ایمان لانا بھی مسلمان کے عقائد کا ایک حصہ ہے۔

"......بلکہ حُسن عمل کی روش ان کی ہے جو اللہ پر آخرت کے روز، یعنی قیامت نشاۃ ثانیہ اور حساب و جزا کے روز پر' ملائکہ اور کتب سماوی پر اللہ کے نبیوں پر ایمان لاتے ہیں'.."

[البقرہ۲ آیت ۱۷۷ جزو]

"[اللہ تعالیٰ کے آخری] رسول ﷺ یا پیغمبر اس کتاب [کے کل احکام و قوانین اور حدود و تعلیمات] کو جو ان کے پروردگار و مالک کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ہے۔ تسلیم بالیقین و عمل کرتے ہیں اور مومن بھی سب کے سب اللہ، اس کے ملائک اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں کو

Marfat.com

تسلیم بالقین کرتے ہیں.....''

[البقرہ۲ آیت ۲۸۵ جزو]

۳۔ تمام رسولوں اور نبیوں پر ایمان

پہلے انسان یعنی حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ کے حکم یعنی سجدہ نہ کرنے کی نافرمانی کرنے سے لے کر آج تک شیطان الرجیم انسان کو ورغلانے اور گمراہ کرنے پر لگا ہوا ہے اور انسان اپنی کمزوریوں کے باعث شیطان کے جھانسے میں آتا رہتا ہے چونکہ انسان اللہ تعالیٰ کی عزیز اور محبوب ترین مخلوق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ انسان کو شیطان کی وسوسہ انگیزیوں اور تخریب کاریوں سے محفوظ و ماموں رکھنے کیلئے اپنے برگزیدہ اور اعلیٰ ترین افراد کو مبعوث کرتا رہا ہے جب کبھی کوئی قوم۔ قبیلہ۔ گروہ۔ افراد صراط مستقیم سے بھٹک جاتا تو اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کے لئے حسب ضرورت رسول یا نبی ان کے پاس بھیجتا رہا۔ یہ سلسلہ صدیوں جاری رہنے کے بعد محمد رسول اللہ پر آج سے تقریباً ساڑھے چودہ صدیاں قبل اختتام پذیر ہوا۔ اس سلسلہ دراز میں قریباً سوا لاکھ پیغمبر اللہ رب العزت کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ ایک مسلمان کے عقیدہ میں تمام پیغمبروں خواہ ان کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا ذکر موجود نہیں ہے ان پر ایمان لانا لازمی ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ ہم نے (دُنیا میں) ہر اُمت میں (اپنا) پیغمبر بھیجا (اور ان سب کی دعوت یہ تھی کہ) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یعنی صرف اُسی کی حمد و ثناء، پرستش و بندگی اور ذکر کرو۔ نیز فقط اسی کو امداد و حاجت روائی کے لئے پکارو، مگر طاغوت یعنی وقت کے فرعونوں، ہامونوں، قارونوں، آزروں، شیطان سرِشت مذہبی و سیاسی اور ثقافتی رہنمائوں، وذیروں، سرداروں، خوانین وغیرہ وغیرہ(کی عبادت کرنے سے بچو۔ ہوا یہ کہ ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے (اپنے قانونِ تقویٰ و ہدایت کے مطابق) راہِ راست پر لگا دیا اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی۔ لہٰذا (اے بنی نوع انسان!) دُنیا میں سیاحت بالحق کرو اور (دیدہ بینا سے) مشائدہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کی توحیدِ اُلوھیت و

Marfat.com

ربوبیت کی تکذیب کرنے والوں کا کیسا (عبرتناک) انجام ہوا۔

[النحل ۱۶ آیت ۳۶]

[اے پیغمبرِ اعظم و آخرؐ!] یقیناً ہم نے آپ کو الحق [سچے دین اسلام یا اللہ کے کُل حیاتِ انسانی کے نظام اور قرآن مجید] کے ساتھ [ایمان و اعمال صالحہ کے حُسین ثمرات کی] خوش خبری دینے والا اور [کفر و شرک اور دیگر اعمالِ سوء کے المناک و غم انگیز نتائج و عواقب سے] متنبّہ کرنے والا [warner] بنا کر بھیجا ہے۔ [یہ اصل بھی یاد رہے کہ] کوئی قوم ایسی نہیں گزری جسے اُس کے انجام سے آگاہ کرنے والا کوئی نہ آیا ہو۔

[فاطر ۳۵ آیت ۲۴]

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے کہ

"اور ایسے کافروں کے لئے' جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تسلیم بالیقین نہیں کرتے [اور ان کے احکامات و تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں نہ اتباع] ہم نے بے شک شعلہ زن آگ تیار کررکھی ہے"

[الفتح ۴۸ آیت ۱۳]

"حقیقت میں مومن تو وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ [اعظم و آخر] پر ایمان لائے' پھر انہوں نے [ایمانیات یا قرآن کے متعقدات جلیلہ و محرکہ میں] قطعاً کوئی شک و شبہ نہ کیا۔ اور اپنے مال و منال اور جسم و جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا [واقعہ یہ ہے کہ] یہی لوگ سچے [اہل صدق] ہیں۔

[الحجرات ۴۹ آیت ۱۵]

Marfat.com

۴۔ تمام آسمانی کتابوں پر ایمان

انسانوں کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کا مبعوث ہونا اللہ تعالیٰ کی سنت حمیدہ رہی ہے جس کی تکمیل رسول اعظم و آخر پر ہوئی۔ پیغمبروں کے ہمراہ کتب آسمانی کر دی جاتیں تا کہ پیغمبر کی غیر موجودگی میں حسب ضرورت انسان ان سے راہنمائی حاصل کرتے رہیں۔ سوائے قرآن حمید کے یہ تمام کتابیں اور صحیفے اب اپنی اصل صورت میں دستیاب نہیں۔ ان تمام پر ایمان لانا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کی ہدایت و رہنماء کیلئے نازل کی گئیں۔ ضروری ہے۔

ارشاد ربانی ہے

"اے لوگو جو ایمان لا کراسلام میں داخل ہونے ہو اللہ تعالیٰ پر' اور اس کتاب[قرآن حکیم] پر جو اس نے اپنے رسول ﷺ[حضرت محمد ﷺ] پر نازل کی ہے اور[پر] اس کتاب پر جو پہلے[اپنے رسولوں پر]نازل کرچکا ہے پورے طور پر ایمان لاؤ"

[النساء۴ آیت۱۳۶جزو]

"اے مسلمانو! اپنے اس عقیدے کا اعلان کردو کہ ہم اللہ کی توحید الوهیت و ربوبیت اور اس کے دین یا نظام حیات کلی کو دل و جان سے تسلیم بالیقین کر چکے ہیں اوراس[کے حسن کلام آخر پر جو ہم پر نازل ہوا ہے۔ اور اس [کلام] پر جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد کے قبائل پر نازل ہوا۔ اور اس پر بھی جو [کتابوں کی شکل میں] موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو دیا گیا ،نیز اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو دیگر تمام انبیاء کو ان کے پرودگار و آقا کی طرف سے عطا ہوا۔ ہم ان تمام پیغمبروںؑ میں سے ایک میں بھی کوئی فرق یاامتیاز[Difference or distinction] روا نہیں رکھتے، اور ہم تو اسی[یعنی اللّٰہ رب العالمین] کے مطبع و فرمانبردار بندے ہیں"

[البقرہ۲ آیت۱۳۶]

Marfat.com

۵۔ آخرت پر ایمان

کرہ ارضی یعنی زمین پر انسان کے زندگی گزارنے کو دنیاوی زندگی جبکہ قیامت کے بعد کی زندگی اُخروی زندگی کہلاتی ہے۔ قیامت کے وقت سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات احد کے تمام زندگی اختتام پذیر ہو جائے گی۔

"ہر شے جو زمین پر ہے فنا ہوجانے والی ہے یا فانی[Transitory] ہے"

"اور تمہارے رب جلیل و کریم کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے"

[الرحمٰن ۵۵ آیات ۲۶،۲۷]

قیامت کے بعد ایک نئی زندگی کا آغاز ہوگا جس سے قدرے پہلے تمام انسانوں کے اعمال کا جائزہ لیا جائے گا اوران کے مطابق ہر انسان کا مقدر جنت یا دوزخ ٹھہرایا جائے گا۔

"تم اللّٰہ[(کی ذات و صفات حسنہ] اور جمالیاتی۔ تخلیقی فعلیت کا انکار کیے اور کیونکہ کرسکتے ہو؟ جبکہ تم مردہ[یعنی حیات انسانی سے محروم] تھے' پھر تمہیں انسانی زندگی وجود عطا کیا۔ یعنی زندہ کیا۔ پھر وہ تمہیں وفات یا موت دے گا۔ پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے[اپنے اعمال کا حساب دینے اور ان کی کیفیت اور کمیت (Quality and quantity) کیمطابق فیصلہ سننے کیلئے]

[البقرہ ۲ آیت ۲۸]

دُنیاوی زندگی میں رہتے ہوئے انسان اچھے کام بھی کرتے رہتے ہیں اور برے کام بھی۔ لیکن انسانی کمزوریوں ۔کوتائیوں۔ بے انصافیوں۔ جانبداریوں وغیرہ کے باعث اکثر لوگ اچھائیوں کا جائز اور مناسب عوض پانے سے محروم رہتے ہیں اور اکثر بُرے کاموں کی سزا سے بچ جاتے ہیں۔ اور اس طرح عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی کمال مہربانی سے عدل و انصاف کی خاطر روز جزا و سزا مقرر کر رکھا ہے اور سمجھدار لوگوں کو دنیا میں اچھے اعمال کرنے کی ترغیب دے رکھی ہے۔

مسلمانوں کے لئے آخرت کے تصور اور اس کے یقینی وقوع پذیر ہونے پر ایمان لانا ان کے عقائد کا ایک لازمی

Marfat.com

[illegible] سے لیا گیا ہے

"جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں بالفاظ دیگر وہ اللہ تعالیٰ کی توحید، الوہیت و ربوبیت، اس کی صفات، انبیاء، رسل اور ملائکہ کو تسلیم بالیقین کرتے ہیں، اور اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور روز آخر یعنی قیامت، نشاۃ ثانیہ، دوسری زندگی اور یوم الدین یعنی روز حساب و جزا کو بھی دل و جان سے مانتے ہیں"۔

[آل عمران ۳ آیت [illegible] ترجمہ]

یا الٰہی تمام مسلمانوں کو صدق دل سے تمام متذکرہ بالا [مومن کا ذکر کیا گیا ہے] یقین محکم سے اقرار کرنے اور یقین سے عمل کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اصلی اور حقیقی مسلمان بننے میں مدد فرما۔ آمین

یا الٰہی تو صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ تمام عالمین کا رب عظیم و کریم ہے تیری ذات اعلیٰ و اکرم رحمٰن بھی اور رحیم و غفور بھی ہے تو ہی الٰہ یوم الحساب و الکتاب ہے اور مالک کل، عدل و انصاف کا مالک اعلیٰ ہے ہم تیری مدد و استعانت کے طلب گار اور توفیق کے متمنی ہیں کہ ہمیں اچھے اعمال، پاک اور نیکی و بھلائی کی زندگی گزارنے کی ہمت دے اور ہمارے عقائد، نظریے، سوچ، افکار و خیالات اور اعمالوں سے پاک و صاف کر کے قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں دنیا میں پاکیزہ زندگی دے اور مسلمان موت عنایت فرما۔ آمین!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

2

اصلاحِ معاشرہ

نظام اسلام کی حقیقت کا ادراک حاصل کرنا اور اعمال صالح پر عمل پیرا ہونا یا اسلامی معاشرہ کی تشکیل نو کرنا انتہائی ضروری بھی ہے۔ اور جان جوکھوں کا کام بھی۔ اس کے لئے مصمم ارادہ۔ سیاسی بصیرت۔ مسلسل اور انتھک محنت و مشقت۔ مستقل مزاجی۔ منزل مقصود پانے کا غیر متزلزل و پختہ یقین درکار ہے۔

نظام اسلام یا دین اسلام نے اپنے محیط میں اُفقی وسعتیں اور عمودی گہرائیاں سمیٹ رکھی ہیں۔ یہ درحقیقت انفرادی دین بھی ہے اور اجتماعی دین بھی۔ یہ اپنی اساس میں عملی جہت کا بھی حامل ہے اور نظری فطرت بھی رکھتا ہے۔ اور اسی لئے کوئی دوسرا دین اس کے مقابل نہیں اور یہ اپنی فطرت میں ہمیشگی رکھتا ہے اور ہمیشہ کے لئے قابل عمل بھی ہے۔

اس نظام کا نفوذ اور استحکام دو حقائق کا مرہون منت ہے۔ اول پیغمبر اعظم و آخر یعنی جناب محمد مصطفےٰؐ اور دوم قرآن حکیم مجید۔ کی تعلیمات اعلیٰ و اکبر

جناب محمد رسول اللہؐ کے بارے قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ:

"[اصل یہ ہے کہ اے بنی نوع انسان!] تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم [کی

Marfat.com

سیرت طیبه career‘سنت حسنه]میں [حیات طیبه بسر کرنے کا] مثالی و حسین نمونه ہے ہر اس شخص کے لئے جو الله[اپنے اِله و رب کی لِقاء و حضوری ‘قُرب و رضوان اور جنت] اور یوم آخر[روزِ جزا و سزا یا نشاۃ ثانیه] کی توقع و امید رکھتا ہے اور کثرت سے الله [اپنے معروض حُسن و عشق اور پروردگار و مالك] کو یاد کرتا ہے[اور اُس کے احکام اور اوامر و نواہی کے اظہار و ابلاغ[Expression and communication] کے لئے پوری دلجمعی سے سرگرم عمل رہتا ہے]“

[الاحزاب۳۳ آیت۲۱]

صالح معاشرہ قائم کرنے کے لئے جن اوصاف حمیدہ کو عملی صورت دینے کی اشد ضرورت ہے وہ سیرت طیبہ میں غیر مبہم اور واضح انداز میں موجود ہیں۔

مزید ارشاد ربانی ہے

”[اے میرے پیغمبر آخر ﷺ] یه حقیقت ہے که ہم نے آپ کو ہر زمان و مکان کے افراد نسل انسانی کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے یعنی ہم نے آپ ﷺ کی بعثت کو ہر زمان و مکان کے انسان کیلئے محبت و شفقت ‘ عفو و درگزر‘ رحم و کرم‘ عدل و احسان اور دُنیوی و اُخروی حسنه کا موجب بنایا ہے“

[الانبیاء۲۱ آیت۱۰۷]

اللہ تعالیٰ نے نظام حیات طیبہ انسانی اپنانے کے لئے مندرجہ بالا دونوں آیات قرآنی میں بہترین اصولوں کی نشان دہی کر دی ہے۔اور یہ نظام اسلام کے نافذ کرنے کے لئے راہنمائی بھی مہیا کرتی ہیں اور مددگار بھی ثابت ہوتی ہیں۔

نظام اسلام کی بنیاد استوار کرنے کے لئے قرآن پاک کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔کیونکہ

۱۔ اس کے مندرجات شک وشبہ سے بالا ہیں۔اور یہ سراپا ہدایت ہیں اور ان کے مطابق عمل پیرا ہو کر ہر انسان متقی کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔درحقیقت متقین ہی صالح اور مطہر معاشرہ کے عناصر ہوتے ہیں۔اس میں بیان کردہ

Marfat.com

قوانین واحکامات۔عقائد ونظریات۔تعلیمات وہدایات۔واقعات وتخیلات انتہائی سچے اور قابل عمل ہیں۔
قرآن پاک اس طرح اس کی تصدیق کرتا ہے۔

"یہ اللہ کی کتاب ہے۔ نہیں کوئی شک اس[کے کتاب الٰہی ہونے] میں۔
ہدایت ہے[اللہ سے] ڈرنے والوں کے لئے"

[البقرہ۲آیت۲]

قرآن پاک کی یہ صفت پاکیزہ معاشرہ قائم کرنے کے لئے اہم کردار ادا کرتی ہے۔

۲۔ معاشرہ کی تشکیل میں ہر قسم کے علوم صداقت ہدایات اور اسالیب و اصول اور معلومات کارآمد ثابت ہوتی ہیں۔قرآن پاک تمام کائنات ارض والسموات۔دنیا وآخرت کی تمام معلومات وعلوم کو محیط کئے ہوئے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انسان کو سنوارنے کی خاطر اُسے قرآن پاک کی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ مندرجہ آیت مبارکہ سے ظاہر ہے۔

"جس نے قرآن کے علوم و فنون۔ قوانین و احکام' اسرار و رموز اور
مصارف و اعجازات سمجھائے ہیں اور ہمیشہ سمجھاتا رہے گا"

[الرحمٰن۵۵آیت۲]

ان اوصاف کو بروئے کار لا کر انسانوں کی بہتر سے بہتر تربیت کی جاسکتی ہے اس طرح تربیت یافتہ افراد ایک اعلیٰ درجہ کا معاشرہ تیار کرنے میں مددگار بن سکتے ہیں لہٰذا قرآن مجید اس اعلیٰ مقصد کے حصول میں ہمدرد معاون ہوسکتا ہے۔

۳۔ دین اسلام اللہ رب العالمین کی جانب سے روشنی ہے۔نور ہے۔روشنی کا خاصا یہ ہے کہ اندھیروں اور تاریکیوں کو سلب کرلیتی ہے۔انسان اپنے عقائد اور اعمال کی کیفیت اور کمیت کے زیر اثر روشن یا تاریک مجسمہ بنتا ہے تاریکی اُسے جہنم کی طرف دھکیلتی ہے جبکہ روشنی اُسے جنت کی خوش گوار فضاؤں سے روشناس کراتی ہے ۔قرآن حکم و مجید نور ہے روشنی ہے۔ یہ انسان کے ظاہر اور باطن کو منور کرنے کا موجب ہے اور یہ معاشرہ کی تشکیل نو میں اہم کردار ادا کرتا ہے جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ

Marfat.com

''ال ر یہ کتاب[قرآن] ہم نے[اے نبی ﷺ] آپ پر اس لئے نازل کی ہے کہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں۔ ان کے پرودگار و مالک کے اِذن سے' [رب] مقتدر۔مالک ستودہ صفات کے راستہ کی طرف[جسے صراط مستقیم کہتے ہیں]

[ابراہیم۱۴آیت۱]

۴۔ منزل مقصود پانے کے لئے صحیح۔ پائیدار اور مضبوط ومحفوظ راستہ کا مہیا ہوجانا کامیابی کی ضمانت ہے۔قرآن پاک ہی وہ واحد کتاب ہے کہ جو شک وشبہ سے بالاتر۔ ہرلحاظ سے مکمل واکمل۔کل انسانوں کی راہنمائی کے لئے نسخہء کیمیا اور سب سے بڑھ کر اللہ رب العالمین کی براہ راست حفاظت میں ہے۔لہٰذا اس سے بہتر کوئی اور راستہ موجود نہیں۔اللہ اور اللہ کے رسول مکرم ﷺ کی خواہشات کے مطابق دین اسلام کی تکمیل اور اُسے نافذ کرنے کے لئے یہ کتاب محفوظ راہنمائی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ اور اعلیٰ ترین نسخہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

''یقینا یہ قرآن اس راستہ پر چلاتا ہے جو سب راستوں کی بہ نسبت بہت زیادہ پائیدار اور سیدھا ہے۔ نیز اہل ایمان کو جو عدل و احسان کے کام کرتے ہیں۔ بشارت دیتا ہے کہ ان کو افضل و اعلیٰ صلہ ملے گا[کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون مکافاتِ عمل اور قانون انعام و فضل ہے]''

[الاسراء۱۷آیت۹]

۵۔ دین اسلام چونکہ خالق کائنات ورب العالمین کا پسندیدہ دین ہے لہٰذا اعلیٰ ترین ہے۔اس کے مطابق اگر معاشرہ کی تشکیل نو کی جائے اور انسانوں کی عقل وفکر۔سوچ وخیال۔اور اعمال صالح کو پروان چڑھایا جائے تو اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول آخر ﷺ کا مطلوبہ معاشرہ تشکیل پاسکتا ہے۔اس کے لئے قرآن پاک کے مندرجات پر عمل کرنا ہی واجب اور احسن ہے کیونکہ یہ علم وحکمت۔رشد وہدایت اور جامعیت واکملیت کا منبع ہے۔

Marfat.com

درج ذیل آیت مقدسہ ان خیالات کی تصدیق کر رہی ہے۔

''غور کرو کہ ہم نے بنی نوع انسان [کی تفہیم] کے لئے اس قرآن میں یقینا ہر قسم کی علم و حکمت کی بات کو مختلف اسالیب میں بیان کیا ہے۔ مگر اکثر لوگ انکار و حجود ہی پر اَڑے ہوئے ہیں۔

[الاسراء ١٧ آیت ٨٩]

٦۔ قرآن مجید وحکیم مثالی راہنماء انسانوں کے لئے۔اس میں تمام اشیاء کا علم دیا گیا ہے۔مندرجہ ذیل آیت اس کی وضاحت کر رہی ہے۔

''.......ہم نے آپ پر ایسی [عظیم] کتاب نازل کی ہے۔ جو ہر شے صاف صاف بیان کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پر تسلیم خم کر دینے والوں کے لئے یہ ہدایت [Guidance] یعنی انہیں اُن کی منزل مقصود کی راہ راست دکھانے والی اور رحمت ہے یعنی انہیں دینوی و اُخروی حسنہ سے دوچار کرنے والی ہے اور بشارت ہے۔ یعنی ان کو ایمان و عمل صالحہ کے حسین و سرور بداماں' نتائج و عواقب کا 'مثردہ دینے والی ہے۔'

[النحل ١٦ آیت ٨٩ جزو]

٧۔ راہ راست اختیار کرنے کے خواہش مندوں کیلئے قرآن پاک ایک نعمت ربانی اور رحمت ہے۔

''اس میں یقینا کل اقوام عالم کی روداد ہے۔''

''اُن کے لئے جو جنت کی راہ راست اختیار کرنا چاہتے ہیں''

[التکویر ٨١ آیات ٢٧، ٢٨]

یہ حقیقت سب پر آشکار ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ ومکرم کو رسالت ونبوت سے نوازا گیا تو اس وقت انسانی زندگی کے سب سے بُرے۔پراگندہ۔غیر صالح اور غیر مُطہر حالات تھے سچائی اور اچھائی مفقود تھی۔ظلم وفساد عروج پر تھا۔ قتل وغارت بے مہار تھا۔عزت وشرافت غائب تھی امن وامان موجود نہ تھا۔علم وایمان گم ہو چکا تھا۔بربریت وعفریت کو

Marfat.com

کوئی روکنے والا نہ تھا۔ الغرض شیطانی حکومت مضبوط وتوانا تھی اور اُسے للکارنے والا بھی کوئی نہیں تھا۔

حالات جتنے بدتر۔ بُرے اور گھمبیر ہوں اُن کو سدھارنے کیلئے اُتنے ہی بڑے مدبر اور مصلح کی ضرورت پڑتی ہے اسی لئے اللہ رب العالمین وحاکم العالمین نے اتنے ہی بڑے اور اعلیٰ خاتم النبین اور رحمت العالمین کو منتخب فرمایا۔ ایسے نامساعد حالات سے عہدہ براہونے کیلئے اللہ نے آپ کو بہت ہی صلاحتیں عنایت فرمائیں۔

یہ بات سب کے علم میں ہے کہ آپ ﷺ نے نہایت ہی قلیل عرصے میں ایک ایسا معاشرہ تشکیل دے دیا کہ پوری کائنات میں ایسی کوئی اور مثال موجود نہیں۔

آپ ﷺ کی بعثت کو چودہ صدیوں سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اس عرصہ میں شیطان الرجیم کا چیلنج کافی تک کامیاب ہو چکا ہے یعنی

> ”ابلیس بولا، پروردگار! بدیں وجہ کہ تو نے مجھے [عمداً] غچا دیا ہے۔ میں اب دنیا میں بنی نوع انسان کو [ان کے مشرکانہ عقائد و رسومِ اعمال سوء، غیر فطری و قبیح اور حرام خواہشات و اشیاء الغرض سیّأت کو اپنی وسوسہ اندازی اور جمالیاتی فریب کاری سے] حُسین بنا کر دکھاؤں گا اور اس طرح اب سب کو ورغلاکر [Seduce] گمراہ کروں گا“
>
> [الحجر۱۵ آیت ۳۹]

موجودہ معاشرہ پراگندہ ہو چکا ہے اور اب اس کی تشکیل نو کی اشد ضرورت ہے۔ چونکہ ہمارے پاس معاشرے کو سدھارنے کی ایک اعلیٰ و پاکیزہ مثال موجود ہے اس لئے اس مثال کی راہنمائی میں یہ سب مل کر اور یک جان ہو کر مشکل اور پیچیدہ کام سرانجام دینے کی کوشش تو کر سکتے ہیں۔

اس کام کے آغاز سے قبل اس بات کا جائزہ بھی بہت ضروری ہے کہ وہ کونسے اوصاف حمیدہ ہیں اور اُس کی تکمیل کے لئے کون سے طریقے استعمال ہوئے ہیں کہ ایک گندہ معاشرہ درست بھی کر دیا گیا اور سدھار بھی لیا گیا۔

رسول اکرم ﷺ کی زندگی کی پیروی کر کے ہی موجودہ معاشرہ کو بحال کیا جا سکتا ہے اس بیماری کا یہی بہترین

Marfat.com

علاج ہے۔

ہرانسان پیار۔محبت۔غمگساری۔ہمدردی۔مدد۔دلجوئی ایثار وقربانی پسند کرتا ہے۔اس کے برعکس کسی سے غصہ کا اظہار۔ڈانٹ ڈپٹ۔ظلم وستم۔کدورت۔نفاق۔اوران جیسے بہت سے غیر اخلاقی اوامر نفرت۔دشمنی۔لڑائی جھگڑا کا باعث بنتے ہیں۔جو معاشرہ کی پراگندگی کو جنم دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے مصلح اعظم کو پوری کائنات کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا۔

"[اے میرے پیغمبر آخر ﷺ!] یہ حقیقت ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو ہر زماں و مکاں کے افراد نسل انسانی کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے یعنی ہم نے آپ کی بعثت کو ہر زمان و مکان کے لئے انسان کے لئے محبت و شفقت، عفو و درگزر، رحم و کرم، عدل و احسان اور دینوی و اُخروی حسنہ کا موجب بنایا ہے"

[الانبیاء ۲۱ آیت ۱۰۷]

۱۔ معاشرہ کی بحالی اور تطہیر میں آپ ﷺ کی صفت رحمت کا کردار بہت اہم ہے۔اس حوالے سے قرآن کریم کی مندرجہ آیت کریمہ سے سبق حاصل کیا جاسکتا ہے۔

"[میرے پیغمبر اعظم و آخر ﷺ] اللہ کی ازبس محبت و کرم نوازی کی بدولت آپ ﷺ لوگوں کے لئے صاحبِ دل و نرم واقع ہوئے ہیں اگر آپ ﷺ تند مزاج اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ ﷺ کے اردگرد سے چھٹ گئے ہوتے[اور آپ ﷺ سے گریزاں رہتے۔]

[آل عمران ۳ آیت ۱۵۹ جزو]

۲۔ اخلاق حمیدہ عوام الناس کے لئے باعث کشش ہوتے ہیں۔اعلیٰ و پاکیزہ اخلاق کا حامل دوسروں کے لئے رحمت وحفاظت کا موجب ہوتا ہے۔لوگ اُس سے اچھائی اور مدد کی توقعات وابستہ کرسکتے ہیں۔پرسکون اور مطمئن ماحول میں روزمرہ کے معمولات سرانجام دے سکتے ہیں۔ایسے لوگ دوسروں کے لئے ایک نعمت ثابت

Marfat.com

ہوتے ہیں اور اُن کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ جس سے معاشرہ میں شرافت ۔محبت ۔ہمدردی۔ خلوص۔ بھائی چارہ۔ ہم آہنگی کا پروان چڑھنا ایک قدرتی امر ہے۔ لہٰذا یہ اصلاح معاشرہ کے لئے تیر بہدف علاج ہے۔

رسول مکرمؐ میں یہ وصف انتہائی بلندیوں پر ہے اور اللہ اس پر گواہ ہے۔

''اور بلاشبہ آپ کا خلق انتہائی ارفع و احسن اور آفاقی ہے''

[القلم ۶۸ آیت ۴]

آپ نے اس وصف کو بروئے کار لا کر انتہائی گراوٹ زدہ قوم کو نہایت ہی قلیل عرصہ میں اخلاق کی ایسی بلندیوں پر پہنچادیا۔ کہ جس کی مثال پوری انسانی زندگی میں نہیں ملتی ۔اسی اخلاقی قوت نے دنیا وآخرت کی ایسی راہیں متعین کر دیں کہ جن پر چل کر انسانوں کو اسفل السافلین کے گڑھوں سے نکال کر بلندیوں کی معراج پر پہنچا دیا۔ اور ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ معرض وجود میں آ گیا۔ کہ جس کے مطابق عمل کرنا ہر قوم۔ ہر طبقہ۔ ہر قبیلہ کی تمنا بن گیا۔

۳۔ شعبہ کوئی بھی ہو۔ علمی ہو یا اخلاقی ۔دینی ہو یا دنیاوی۔ آسانی ہو یا زمینی۔ صنعتی ہو یا زرعی۔ معاشی ہو یا معاشرتی ۔نظریاتی ہو یا عملی۔ سائنسی ہو یا غیر سائنسی ۔افقی ہو یا عمودی۔ عملی ہو یا تخلیقی۔ ارضی ہو یا سمادی۔ نباتاتی ہو یا حیاتیاتی ۔زمانی ہو یا مکانی ۔تحریکی ہو یا انقلابی تو اس کی کامیابی کا انحصار اس کے سربراہ کی علمیت۔ قابلیت ۔حکمت ۔دانائی۔ پر منحصر ہوتا ہے اور تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ساتھیوں کا مرہون منت ہے۔

رسول اکرم ﷺ نبی آخر زمان ہیں اور ان کا درجہ کائنات ربانی میں سب سے بلند و بالا ہے آپ کو اپنی تحریک اسلامی کی کامیابی کے لئے اعلیٰ کردار و اخلاق اور علم وحکمت سے مزّین جانثاروں کی ضرورت تھی اس لئے آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے پہلے حصہ۔ یعنی مکی زندگی کے تیرہ سالوں میں تعلیم و تربیت پر اپنی توجہ مرکوز رکھی اور ایک ایسی جماعت تیار کی جس کا کوئی ثانی نہیں۔ آپ کے تعلیم وتربیت کے عمل کو اس طرح اجاگر کیا ہے۔

''چنانچہ اسی طرح اپنی نعمت یعنی اپنے نظام حیات کلی کی تکمیل کے لئے ہم نے تمہی میں اپنا [آخری] رسول بھیجا ہے۔ وہ تمہیں ہماری

Marfat.com

آیات[تاریخ کے اہم واقعات' جغرافیائی و سائنسی تغیرات' مذہبی' اخلاقی' سیاسی' عمرانی' تہذیبی اور عملی و فنی انقلاب کے عوامل و نتائج] کا درس دیتا ہے تاکہ ان میں تفکر بالحق کرو۔ اور تمہارا تزکیہ کرتا[یعنی تمہارے قلب دل و دماغ] کی تطہیر و تصعید اور اخلاق کی تہذیب و تحسین کرتا۔ نیز تمہارے قوائے مضمرہ کو قوت سے فعل میں لاتا اور ان کو نشوونما دیتا ہے۔ اور تمہیں الکتاب یعنی قرآن حکیم کے علوم و فنون 'اوامر و نواہی اور مصارف و حقائق کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے۔ یعنی قرآن حکیم کی ہدایات و تعلیمات کے مطابق دانشمندانہ طور پر حیات طیبہ بسر کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے۔ نیز تمہیں وہ علوم و فنون سکھاتا ہے جن سے تم پہلے ناآشنا تھے[یعنی علوم جدیدہ]۔

[البقرہ۲ آیت۱۵۱]

اس آیت مقدسہ میں اُن شعبہ ہائے علم وحکمت کا تعین کر دیا گیا ہے کہ جن کی انسانوں کی راہنمائی کے لئے قرآنی تعلیم وتربیت ناگریز ہے۔ مثلاً

۱۔ تلاوت آیات قرآنی اوران کے حدود محیط کی نشان دہی

۲۔ تزکیہ نفس انسانی اوراس کی طہارت وتطہیر

۳۔ تعلیمات قرآن مجید وحکیم اوران کا دائرہ علم وعمل

۴۔ تعلیم حکمت

۵۔ جدیدعلوم سے آگاہی اورافادیت برائے انسانیت

اس مبارک آیت میں آیت یا آیات کا لفظ بہت گرائی کا حامل ہے۔ یعنی لفظ آیت قرآن میں مختلف معنوں اور مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ قرآن پاک کی سورتوں کے اجزاء۔ یا با معنی

Marfat.com

مکمل جملہ عوام الناس میں ''آیت'' کے نام سے مشہور ہے۔ علامت۔ نشانی یا نشان راہ۔ معجزہ۔ جملہ حقائق کی نشاندھی۔ دلیل۔ سائنسی۔ جغرافیائی۔ معاشرتی۔ وغیرہ کے معنوں میں آیت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح تلاوت کا لفظ آسمانی کتابوں کو پڑھنے اور ان کے الفاظ کی درست انداز میں ادائیگی یعنی قرآت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ا۔ رسول اکرم ومکرم اپنے ساتھیوں کو آیات قرآنی کا درس بذریعہ تلاوت دیا کرتے۔ اور ان کے معنوں اور مفہوم سے آگاہ کرتے۔ اور ہر پہلو سے اس کی تعلیم دیتے۔ ان کے لئے نظری۔ عملی۔ ظاہری باطنی۔ واقعاتی تحقیق اور دیگر جہتوں کو اجاگر کرتے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے قوانین واحکام۔ تعلیمات وہدایات کے مطابق زندگی کرنے کا درس دیتے تاکہ اسلامی معاشرہ کے خدوخال ظاہر ہوں اور ان کے مطابق عمل کرنے کی استطاعت بھی پیدا ہو اور شوق بھی۔

ب۔ اللہ تعالیٰ نے واشگاف انداز میں انسان کو آگاہ کر رکھا ہے کہ شیطان الرجیم۔ بنی نوع انسان کا دشمن ہے جو انسانوں کو اپنی وسوسہ انگیزی اور تخریب کاری سے نفس امارہ کی شراکت سے بھٹکا تا رہتا ہے۔ اس لئے شیطان کے شکنجہ سے آزاد کرانے کیلئے انسان کا تزکیہ یعنی طہارت و پاکیزگی لازمی ہے رسول اعظم وآخر ﷺ انسان کے خیالات کو صاف وشفاف۔ سوچ وفکر کو آلودگی سے پاک۔ اخلاق وکردار کی اصلاح۔ غیر فطری خواہشات کی تطہیر کرتے رہتے تاکہ ان میں اللہ رب العزت کی قربت کی آرزو پیدا ہو۔ اچھائیوں سے محبت اور برائیوں سے نفرت پیدا ہو۔ انسانوں میں موجود مخفی قوتوں کو اجاگر کر کے اُن کو انسانی بھلائی۔ اور بھلائی کے کاموں کے لئے تیار وآمادہ کرنا بھی تزکیہ کی حدود میں آسکتا ہے۔ یہ عمل انسانی معاشرہ کی تشکیل نو کا ایک فطرتی تقاضہ ہے۔

ج۔ دین حق کی تبلیغ وفروغ اور نظام اسلام کی وسعت اور پھیلاؤ کے حوالے سے کتاب الٰہی۔۔ قرآن مجید۔۔ کے کلیدی کردار۔ کا ذکر ہو چکا۔ اگر اس کے مندرجات کی سیر حاصل اور اکمل ومکمل تعلیم سے آشنائی نہ ہو سکے تو تشنگی رہ سکتی ہے۔ اس کمی کو دور کرنا رہبر۔ جن وانس۔ سلطان عالم پر فرض واجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے نصاب تعلیم وتربیت اسلام میں تعلیم الکتاب کو شامل کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔

بے شک قرآن پاک کے پڑھنے۔ سمجھنے۔ یاد کرنے اور عمل کرنے میں مشکل نہیں۔ لیکن اس کے پڑھنے میں

Marfat.com

الفاظ کی ادائیگی میں اتار چڑھاؤ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔قرآن پاک ربانی کتاب ہونے کے سبب اس کے ظاہری اور باطنی راز ورموز۔اورنکات وہدایات سے واقف ہونا بھی لازمی ہے۔ان سے کما حقہ ' آگاہی کے لئے راہنماء حق کے بغیر ممکن نہیں۔جسے نہایت ذمہ داری سے آپ ﷺ نے پورا کیا اوران کے دیئے ہوئے راہنما اصولوں کے مطابق اب اُس کی تجوید ممکن اور آسان ہے۔

قرآن پاک کی تعلیم مختلف انداز۔ذریعوں اور طریقوں سے ممکن ہے مثلاً زبان اور قلم کے ذریعہ اظہار و بیان۔ حواس خمسہ کی مدد سے مشاہدہ اور اُس سے نتائج اخذ کرنا۔غور وفکر سے سربستہ رازوں کا انکشاف۔اللہ تعالیٰ نے غور وفکر کرنے پر بہت زور دیا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے قرآن کی تعلیم سے اپنے گرد ایک ایسا تعلیم یافتہ طبقہ یا گروہ تیار کرلیا۔کہ جنہوں نے قرآنی تعلیم کو پھیلانے میں بہت سرعت سے کام کیا۔اور پاکیزہ نظر وقلب کے حامل لوگوں پر مشتمل اسلامی معاشرہ پیدا کردیا۔عوام الناس میں تعلیم حاصل کرنے کا ذوق وشوق پیدا ہوا اور عمل صالح کی ترغیب ہوئی۔اس سے ایک ایسی تحریک ہوئی کہ جس نے دین اسلام کو نہایت ہی قلیل وقت میں چاروں طرف اور دُور ونزدیک روشناس کرادیا۔

د۔ آیات قرآنی کی تلاوت کرنا۔اُن میں دیئے گئے علم سے آگاہی کے بعد انہیں سمجھنا۔بعد ازاں اس کی روشنی میں اپنے ظاہری اور باطنی۔اور فطرتی اور جبلی عوامل کی صفائی۔شیطانی وسوسہ انگیزی کا تدارک۔نفس امارّہ کا مغلوب ہونا یعنی تابعداری قبول کرنا یا انسانی جسم وجان کے تزکیہ کے بعد کتاب العلم سے استفادہ حاصل کرنے پر اپنے آپ کو راہِ راست سے آشنا کرنا اسلامی تعلیم وتربیت کے نصاب کے زمرہ میں آتا ہے۔یہ نصاب تعلیم اتنی دیر تک تشنہ رہتا ہے کہ جتنی دیر تک اس نصاب کی چوتھی کڑی یعنی حکمت قرآنی کا ذکر نہ کردیا جائے۔فرمان الٰہی ہے کہ

"[الله جو واسع و علیم ہے] جسے چاہتا ہے[اس کی سچی آرزو کی بناء پر]اسے حکمت' یعنی نظری و عملی عقل سلیم عطا کرتا ہے اور جسے نظری و عملی عقل سلیم مل گئی تو اسے یقینا دینوی و اُخروی

Marfat.com

حسنہ[یعنی ہر قسم کی حسین و مسرت انگیز مادی و معنوی و جمالیاتی ثروت] مل گئی۔ اور اہل عقل سلیم کے سوا ایسی حکمت آموز باتیں نہ تو کوئی سنتا اور نہ ان پر عمل ہی کرتا ہے''

[البقرہ۲ آیت۲۶۹]

حکمت کو خیر کثیر سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ حکمت سے نوازتا ہے جو راہ راست کے مخلص طلب گار ہوں اللہ تعالیٰ کی حقیقی چاہت رکھتے ہوں۔ اور دین اسلام کے دلدادہ اور گرویدہ ہوں۔ حکمت کو عقل۔ علم۔ دانائی۔ دانشمندی۔ فہم وفراست۔ دوراندیشی۔ خردمندی اور مدبرانہ سوچ بھی کہا جا سکتا ہے۔ رسول اکرم کی ساری زندگی حکیمانہ اور مدبرانہ انداز میں گزری۔ آپ ﷺ کے حکیمانہ فیصلوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اُن کا احاطہ کرنا آسان نہیں۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں آمد پر۔ مواخات' اور میثاق مدینہ اور بعدازاں معائدہ حدیبیہ اس کی مثال ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے جانثاروں کو قرآن پاک میں موجودہ ''حکمت'' سے خوش اسلوبی سے آگاہ کیا جس کی بنیاد پر سلطنت اسلامیہ قائم ہوئی۔ وسعت پذیر ہوئی اور اسلامی معاشرہ تشکیل پایا۔ لیکن جب اُمت مسلمہ نے ان اصولوں سے انحراف کیا تو ان کی ساکھ مجروح بھی ہوئی اور یہ ٹکروں میں منقسم ہوگئی۔

ر۔ اس نصاب کی آخری کڑی دیگر علوم سے آگاہی ہے۔ یعنی وہ علوم جن سے عوام الناس قبل ازیں آگاہ نہیں تھے۔ قرآن حکیم نے آگاہ کیا ہے کہ

''اور اللہ نے آدمؑ کو کل اشیاء [موجودات یا مخلوقات] کی مُسمیات یعنی خواص و اوصاف اور جمالیاتی۔ افادی اقدار [Properties characteristics and aesthetic. beneficial values] کا اور ان کو ان کی مسمیات کے مطابق موسوم کرنے یعنی نام رکھنے کا علم ودیعت کردیا.....''

[البقرہ۲ آیت۳۱ جزو]

۱۲۵۲۲۰

Marfat.com

چونکہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو ہر قسم کا علم عطا کر دیا تھا کہ جب زندگی گزارنے کے دوران انسان کو جس کی ضرورت اور طلب ہوسکتی تھی اس لئے رسول کریم نبی آخری زمان کے فرائض میں بھی یہ بات شامل کردی گئی کہ آپ ﷺ اپنی امت کو ان حقائق سے آگاہ کردیں اور اسلامی تعلیم وتربیت کے نصاب کو احسن طریقہ سے مکمل کریں۔

دُعا ہے کہ

و۔ اے میرے رب! مجھے علم و حکمت عطا کر اور مجھے محسنین و صالحین میں شامل کر۔

[الشعراء۲۶ آیت۸۳]

"اور دُعا مانگتے رہیں کہ پروردگار! میری شخصیت میں علم سے وسعت و رفعت پیدا کردے [یا مجھے علم کی قوت زیادہ سے زیادہ عطا کرتے رہنا۔]

[طٰہٰ۲۰ آیت۱۱۴ جزو]

یا اللہ ہمیں قرآن پاک کی تلاوت کی توفیق اس طرح عنایت کر جو رسول کریم ﷺ کو پسند ہے۔ ہمارے جسم جان کا تزکیہ کرنے کی ہمت دے۔ ہمیں قرآن پاک کے علوم سے نواز اور ہمیں حکمت یعنی خیر کثیر عطا فرما اور اعلیٰ۔ پائیدار اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے اور اُمت مسلمہ کو انسانیت کی قیادت کرنے کیلئے جن علوم کی ضرورت ہے انہیں سیکھنے کی توفیق عنایت فرما۔ آمین۔

یاالٰہی۔ ہم تیرے بندے اپنی دُنیاوی زندگی کی بہتری اور پاکیزگی سے گزارنے میں تیری مدد کی استدعا کرتے ہیں۔ ہم پر رحم فرما اور دنیاوی واُخروی زندگی میں سرخرو ہونے میں مدد فرما۔ اور ہمارے معاشرہ کو قرآن وسنت کے مطابق ترتیب ونتظم کرنے کی ہمت عطا فرما۔ تاکہ دین اسلام کے عین مطابق دُنیا کی تمام اقوام کو اس نعمت سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کر۔

"انہیں افرادِ نسل انسانی میں وہ [خوش نصیب اہل آرزو خشیت] بھی ہیں جو یہ دُعا مانگتے رہتے ہیں! اے ہمارے پروردگار و مالک! ہمیں دُنیا میں

Marfat.com

بھی حسنہ[یعنی اپنی رحمت و مغفرت اور ہر طمانیت بخش و مسرت انگیز نعمت] عطا فرما اور دوسرے جہاں میں بھی ہمیں حسنہ [یعنی جَنّت قُرۃ العین اور اس کی ہر سُرور انگیز نعمت] سے نوازنا اور ہمیں [دنیا میں آتش خوف و حزن اور آخرت میں] آتش جہنم کی اذیتوں سے محفوظ رکھنا"

[البقرہ۲آیت۲۰۱]

☆☆☆☆☆☆☆☆

PANJAB UNIVERSITY LIBRARY

Marfat.com

3

نظامہائے حسنہ

اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے ابتدائی مراحل طے کرنے کے بعد اسے منظّم کرنا۔ مضبوط کرنا اور وسعت دینا ضروری ہوجاتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ایسے اداروں کو معرض وجود میں لانے کی ضرورت ہوتی ہے کہ جن کی مدد سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حکمرانی قائم کی جاسکے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکامات، ہدایات وتعلیمات کی روشنی میں مملکت کا نظم ونسق چلایا جاسکے۔ اور ان مقاصد کو حاصل کیا جاسکے کہ جو دین اسلام کو نافذ کرنے میں مددگار ثابت ہوں۔

قرآن حکیم کی آیت مبارکہ ہے:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ امن و سلامتی کے دین اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ [یعنی منافقوں کی طرح نیچے دروں نیچے بروں نہ رہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے جملہ عقائد و احکام اور تعلیمات کو تسلیم بالیقین کرکے اور ان سب کے مطابق کل زندگی کرنے کے عزم بالجزم کے

Marfat.com

ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤ] نیز[یاد رکھو!] شیطان کے نقوشِ قدم پر نہ چلنا۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

[البقرہ۲ آیت ۲۰۸]

بے شک عقائد اسلام کا زبان سے اقرار اور دِل و دماغ سے تصدیق اسلام لانے کی ابتداء ہے لیکن اس آیت مقدسہ سے یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے کہ دین اسلام پر صرف ایمان لانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اُس کے تمام اجزاء پر عمل کرنا بھی لازمی ہے اس لئے مندرجہ آیت مبارکہ کی روشنی میں ادارے قائم کر کے نفاذ اسلام کی راہ ہموار کرنا چاہیے اس آیت میں واضح طور پر اسلوب حکمرانی کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

"اللہ تعالیٰ کے نظام حیات کلی اور بندوں کی معاونت کرنے والوں کا شعار زندگی یہ ہوتا ہے کہ جب انہیں کسی سرزمین میں آزادی و حکومت ملتی ہے تو وہ صلوٰۃ قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نیز حسین و فطری کام کرنے کی تاکید کرتے اور قبیح و غیر فطری کاموں سے منع کرتے ہیں۔ یادرکھو! کل اُمور [Affairs] کا فیصلہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے"

[الحج ۲۲ آیت ۴۱]

اس آیت قرآنی سے متشرع ہوتا ہے کہ اللہ کے بندوں یا حزب اللہ کے فرائض میں زمین پر اللہ کی حکمرانی قائم کرنے کی خاطر مندرجہ ذیل ادارے قائم کر کے اسلامی معاشرہ کی تشکیل کرنا اور خلق خدا کی زندگی آسان اور پاکیزہ بنانا ہے۔

۱۔ الصلوٰۃ کا ادارہ

۲۔ زکوٰۃ کا ادارہ

۳۔ امر بالمعروف کا ادارہ

۴۔ نہی عن المنکر کا ادارہ

Marfat.com

مطالعہ قرآن سے ظاہر ہوتا ہے کہ الصلوٰۃ [نماز] اور نظام الصلوٰۃ [نماز قائم کرنا] ایک بھی ہیں اور جداگانہ بھی۔

نظام الصلوٰۃ یعنی نماز کی ادائیگی انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔

نظام الصلوٰۃ کا قیام مسجد کا ایک کلیدی کردار ہے مسجد صرف نماز کی ادائیگی کے لئے نہیں بلکہ یہ ایک معاشرتی مرکز ہے کہ مسجد کے گردونواع میں بسنے والے لوگوں کی تعلیم وتربیت۔ ان کے اجتماعی مسائل کا حل۔ اُن کے فلاحی کاموں کی تکمیل۔ اُن کی تکالیف کا تدارک۔ باہمی تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنا۔ مالی معاونت اور دوسرے کاموں کی انجام دہی شامل ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے مدینہ منورہ میں آتے ہی سب سے پہلے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا آغاز کیا اور ساتھ ہی مندرجہ امور پر توجہ فرمائی اور اُن کی تکمیل میں اپنے آپ کو مصروف کرلیا۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسانی نفس مرکب ہے جسم اور روح کا۔ جسم کی بناوٹ زمینی اجزاء یعنی مٹی سے تشکیل پاتی ہے جبکہ روح امر ربی ہے جسم کا تعلق زمین سے ہے اس لئے اس کا رجحان ہمیشہ زمین کی طرف رہتا ہے اور روح کا رجحان ہمیشہ رب کائنات کی جانب۔ ان کو مضبوط۔ توانا۔ صحت مند۔ تندرست اور خوش وخرم وخوش حال رکھنے کے لئے خوراک کی ضرورت رہتی ہے جسم کی خوراک زمین سے حاصل ہوتی ہے۔ اور زمینی پیداوار کا تعلق زکوٰۃ سے ہے جبکہ روح کی خوراک عبادات اور ذکرالٰہی سے منسلک ہے۔ اس لئے الصلوٰۃ سے روح تقویت حاصل کرتی ہے قرآن پاک میں اکثر زکوٰۃ اور الصلوٰۃ کا ذکر اکٹھا آیا ہے۔ لہٰذا یہ دونوں یعنی الصلوٰۃ اور زکوٰۃ کی پابندی جسم اور روح کی تقویت کا باعث ہیں اس لئے ان کو نظرانداز کرنا بالکل درست نہیں اور یقیناً نقصان دہ ہے۔

نظام الصلوٰۃ کے حوالے سے مندرجہ ذیل قرآنی آیات قابل غور ہیں

"[اے نبی ﷺ!] جو قوانین واحکام کتاب میں سے آپ کو وحی کے ذریعے بتائے جاتے ہیں ۔اُن کا درس دیتے رہیں۔ تاکہ لوگ ان کی پیروی کریں۔ اور نظام الصلوٰۃ قائم کریں ۔بلاشبہ نظام صلوٰۃ فحاشی و بخل اور غیر فطری و غیر شرعی افعال کاسد باب کرتا ہے لیکن اللہ کو یاد کرنا۔ اور اُس کے قوانین و احکام اور تعلیمات کی یاد دہانی کرانا زیادہ اہم ہے۔ اے لوگو! جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ اُسے خوب جانتا ہے"

[العنکبوت ۲۹ آیت ۴۵]

Marfat.com

یقین محکم ۔خشوع وخضوع ۔آداب واحترام ۔طہارت و پاکیزگی اور تمام لوازمات کے ساتھ ساتھ الصلوٰۃ کی ادائیگی کی جائے تو یقیناً انسان یا نمازی فحاشی اور منکر سے نجات پا سکتا ہے اگر ایسا نہیں تو یقیناً الصلوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی کمی رہ گئی ہے ۔ایسے اعمال اور ارتکابات کی ایک طویل فہرست ہے جو فحاشی اور منکر کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں ۔اور اجتماعی طور پر بھی ۔حکومت وقت بھی انہیں ختم کرنے اور کرانے کی ذمہ دار ہے۔

''اے میرے [پیارے] بیٹے! صلوٰۃ کو[اس کے تمام فرائض اور تقاضوں کے ساتھ] قائم رکھنا۔ اور فطری و حسین باتوں کی تلقین کرتے رہنا ۔ لیکن غیر فطری اور غیر قرآنی باتوں سے منع کرتے رہنا۔ اور اس سلسلے میں جو مصائب تم پر ٹوٹیں ۔ انہیں احسن طریقے سے برداشت کرنا۔ یہ بلاشبہ بڑی ہمت اور عزیمت کے کام ہیں''

[لقمٰن ۳۱ آیت ۱۷]

اس آیت مبارکہ کے مفہوم کے مطابق ہم سب کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ الصلوٰۃ [نظام الصلوٰۃ سمیت] کو قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اچھائیوں کی تلقین کرتے رہنا اور برائیوں کو روکتے رہنا ہر مسلمان کے فرائض میں شامل ہے اس سے کوتاہی قطعاً مناسب نہیں۔

الصلوٰۃ اور نظام الصلوٰۃ کے حوالے سے مندرجہ آیات قرآنی باعث نصیحت اور راہ نمائی ہیں۔

''دیکھو! اپنے اہل و عیال کو صلوٰۃ قائم کرنے کا حکم دیتے رہو اور خود بھی اس پر قائم و دائم رہنا''

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۳۲ جزو]

''اور صلوٰۃ [کا نظام] قائم کرو اور زکوٰۃ [منظم طریقے سے] ادا کرو۔ نیز احکام الہیہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں کے ساتھ تم بھی احکام الہیہ کی تعمیل کرو!''

[البقرہ ۲ آیت ۴۳]

''اور [رنج و تکالیف میں] صبر اور نماز سے مدد لیا کرو اور بے شک نماز

Marfat.com

گراں ہے مگر ان لوگوں پر] گراں نہیں[جو عجز کرنے والے ہیں"

[البقرہ۲ آیت۴۵]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر[یعنی ثابت قدمی و حوصلہ مندی' توکل و رجا اور استقلال و استقامت] اور صلوٰۃ [کے قیام اور اس کے تقاضوں کی تکمیل] کے ساتھ[اللہ تعالیٰ سے] مدد مانگتے رہو۔ یقین جانو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے یعنی اس کی نصرت و امداد ان کے شامل حال ہوتی ہے جو ہر حال میں صبر کرنے والے ہوتے ہیں"

[البقرہ۲ آیت۱۵۳]

"پھر اُن صلوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے تباہی ہے جو"
"اپنی صلوٰۃ یا نماز] کے معانی مطالب' حقوق و فرائض ' حقیقت و غایت ' فیوض و برکات اور تقاضوں کو سمجھنے]سے غفلت برتتے ہیں۔ یعنی ان کو سمجھنے کی انہیں پرواہ نہیں"
"جو ریاکاری ' قرب و حضوری کا وسیلہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور جنت کی کنجی اور اپنی ذات کے نُور کی تکمیل کا ذریعہ سمجھ کر نہیں' بلکہ اپنے آپ کو عابد و زائد اور پرہیز گار ثابت کرنے کے لئے ادا کرتے ہیں"

[الماعون۱۰۷ آیات۴ سے ۷]

نماز روح کی غذا ہے اور اللہ سے قربت کا ذریعہ۔ اگر اس کی ادائیگی درست اور خالص ہو جائے تو ایک طرف حقوق اللہ کی ادائیگی ہو جاتی ہے اور دوسری جانب حقوق العباد کے حوالے سے اسلامی معاشرہ کی ہر قسم کی ضروریات پوری کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے جس سے دین اسلام کو تقویت ملتی ہے اور دُنیا میں اللہ تبارک تعالیٰ کی حکمرانی قائم کرنے میں مدد ملتی ہے جس کی برکات۔ اور فوائد کا مشائدہ کر کے دوسرے مذاہب کو دین اسلام اپنانے کی ترغیب ملتی ہے۔

۲۔ زکوٰۃ اور صلوٰۃ ایک دوسرے سے منسلک ہیں ایک جسم کی غذا ہے اور دوسری روح کی غذا۔ بیشک یہ دونوں نظام

Marfat.com

ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن ایک دوسرے لے لئے لازم وملزم۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے انسانوں کے لئے ان گنت نعمتوں کو وافر مقدار میں مہیا کرر کھا ہے۔

''ذرا غور کرو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں یا انعام و آرام کو گننا چاہو تو ان کا احاطہ نہ کرسکو گے.....''

[النحل ۱۶ آیت ۱۸ جزو]

اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو استعمال کرنے یا خرچ کرنے کے آداب سے بھی آگاہ کرر کھا ہے۔ یعنی ان کے استعمال میں اعتدال یا میانہ روی کے طرز عمل کو اپناؤ نہ ضرورت سے زیادہ کنجوسی سے کام لو اور نہ ہی فضول خرچی کرو۔

''اصل یہ ہے کہ فضول خرچ شیطان کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کی نعمتوں کا کفران یا ناقد ری کرنے والا ہے''

[الاسراء ۱۷ آیت ۲۷]

''دیکھو ! نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا رکھو [یعنی حد سے زیادہ کنجوس بن جاؤ] اور نہ اسے بالکل کھول دو [یعنی اسراف و تبدیر کرکے سب کچھ لٹا دو]نتیجة ملامت زدہ و درماندہ ہو کر رہ جاؤ''

[الاسراء ۱۷ آیت ۲۹]

''اور جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ تو اللے تللے کرتے ہیں۔ یعنی فضول و بے جا خرچ اور نہ بخل و کنجوسی ہی کرتے ہیں بلکہ ان [دو انتہائوں] کے درمیان اعتدال سے خرچ کرتے ہیں''

[الفرقان ۲۵ آیت ۶۷]

بیان کردہ اصولوں یا ہدایات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو استعمال کرنے کے بعد اگر کسی بشر کے پاس غیر استعمال شدہ رقم۔ اشیاء۔ جائیداد وغیرہ کچھ عرصہ تک بچ رہے یا محفوظ رہے تو اُس پر معمولی مقدار میں زکوٰۃ کی

Marfat.com

ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔ یہ رقم مالداروں سے حاصل کر کے بیت المال'' میں جمع کرنے کے بعد ضرورت مندوں کو دینے کا احسن نظام بنایا جاتا ہے۔

نظام زکوٰۃ ایک معاشی نظام ہے جو معاشرہ میں مالی ناہمواروں کا تدراک کرنے کا موجب ہے۔ اس حقیقت سے انکار کرنا مشکل ہے کہ دولت کی زیادتی یعنی امارت اور دولت کی کمی یعنی غربت بے شمار برائیوں کو جنم دیتی ہیں۔ اللہ رب العزت نے امیروں سے دولت لے کر غریبوں کو دینے کا احسن نظام۔ نظام زکوٰۃ کی مدد سے کر رکھا ہے جس سے ایک طرف اللہ کی حکمرانی۔ لوگوں کی طہارت و پاکیزگی۔ تقویٰ میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسری طرف امیروں اور غریبوں کی مخصوص برائیوں کے سدباب کی راہ نکلتی ہے جو اسلامی معاشرہ کی بہتری کی راہ ہموار کرتی ہے۔

''ان کے مال و منال میں سے صدقه ' یعنی زکوٰۃ [قانوناً] وصول کرو۔ [که یه حکم الٰهی ہے] اور اس مال و منال کے ذریعے اُن [کے دل و دماغ اور اخلاق و کردار] کی تطہیر کرنے اور ان کی صلاحیتیوں کو قوت سے فعل میں لانے اوران کو نشو و نما دینے کا اہتمام کرو' نیز اُن کو دعائیں دو۔ اس لئے کہ آپ کی دُعا ان کے لئے موجب تسکیں ہوتی ہے اور الله تعالیٰ تو ہے ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا۔

[التوبہ ۹ آیت ۱۰۳]

اس حوالے سے مزید فرمایا گیا۔

''حسن عمل' کا رخیر یا حسنه یه نہیں که تم نے [عبادت کے وقت قبله سمجھ کر] اپنا رخ مشرق کی طرف پھیر لیا۔ یا مغرب کی طرف۔' بلکه حسن عمل کی روش ان کی ہے۔ جو الله پر آخرت کے روز یعنی قیامت۔ نشاۃ ثانیه۔ اور حساب و جزا کے روز پر' ملائکه اور کتب سماوی اور الله کے تمام نبیوں پر ایماں لاتے ہیں۔ نیز الله کی راہ محبت میں اپنا مال و منال' اعزہ و اقارب [والدین رشتے داروں۔ ہمسایوں۔ رفیقوں اور ہمکاروں] اور یتیموں [والدین سے محروم بچوں اور دیگر بے یارو

Marfat.com

مددگار بندوں] اہل احتیاج و ضرورت اور اپنا حق مانگنے والوں کو دیتے ہیں ۔ نیز اسیران جنگ غلاموں اور قرضے میں جکڑے ہوئے بے بس انسانوں کو آزاد کرانے پر صرف کرتے ہیں اور وہ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں[اس کے تقاضے پورا کرتے] ہیں۔ اور زکوٰۃ[قرآن و سنہ کے مطابق] ادا کرتے ہیں [افراد حکومت کو زکوٰۃ دیتے یں اور حکمران اہل احتیاج کو دیتے ہیں] اور جب عہد و پیمان کرلیتے ہیں تو اُسے ضرور پورا کرتے ہیں۔ نیز مفلوك الحالی یا تنگدستی اور صعوبت و مصیبت میں اور جہاد میں خوف وخطر کے وقت اہل عزم و ہمت ثابت قدم اور متوکل و رجائیت پسند رہتے ہیں حقیقت میں یہی لوگ[حُسن عمل کی راہ میں] سچے ہیں اور یہی اہل آرزو و خشیت[متقی]۔"

[البقرہ۲ آیت ۱۷۷]

آیت مبارکہ میں دیئے گئے اشارات وہدایات کے مطابق اگر نظام زکوٰۃ کو مربوط کر کے اُور اُس کے مطابق عمل کرنے کا بندوبست کرلیا جائے تو بہت سے متاثرہ افراد کو آسودگی مل سکتی ہے اُن کا ذہنی دباؤ کم ہوسکتا ہے اور اُن کو تکالیف ومصائب سے نجات مل سکتی ہے۔ اس طرح زکوٰۃ دینے والوں کو خوشنودی اور راحت مل سکتی ہے اور زکوٰۃ لینے والوں کو معاشرہ میں آبرومندرانہ مقام مل سکتا ہے۔ اس طرح زکوٰۃ کی برکت سے معاشرہ خوشحال۔ آسودہ اور رنج وغم سے پاک ہوسکتا ہے۔ اور معاشرہ کا ہر فرد عزت وتکریم کا مستحق قرار پاتا ہے۔

اگر نظام زکوٰۃ کو صحیح انداز میں لاگو کیا جاسکے۔ تو مال ودولت کو جمع اور ذخیرہ کرنے کا رجحان ختم کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ مال ودولت کی گردش کاروبار اور تجارت کے مواقعوں میں وسعت کے اسباب پیدا کرتا ہے جس سے بیروزگاری کا سدِ باب ہوتا ہے۔ اور خوشحالی کا سبب بنتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے کہ:

"دیکھو! جو سود تم دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو' وہ اللہ کے نزدیک لوگون کے مال میں ہر گز افزائش نہیں کرتا۔ بر خلاف اس

Marfat.com

کے' جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ادا کرتے ہو'
یقینا وہی لوگ قوم کے مال و دولت میں کئی گُنااضافہ کرتے ہیں"
[الروم ۳۰ آیت ۳۹]

۳۔ اسلوب حکمرانی بمطابق سورہ حج آیت ۴۱ کی تیسری کڑی امر بالمعروف کے ادارہ کا قیام ہے۔ جو اسلامی حکومت کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔

انسان سے سرزد ہونے والے اعمال کو دو حصوں مین تقسیم کیا جاسکتا ہے اول اچھے نیک اور فطری کام یعنی امر بالمعروف اور دوم بُرے اور غیر فطری کام یعنی نہی عن المنکر انہی اعمال کی بنیاد پر کوئی شخص اچھا اور نیک یا بُرا اور بد قرار پاتا ہے۔ اگر کسی معاشرہ میں نیک افراد کی بہتات ہو تو وہ اچھا معاشرہ کہلاتا ہے اور اگر بُرے آدمیوں کی اکثریت ہو جائے تو معاشرہ بُرا ہو جاتا ہے۔

نیک کاموں کی ترغیب دینے اور بُرے کاموں سے روکنے کے حوالے سے مندرجہ ذیل قرآنی آیت قابل غور اور قابل عمل ہے۔

"[نظام اسلام قائم کرنے والے مسلمانو!] تم احسن اُمت ہو اور تمہیں بنی نوع انسان کے لئے [رحمت بنا کر] میدان عمل میں لایا گیا ہے۔ تم ان کو "معروف" یعنی فطری و حسین اور پسندیدہ امور سرانجام دینے یا کام کرنے کی ناصحانہ دعوت بھی دیتے ہو اور حکم بھی۔ نیز ان کو "منکر" یعنی غیر فطری و قبیح اور ناپسندیدہ کام کرنے کی ممانعت کرتے ہو' حکیمانہ انداز میں بھی حکماً بھی۔ اور اللہ کے احکام و قوانین اور تعلیمات کو عملاً مانتے بھی ہو۔

[آل عمران ۳ آیت ۱۱۰ جزو]

اس آیت کریمہ میں واضع طور پر نیک اور بد کاموں سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اور ان کے اثرات سے بھی آگاہ کیا گیا ہے۔ نیک کاموں یعنی امر بالمعروف کے حوالے سے درج ذیل آیات قابل غور و تفکر ہیں۔

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ سچے مومنوں اور عدل واحسان کے کام کرنے والوں سے مغفرت اورا جر عظیم کا وعدہ کرتا ہے یعنی ان کی تمام سیّأت کو محو دینے اور ان کو تحفظ دینے'نیز عظیم الشان صلہ دینے کی بشارت دیتا ہے''

[المآئدۃ۵ آیت۹]

''پس جو لوگ ایمان لائے[جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے] اور انہوں نے[ایمانیات یا متعقدات جلیلہ و محرکہ کے مطابق] عدل و احسان' خیر و حسنہ اور صلاح و فلاح کے کام کئے تو ان کا پروردگار و آقا انہیں اپنی ''رحمت'' یعنی جنت میں داخل کرئے گا۔ یہی واضح و عظیم الشان کامیابی ہے''

[الجاثیہ۴۵ آیت۳۰]

''بے شک جو[اہل حُسن و عشق] اسلام میں پورے پورے داخل ہوگئے اور انہوں نے خیرو اصلاح' پاسداری حقوق انسانی اور عدل و احسان کے امور سرانجام دیے۔ اُن کو ایسا صلہ ملے گا۔ جو لا متناہی ہوگا۔

[حٰمٓ السجدۃ۴۱ آیت۸]

اور جو لوگ اِیمان لائے ،یعنی اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نظامِ اِسلام میں اس کے قوانین و احکام اور تعلیمات کے مطابق زندگی کرنا قبول کر لیااور اعمالِ صالحہ یا عدل و اِحسان کے اُمور سرانجام دیے ہیں ، ہم انہیں جلد اور بالضُرور (اَن دیکھے الحَیَوانی) باغات میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے چشمے رواں دواں ہوں گے، جہاں (حسین و سُرور انگیز مناظر میں) وہ ہمیشہ زندگی کریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے اور کون اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنی بات کا پکا اور سچا ہے؟ یعنی نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہی ہے۔

[النسآء۴ آیت۱۲۲]

Marfat.com

مندرجہ بالا آیات قرآنی سے ظاہر ہے کہ نیک کام کرنے والون کے لئے اللہ رب العالمین نے بہت زیادہ اجر مقرر کر رکھا ہے اس لئے انسانوں کو چاہئے کہ عقلمندی اور دانشمندی سے اپنے مستقبل کو سنوارنے کی خاطر بہتر کام کریں اور برائیوں سے اجتناب کریں۔

حکومت وقت انسانوں کو نیکی کی ترغیب دینے کی خاطر اور پاکیزہ معاشرہ تشکیل دینے کیلئے امر بالمعروف کے ادارہ کو قائم کرنے اور اسے اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق تقویت دے کر اپنے فرائض منصبی کی تکمیل کرنا بہت ہی ضروری اور اہم ہے۔

۴۔ بدی اور برائی کو اپنانا بظاہر انسان کے لئے آسان اور لذت بخش ہے جوں جوں وہ اس کی گہرائی میں اترتا چلا جاتا ہے توں توں وہ اللہ کی قربت اور حدود سے دور ہوتا جاتا ہے۔شیطان الرجیم جو اس کی تاک میں رہتا ہے موقع کو غنیمت جان کر اسے اپنے نرغے میں لے لیتا ہے۔جس کا انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا۔اور وہ برائی کا ہمنوا ہو جاتا ہے اور حزب شیطان کا رکن بن جاتا ہے۔

ایسے انسانوں کی کیفیت کو مندرجہ ذیل آیات قرآنی میں اجاگر کر دیا گیا ہے۔

"بلا شبہ جو لوگ اپنی پیٹھوں پر پھر گئے[یعنی حق و صداقت سے مُنہ موڑ لیا اور کفر کی حالت کی طرف لوٹ گئے] اس کے بعد ان کیلئے ہدایت[راہ راست یا صراط مستقیم] واضح طور پر دکھادی گئی تھی' شیطان نے[اس کے منہ موڑنے کو] ان کے لئے خوش نما کردکھایا اور انہیں[جھوٹی] امیدیں دلائی ہیں۔[اور اس نے اس روش کو سہل بنا کر جھوٹی توقعات کا سلسلہ دراز کررکھا ہے]

[محمد ۴۷ آیت ۲۵]

ایسے لوگوں کے بارے میں شیطان کہتا ہے کہ:

"اور میں[اپنی وسوسہ اندازی اور جمالیاتی فریب کاری کے ذریعے] انہیں راہ راست سے ضرور بالضرور بھٹکاتا رہوں گا اور ان کو اپنی

Marfat.com

آرزوئوں کا گرویدہ اور پرستار بناتا رہوں گا“

[النساء۴ آیت ۱۱۹ جزو]

مزید فرمایا گیا کہ

”شیطان ان کو بہکاوے دیتا اور سبز باغ دکھاتا رہتا ہے۔ اور شیطان کے بہلاوے سراب و فریب کے سوا کچھ نہیں ہوتے“

[النساء۴ آیت ۱۲۰]

معاشرہ کی اکثریت جب اللہ تعالیٰ کے قوانین واحکامات اور تعلیمات وہدایات کونظر انداز کر دیتی ہے توبدامنی۔ دنگاوفساد۔قتل وغارت سمیت تمام چھوٹی بڑی برائیاں عود کرآتی ہیں تو نہی عن المنکر کے ادارہ کو بحال اور مقوی کرنے کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

حکومت وقت برائیوں کو دور کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے اور اسے ان کے تدارک کیلئے مضبوط انتظامیہ۔غیر جانبدار اور ایماندار عدلیہ۔اور موثر اور تیز رفتار احتسابی محکموں کووجود میں لانا ہوتا ہے۔

معاشرہ کے افراد پر بھی لازم ہے کہ وہ خود اور اپنے گردوپیش میں برائی کا قلع قلع کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

اے رب کائنات ہمارے گناہ معاف کر۔ ہماری کوتائیوں اور غفلتوں کو نظر انداز کر۔تمام مسلمانوں کو نظام صلوٰۃ‘ نظام زکوٰۃ‘ نظام امر بالمعروف اور نظام نہی عن المنکر قائم کرنے کی توفیق عطا فرما تا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حکمرانی قائم کی جاسکے اور مسلم امہ دنیا کی قیادت سنبھالنے کے قابل ہوسکے۔آمین۔ثم آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

4

صلوٰۃ

معاشرہ کو پاک۔شفاف۔اور مطہر ہونے کے لئے ارکان معاشرہ کا پاک۔شفاف اور مطہر ہونا لازمی ہے۔پاک وشفاف لوگ متقی کہلاتے ہیں۔اور یہی قرآن وحکیم سے بھرپور فائدہ اٹھانے والے ہوتے ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہوتے ہیں کیونکہ ان کا باطن برائیوں سے پاک۔دینی آلائشوں اور ملاوٹوں سے مُبرا۔شیطانی وسوسہ انگیزیوں اور تخریب کاریوں سے محفوظ اور نفس امارہ کے بُرے اثرات سے امان میں ہوتے ہیں۔ان کو یہ مقام اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکامات اور تعلیمات و ہدایات کے مطابق عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔جن میں سے عبادات کا درجہ بہت بلند ہے۔ویسے بھی جن وانس کی تخلیق کا بنیادی مقصد عبادت ربانی ہے۔جیسا کہ ارشاد ربانی ہے کہ

"اور میں نے جن و انس کو محض اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ میری عبادت[پرستش و بندگی اور طاعت و فرماں برداری] کریں[اور میرے ہی احکام و تعلیمات اور قوانین و ہدایات کے مطابق زندگی کریں]۔

[الذریت ۵۱ آیت ۵۶]

Marfat.com

یہ جاننے کے باوجود کہ انسانی تخلیق کا مقصد حیات عبادت ربانی ہے پھر بھی انسانوں کی اکثریت سستی اور غفلت کا ارتکاب کرتے ہوئے عبادات کو نظر انداز کرتی رہتی ہے جو صریحاً حکم عدولی ہے اور قابل سزا بھی۔ اللہ الرحمٰن والرحیم انسانوں کو یاددھانی کراتا ہے اور عبادات کے لئے ترغیب بھی دیتا ہے تاکہ ان کا مستقبل محفوظ اور خوش گوار رہے۔

''اے بنی نوع انسان! اپنے پروردگار و آقا کے کل احکام کی اطاعت' بندگان تسلیم و رضا بن کر کرو[یعنی عبادت کرو] جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو تخلیق کیا ہے۔ تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔ [یعنی اس کے قرب و رضوان کی طلب و جستجو کرو اور اس سے دوری و مہجوری کے عذاب سے ڈرو۔]''

[البقرہ۲ آیت۲۱]

''اور صرف میری ہی اطاعت و فرماں برداری [عبادت] کرو۔ یہی صراط مستقیم یعنی منزل مقصود کو جانے والی سیدھی اور دائمی راہ ہے''

[یٰسٓ ۳۶ آیت ۶۱]

اسی حوالے سے مزید ارشاد ہے کہ

''اصل یہ ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جو میرا بھی رب یعنی خالق و پروردگار اور آقا و مالک ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ لہٰذا اُسی کی عبادت کرو! یہی صراط مستقیم ہے[یعنی توحید کا راستہ ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کی جنت کا فطری و پائیدار اور سچا راستہ ہے]۔

[الزخرف۴۳ آیت۶۴]

اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ کے ذریعے انسانوں کو بار بار عبادت کی تلقین کی ہے تاکہ یہ سیدھی راہ پاکر کامیابی سے ہمکنار ہوسکیں۔

عبادات دراصل اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کے حضور باریابی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ الصلوٰۃ

Marfat.com

۲۔ زکوٰۃ

۳۔ صوم یعنی روزہ

۴۔ حج وعمرہ

۶۔ جہاد

۱۔ صلوٰۃ اہم ترین عبادت ہے۔ یہ معراج النبی کا تحفہ ہے۔ اس کی ادائیگی کیلئے عبادت گزار اپنے عزیز و اقارب۔ مال و دولت۔ کاروبار۔ اور دوسری تمام مصروفیات کو ترک کر کے دن میں پانچ وقت اللہ رب العزت کے حضور سر تسلیم خم کرتا ہے۔ اللہ کے ساتھ اپنے رشتہ کو مضبوط اور قربت میں اضافہ کی استدعا کرتا ہے۔ اور صراط مستقیم کی طلب کرتا ہے۔ اس عبادت کی تکمیل کیلئے ہر روز اہتمام کرنا لازمی ہے۔ آدمی بیمار ہو یا سفر میں ہو۔ پھر بھی اس میں کوتاہی قابل قبول نہیں۔ ہر نماز کی ادائیگی کے لئے اوقات مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ جیسا درج ذیل آیت کریمہ میں واضح کر دیا گیا ہے۔

"..........یقینا مقررہ اوقات پر صلوٰۃ قائم کرنا مومنوں پر لازم کردیا گیا ہے"

[النساء۴ آیت ۱۰۳ جزو]

اوقات صلوٰۃ کے حوالے سے مندرجہ ذیل آیات قرآنی سے راہ نمائی حاصل کرنا ازبس ضروری ہے۔

"دیکھو! دن کے دونوں کناروں' یعنی صبح اور شام کے وقت' نیز رات کے ابتدائی حصے میں' یعنی عشاء کے وقت صلوٰۃ قائم کرتے رہو! اصل یہ ہے کہ حسنات' یعنی اعمالِ صالحہ کے حسین اثرات اعمال سوء کے قبیح اثرات [سیات] کو مٹا دیتے ہیں۔ یہ یاد دھانی ہے۔ [خصوصاً] ان کے لئے جو ذکر و فکر کرنے والے ہیں"

[ھود ۱۱ آیت ۱۱۴]

Marfat.com

مزید وضاحت اس طرح کردی گئی ہے:

"صلوٰۃ باقاعدہ قائم کیا کرو۔ زوال آفتاب [Decline of the sun] سے رات کے اندھیرے تک [ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے اوقات میں] نیز صبح کو بالخصوص [صلوٰۃ کے ساتھ] قرآن کی تلاوت کیا کرو [Do recite]؛ اصل یہ ہے۔ کہ صبح کو قرآن آشکارا [Manifest] ہوتا ہے۔ یعنی اس کی معنویت قلب پر اپنا جلوہ پیدا کرتی ہے۔"

[الاسراء ۱۷ آیت ۷۸]

درج ذیل آیت کریمہ صلوٰۃ کے اوقات کو ظاہر کر رہی ہے۔

"لہٰذا [اے نبی ﷺ!] یہ [مشرک] لوگ جو [رنج زدہ] باتیں کرتے ہیں۔ انہیں برداشت کرو؛ اور سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تعریف و تشکر کے ساتھ اس کی تقدیس و تنزیہ کرتے رہو۔ نیز رات کے حصوں میں بھی اور دن کے کناروں میں بھی اس کی تقدیس و تنزیہ کرتے رہو تاکہ تم مطمئن و خوش رہو"

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۳۰]

"لہٰذا اللہ کی تقدیس و تنزیہ کرو' شام کو بھی اور صبح کے وقت بھی [یعنی صلوٰۃ ادا کرو]

[الروم ۳۰ آیت ۱۷]

صلوٰۃ اتنی اہم عبادت ہے کہ نظام قلب یعنی دل و دماغ کو پاکیزہ بنانے میں اہم کردار ادا کرنے کے علاوہ اللہ رب العالمین کے ساتھ رابطہ استوار کرنے کا باعث ہے اس لئے اس کے اہتمام کے لئے خاص الخاص لوازمات پورے کئے جاتے ہیں۔ دوسرے مذاہب کے برعکس عبادت یعنی صلوٰۃ کی آگاہی کے لئے "اذان" کو ذریعہ بنایا گیا ہے۔ جو بامعنی اور موثر الفاظ پر مشتمل ہے جو ایمان کی تقویت اور دین اسلام کی تبلیغ کا باعث ہے۔ اذان دین اسلام کا نچوڑ ہے اور غیر مذاہب سے متعلق لوگوں کے لئے باعث ناگواری بھی ہے۔

Marfat.com

جیسا کہ

''اور جب تم مسلمانوں کو اقامت صلوٰۃ کے لئے مسجد میں آنے کے لئے پکارتے ' یعنی اذان دیتے ہو۔ تو یہ اس کی بھی تضحیک کرتے اور اسے تفنن طبع کا سامان بناتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھ بوجھ نہیں رکھتے''

[المائدہ ۵ آیت ۵۸]

اذان کا آغاز اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع ہوتا ہے جسے بلند آواز میں چار دفعہ دہرایا جاتا ہے۔ اس سے اللہ کی کبریائی۔ بڑائی اور حاکمیت کی تکرار ہے۔ اور ساتھ ہی دور و نزدیک تمام لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے اس کائنات ربانی میں اس سے بڑا اور اعلیٰ کوئی اور ہستی نہیں۔ اور اس کے سامنے تمام کمتر اور محتاج و محروم ہے۔

اذان کے اگلے الفاظ یا جملہ میں جسے دو دفعہ دہرایا جاتا ہے اس بات کا اقرار بھی کیا جاتا ہے اور شہادت بھی دی جاتی ہے کہ اس پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ ہی وہ واحد ہستی ہے کہ جو عبادت کے لائق ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اذان کے اگلے الفاظ اس حقیقت کا اقرار اور شہادت ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور وہ قیامت تک رسول ہیں اور تب تک اُن کا تصرف قائم رہے گا یہ جملہ بھی دو دفعہ دھرایا جاتا ہے یہ اس بات کا بھی اعلان ہے اور خاص و عام کے لئے یاددھانی ہے کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں کوئی اور نبی یا رسول نہیں ہوسکتا ہے آپ ﷺ ہی رسول اعظم و آخر ﷺ ہیں۔

اگلے الفاظ میں، صلوٰۃ کی ادائیگی کیلئے پکارا جاتا ہے ان الفاظ کو اذان میں تاکیداً دو دفعہ دھرایا جاتا ہے۔ اور مسجد میں آنے کی دعوت دی جاتی ہے تاکہ با جماعت صلوٰۃ کی ادائیگی ممکن ہو سکے۔ یہ الفاظ اس طرح ہیں۔ حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃِ [دو دفعہ]

صلوٰۃ کی تقویت کے لئے دو دفعہ اگلے الفاظ کو بلند آواز میں دھرایا جاتا ہے تاکہ فلاح و کامیابی حاصل کی جاسکے یعنی صلوٰۃ کی ادائیگی سے کامیابی وفلاح حاصل کرنا ممکن ہے یہ الفاظ اس طرح ہیں حَیَّ علی الفلاح [دو دفعہ]

آخر میں دو دفعہ اللہ اکبر اور ایک دفعہ لا الہ الا اللہ ادا کئے جاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے اور اس بات کا اعادہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا معبود اور قابل عبادت ہے اُس کے بغیر کسی اور کی عبادت کرنا۔ یا عبادت

Marfat.com

کے لائق ٹھہرانا جائز نہیں۔

صلوٰۃ فجر کی اذان میں حی علیٰ الفلاح کے بعد دو دفعہ الصلوٰۃ خیر من النوم یعنی نیند سے الصلوٰۃ بہتر ہے دھرائے جاتے ہیں تاکہ صلوٰۃ کی اہمیت کو اجاگر کیا جاسکے اور نیند سے لازمی بیدار ہو کر نماز کی ادائیگی ہو سکے۔

جب صلوٰۃ کی ادائیگی کا وقت قریب آتا ہے تو نمازیوں کو صف بندی کے لئے اقامت کی تکبیر کہی جاتی ہے یہ اذان کو دھرا کر کہی جاتی ہے سوائے اس تبدیلی کے کہ حی علیٰ الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ کے الفاظ دو دفعہ دھرائے جاتے ہیں تاکہ مسجد میں تمام افراد کو اطلاع ہو جائے تاکہ جماعت میں شامل ہو جائیں۔

صلوٰۃ ایک اہم عبادت ہے اس میں ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور سر تسلیم خم کیے حاضر ہوتا ہے لہٰذا اس عمل کا تقاضہ ہے کہ وہ ذہنی۔ قلبی۔ اور جسمانی طور پر پاک وصاف ہو۔ اس مقصد کے لئے حکم ہے۔ کہ صلوٰۃ کی ادائیگی سے قبل وضو یا تیمّم کا اہتمام کر لیا کرو۔

"اے ایمان والو! جب تم اقامت صلوٰۃ کے لئے تیار ہو جاؤ تو پہلے اپنے چہرے اور ہاتھ کہنیوں [Elbows] تک دھو لیا کرو۔ اور اپنے سر کا مسح کر لیا کرو۔ اور ٹخنوں [Ankles] تک پاؤں [دھو لیا کرو] اور اگر حالت جنابت میں ہو تو غسل کر لیا کرو اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلا [Privy] سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم اپنی بیویوں سے ہم کنار ہوئے ہو یا ان سے جنسی لمس کیا ہو۔ اور تمہیں [غسل کے لئے] پانی دستیاب نہ ہو تو پاک و صاف مٹی سے تیمم کر لو۔ اور [اس مٹی سے] اپنے چہروں اور ہاتھوں کو آلائش و آلودگی صاف کر لو۔ اور منہ ہاتھ ویسے پونچھ لو۔"

[یاد رکھو!] تمہیں تکلیف دینا اللہ تعالیٰ کی مشیت میں نہیں ہے بلکہ وہ تمہیں پاک و صاف رکھنا [اور دیکھنا] اور تم پر اپنی نعمت پوری کرنا چاہتا ہے۔ یعنی تمہیں دینوی و اخروی حسنہ سے نوازنا چاہتا ہے۔ تاکہ تم جذبات تشکر و امتنان کے ساتھ اُس کی نعمتوں سے بھرپور استفادہ

Marfat.com

کرتے اور دوسروں کو بھی ان سے مستفید کرتے رہو“

[المائدہ۵ آیت۶]

نماز کی ادائیگی پاکیزگی اور طہارت کا تقاضہ کرتی ہے وضو بھی اس کا ایک حصہ ہے جس کا مفصل ذکر دی گئی آیت مبارکہ میں کر دیا گیا ہے اسی حوالے سے ایک اور قرآنی آیت کا ذکر کرنا فائدہ مند ثابت ہوگا۔

”اے اہل ایمان! اگر کسی وجہ سے تم ہوش و حواس کی حالت میں نہ رہو یا نشے کی حالت میں ہو، تو صلوٰۃ قائم کرنے مسجد میں جانے سے اس وقت تک گریز کرو۔ جب تک تم جو پڑھتے یا کہتے ہو۔ اس کا مفہوم سمجھنے کے قابل نہ ہو جاؤ؛ نیز جنابت کی حالت میں بھی صلوٰۃ قائم نہ کرو۔ جب تک تم غسل نہ کرلو۔ [اس سے استثنا اس صورت میں ہے کہ] تم سفر کی حالت میں رہ نورد ہو] اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کرسکو۔ تو تیمم کرکے صلوٰۃ قائم کرلو]؛ نیز اگر تم بیمار ہو۔ یا مسافرت میں ہو۔ یا بیت الخلا [Privy] سے ہو کر آئے ہو؛ یا بیویوں سے جنسی اختلاط [Inter course] کر چکے ہو۔ اور تمہیں پانی دستیاب نہ ہو۔ تو پاک و صاف مٹی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرکے تیمم کرلو۔

یقین جانو کہ اللہ بار بار معاف کرنے والا ' یعنی گناہوں کے قبیح و سلبی اثرات کو محو کرنے والا۔ بڑا ہی بخشنے اور حفاظت کرنے والا ہے“

[النساء۴ آیت۴۳]

طرز زندگی کا یہ دستور بھی ہے اور تقاضہ بھی۔ کہ جب کبھی کسی بھی لحاظ سے اپنے سے بڑے شخص کے پاس جانے یا ملنے کا قصد کرتے یا کسی دعوت یا مجلس وغیرہ میں جانیکا اہتمام کرتے ہیں تو خوب صاف وشفاف ہوتے ہیں۔ خوبصورت اور اعلیٰ ترین لباس زیب تن کرتے ہیں سجتے اور سنورتے ہیں۔ خوشبو لگاتے ہیں۔ اور دوسرے مناسب لوازمات کرتے ہیں۔ لیکن صلوٰۃ کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوتے وقت جس سے بڑا۔ اعلیٰ اور عالی شان تو کوئی اور نہیں ہے اس

Marfat.com

لئے اس عمل یا عبادت سے قبل مناسب تیاری کرنا لازمی بھی ہے اور ضروری بھی۔ اس حوالے سے مندرجہ ذیل آیات کریمہ سے آگاہی حاصل کرنا اور ان کے مطابق عمل کرنا بھی لازمی ہے۔

۱۔ مسجد میں جانے یا عبادت کے موقع پر اچھا لباس پہننا۔

''اے بنی نوع انسان! ہر عبادت کے موقع و محل پر اچھا لباس زیب تن کر لیا کرو۔[تاکہ اللہ تعالیٰ کو حسن محبوب ہے.....]

[الاعراف ۷ آیت ۳۱ جزو]

۲۔ اللہ تعالیٰ پاکیزہ جگہوں اور لوگوں کو عزیز رکھتا ہے۔

''آپ اس مسجد میں [جو ضرار] ہے۔ قیام صلوٰۃ کبھی نہ کریں (بلکہ) وہ مسجد جس کی بنیاد روز اول ہی سے تقوی [یعنی آزوے ہدایت اور خشیت ضلالت] پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی زیادہ حقدار ہے۔کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں قیام [صلوٰۃ] کریں۔ اس میں ایسے مردانِ [خدا] آتے ہیں جو پاکیزہ اور پاک دل و پاکباز رہنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی پاکیزہ و پاکدامن لوگوں کو عزیز رکھتا ہے''

[التوبہ ۹ آیت ۱۰۸]

۳۔ اپنے کپڑوں۔ نفس۔ روح۔ دل۔ اعمال۔ اخلاق۔ اہل وعیال وغیرہ کو پاک وصاف رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

''اور اپنے ثیاب کو پاکیزہ کیجئے''

''اور ہر قسم کی نجاست سے گریزاں رہئیے''

[المدثر ۷۴ آیت ۴، ۵]

۴۔ خانہ کعبہ کی جانب رخ کر کے نماز کی ادائیگی کا حکم

''اور جہاں کہیں بھی [اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!] آپ آئیں جائیں [قیام صلوٰۃ کے وقت] اپنا منہ مسجد حرام [خانہ کعبہ] کی طرف کرلیا کریں۔ اور [مسلمانو!] تم بھی جہاں کہیں موجود ہو اپنا رخ اس کی طرف کرلیا

Marfat.com

کرو۔۔۔۔“

[البقرہ۲ آیت ۱۵۰ جزو]

۵۔ باجماعت صلوٰۃ کی ادائیگی کا حکم

”اور صلوٰۃ [کا نظام] قائم کرو۔ اور زکوٰۃ [منظم طریقے سے] ادا کرو؛ نیز احکام الٰہی کے سامنے سرتسلیم خم کرنے والوں کے ساتھ تم بھی احکام الٰہی کی تعمیل کرو!“

[البقرہ۲ آیت ۴۳]

۶۔ صلوٰۃ میں متوسط آواز میں قرآن پڑھنے کا حکم

”۔۔۔۔۔دیکھیے! آپ صلوٰۃ [میں قرآن] نہ تو بلند آواز میں پڑھیں اور نہ بالکل مدھم آواز میں۔ بلکہ دونوں کے بین بین کا راستہ اختیار کریں“

[الاسراء ۱۷ آیت ۱۱۰ جزو]

۷۔ درمیانی صلوٰۃ کا احترام کرنے کا حکم

”[مسلمانو! کل] صلوٰۃ یا نمازوں اور افضل و اعلیٰ صلوٰۃ [صلوٰۃ وسطی] کی حفاظت کرو۔ یعنی ان کے قیام کو یقینی بنالو اور صلوٰۃ کے تقاضے پورا کرو۔ اور اللہ کے احکامات و قوانین اور تعلیمات پر اس کے بندگانِ تسلیم و رضا بن کر صبر و استقامت کے ساتھ عمل کرو“

[البقرہ۲ آیت ۲۳۸]

۸۔ نماز قصر کرنے کی اجازت

”اگر تم دنیا میں [جہاد یا دیکھ بھال یا سراغ رسانی] کیلئے رہروی کررہے ہو۔ اورتمہیں کافر لوگوں سے ایذا رسانی کا خوف و خطر لاحق ہو تو قیام صلوٰۃ میں قصر کرلینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یاد رکھو کہ کافر، یعنی نظام اسلام کو قبول نہ کرنے والے تمہارے کھلے دشمن ہیں؟“

[النساء۴ آیت ۱۰۱]

Marfat.com

صلوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ کار رسول اعظم و آخر ﷺ نے اپنی موجودگی میں اپنے صحابہ کرامؓ کو عملی طور پر سکھا دیا تھا اور اس وقت سے آج تک صلوٰۃ ادا کی جارہی ہے اور انشاءاللہ تعالےٰ یہ عمل ہمیشہ ہمیشہ جاری وساری رہے گا۔ روزانہ پانچ صلوٰۃ یعنی نمازوں کے علاوہ نماز تہجد۔ جمعۃ المبارک۔ عیدالفطر۔ عیدالاضحیٰ۔ صلوٰۃ خوف۔ نماز جنازہ صلوٰۃ استقاء وغیرہ کی ادائیگی بھی معمول کا عمل ہے۔

باقاعدگی سے صلوٰۃ ادا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بہترین اجر اور انعام واکرام کا وعدہ کر رکھا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات مقدسہ سے عیاں ہے۔

ا۔ جو لوگ ایمان لائے۔ اور اعمال حسنہ کرتے رہے یعنی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام و تعلیمات اور عقائد جلیلہ و محرکہ کو تسلیم بالقین کیا' اور ان کے مطابق عدل و احسان اور حسنہ و توازن گری کے کام کرتے رہے۔ نیز انہوں نے[قرآن و حسنہ کے مطابق] صلوٰۃ کے قیام اور زکوٰۃ دینے کے نظام قائم کئے۔ تو ان کا اجر یا صلہ ان کے پروردگار و مالک کے پاس ہے۔ [یعنی وہ اپنی وسعت و قدرت اور شان شاہی کے مطابق صلہ دے گا جو بے حساب ہوگا] اور ان [کے دلوں] پر خوف و خطر مسلط ہوگا نہ وہ رہن غم و اندوہ ہی ہوں گے[اس دنیا اور آخرت دونوں میں]۔

[البقرہ۲ آیت ۲۷۷]

ب۔ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے رب کے حضور رکوع کرو 'سجدہ کرو اور اس کے احکام پر عمل اور خیر و حسنہ کے کام کرو۔ تاکہ تم خوف و حزن کی آگ سے محفوظ رہنے اور دینوی اور اخروی حسنہ پانے میں کامیاب ہوسکو''

[الحج ۲۲ آیت ۷۷]

ج۔ ''محسن وہ ہیں جو صلوٰۃ[کا نظام] قائم کرتے[اور اس کے تقاضے پورے

Marfat.com

کرتے] ہیں۔ نیز [قرآن و سنت کے مطابق حکام کو] زکوٰۃ دیتے ہیں۔[تاکہ وہ اہل احتیاج اوران کی مدد کریں جو اپنے مساوی حق پیداوار سے محروم ہیں]وہ آخرت[قیامت نشاۃ ثانیہ ' روز حساب و جزا اور جنت وجہنم] پر بھی کامل یقین رکھتے ہیں“

”یہی لوگ ہیں جو اپنے ہادی و مربی مالک و آقا کے فضل سے صراط مستقیم پر ہیں۔ اور آتش خوف و حزن سے نجات نیز نشوونما پانے اور دینوی و اخروی حسنہ حاصل کرنے والے ہیں“

[لقمن ۳۱ آیات ۴'۵]

صلوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے اللہ رب عظیم نے انتباہ کیا ہے تاکہ وہ سستی وغفلت چھوڑ کر راہ ہدایت اختیار کریں۔

ا۔ ”لیکن پھر اُن کے بعد اُن کے ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے صلوٰۃ کو ضائع کردیا۔ یعنی صلوٰۃ کے تقاضوں سے صرف نظر کرلیا۔ اور اس کا نظام برباد کردیا؛ اور اپنی نفسانی خواہشات کا اتباع کرنے لگ گئے ; عنقریب وہ[اللہ کے قوانین معدلت ۔ مکافات عمل' احترام آرزو اور تعجیل و امہال کے مطابق] اپنی سرکشی [کا مآل] دیکھیں گے“

[مریم ۱۹ آیت ۵۹]

ب۔ ”اُسی [اللہ] سے رجوع کرنے والے بنو۔ اور اس کا تقوی اختیار کرو' یعنی اس کی طلب و جستجو کرو۔ اور اس کے قانون مجازات سے ڈرتے رہو' اور صلوٰۃ[کا نظام] قائم کرو' اورا ن مشرکین میں سے نہ ہوجاؤ“

[الروم ۳۰ آیت ۳۱]

”پروردگار! مجھے نظام صلوٰۃ قائم کرنے والا بنا۔ اور میری اولاد میں سے بھی لوگوں کو ایسا بنانا۔ بار الٰہی! میری آرزو[دُعا] قبول فرمانا“

[ابراہیم ۱۴ آیت ۴۰]

Marfat.com

''پس میں ان سے کہتا رہا کہ اپنے رب سے بخشش طلب کرو۔ اور اپنے گناہ بھی معاف کروالو' بیشک وہ [اللہ] بڑا ہی بخشش و درگزر کرنے اور سیات کو محو کرنے والا اور ان سے حفاظت فرمانے والا ہے''

[نوح ۷۱ آیت ۱۰]

''[حقیقت یہ ہے کہ] تو ہی ہمارا سرپرست ہے لہٰذا ہماری سیات کو محو کردے اور ہماری حفاظت فرما؛ نیز ہم سے درگزر اور رجوع برحمت فرما' تو بہترین بخشنے اورحفاظت فرمانے والا ہے''

[الاعراف ۷ آیت ۱۵۵ جزو]

یاالٰہی! ہمیں معاف فرما۔ اورہمیں خلوص دل اور خشوع وخضوع سے صلوٰۃ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمااورہمیں صحیح مخلص اور پختہ مسلمان بننے میں مدد فرما۔ آمین!

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

5

صوم

اللہ تعالیٰ ہی وہ اکیلی ذات یا ہستی ہے کہ جو عبادت کی حق دار ہے۔ یعنی اس ہستی کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا کسی بھی صورت۔ کسی بھی طریقہ یا کسی بھی انداز میں جائز نہیں خواہ وہ نظری ہو فکری ہو تصوراتی ہو عملی ہو۔ قولی ہو یا فعلی ہو۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف اور صرف اپنی ہی ذاتی عبادت کے لئے تخلیق کیا اور پیدا کیا ہے لہٰذا انسان صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرنے کا پابند ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اور احسان بھی۔ کہ اس نے انسانوں کی آسانی کیلئے اور راہ راست کی حدود اور محیط میں رہنے کے لئے عبادات سے آگاہ کرر کھا ہے اور طریقہ کار بھی متعین کر دیا ہے صوم یعنی روزہ بھی اہم ترین عبادتوں میں شمار ہوتا ہے کہ جسے ماضی۔ حال اور مستقبل کے انسانوں کے لئے فرض کر دیا گیا ہے۔

صیام جس کا صیغہ واحد صوم یعنی روزہ ہے اور جس کے معنی ہیں کہ مخصوص اوقات میں ہر اس چیز کے استعمال سے پرہیز کرنا یا اجتناب کرنا جس کی خواہش یا طلب نفس انسانی کرے خواہ وہ حلال یا جائز ہی کیوں نہ ہو۔ صوم یا روزہ ایمان لانے والوں پر فرض کیا گیا ہے اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ اس سے قبل جو لوگ تھے اُن پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے۔ البتہ

Marfat.com

اُن کی تعداد۔ وقت اور کیفیت کا ذکر نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ درج ذیل آیتِ قرآنی میں کہا گیا ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں (یعنی اُمتوں) پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ یعنی آرزوئے ہدایت اور خشیتِ گمراہی کا احیاء ہو جائے۔ (اگر تقویٰ، نشوونما نہ پائے تو یقین کرو کہ روزے اکارت گئے]

[البقرہ۲ آیت ۱۸۳]

اس آیت کریمہ میں صوم اور تقویٰ کا ذکر کیا گیا ہے جو وضاحت طلب ہیں۔

صوم یعنی روزہ کا دورانیہ صبح صادق سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہوتا یعنی اس دوران روزہ دار کوئی چیز خواہ حلال ہی کیوں نہ ہو نہ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے اور نہ ہی باہمی جنسی روابط قائم کر سکتا ہے روزے کو تقویت دینے اور مزید مطہر کرنے کے لئے اپنے حواس کو نظم وضبط میں رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ان سے کوئی غیر شرعی، غیر اسلامی اور غیر اخلاقی عمل سرزد نہ ہو روزہ سے متوقع نتائج حاصل کرنے کی خاطر تمام عبادات یعنی صلوۃ وغیرہ کی پابندی اور تلاوت قرآن حکیم بہتر ہے کہ بمہ ترجمہ کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا بھی بہت مفید ہے۔

تقوی حاصل کرنا یا متقی بننا بھی صوم روزہ کا مقصد اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے

تقوی کے حوالے سے مندرجہ آیات قرآنی کا مطالعہ کرنا مفید ثابت ہوسکتا ہے

۱ اے نبی نوع انسا ن ! اپنے پروردگار و آقا کے کل احکا م کی اطاعت بندگان تسلیم و رضا بن کر کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو تخلیق کیا ہے تا کہ تم تقوی اختیا ر کرو

[البقرہ۲ آیت ۲۱]

۲ یہ [قران] اللہ کی کتاب ہے اس میں شك نہیں کہ یہ متقیوں [اہل آرزو و خشوع] کے لئے ہدایت ہے

[البقرہ۲ آیت ۲]

Marfat.com

قرآن پاک میں اس مفہوم کی متعدد آیات موجود ہیں جو متقین کے اوصاف وخواص کو ظاہر کرتی ہیں

قرآن مجید کی رو سے متقی وہ ہے کہ جو:

۱۔ اللہ رب العالمین کی آرزو اور جستجو رکھے

۲۔ اللہ سے قربت پیدا کرنے اور اس کی حمایت اور نظر کرم حاصل کرنے کے لئے اس کے احکام وقوانین اور تعلیمات وہدایات کے مطابق عمل کرنا

۳۔ ایمان بالغیب یعنی غیر مشہود واقعات وحقائق اور ایسی چیزوں پر جو انسان کے حواس خمسہ سے ماوراء ہیں جن کا ذکر قرآن وسنتِ رسولؐ میں موجود ہے ان کو حقیقت ماننا اور ان پر ایمان لانا

۴۔ قرآن وسنتِ رسولؐ کے مطابق تمام تقاضوں سمیت صلوۃ اور نظام صلوۃ قائم کرنا

۵۔ اللہ تعالی نے جوان کو رزق دیا ہے اسے اللہ کی محبت میں ضرورت مندوں کی ضرورت پورا کرنے کے لئے استعمال میں لانا مثلا

۱) رشتے داروں

۲) یتیموں

۳) مسکینوں

۴) مسافروں

۵) مانگنے والوں

۶) گردنیں چھڑانے کے لئے

۷) زکوۃ ادا کرنا یا نظام زکوۃ قائم کرنا

۸) عشر صدقات وغیرہ ادا کرنا

۹) عہد پورا کرنا

المختصر متقی اللہ تعالیٰ کی چاہت خوشنودی اور رضا کے لئے اعمال صالح کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں صیام یعنی

Marfat.com

روزں کے بارے قرآن پاک میں چند مزید وضاحتیں کی گئی ہیں جن میں روزہ داروں کے لئے مخصوص حالات میں کچھ چھوٹ دی گئی ہے تاکہ لوگوں کے لئے آسانی پیدا ہو اور وہ زیادہ دلجمی اور رغبت سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کریں ویسے بھی اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم ہے اور کسی صورت اپنے بندوں کا مشکل اور تکلیف میں ہونا پسند نہیں کرتا خاص طور پر مسافروں اور مریضوں کو دی گئی رعایت مندرجہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔

صیام یا روزے تو گنتی کے چند روز ہیں اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو[اسے رخصت ہے کہ]وہ دوسروں دنوں میں چھوڑے ہوئے روزوں کی تعداد پوری کرے بشر طیکہ وہ لوگ ایسا کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں [لیکن اگر یہ استطاعت نہ رکھتے ہوں تو پھر] کفارا [فدیہ] ادا کریں اور محتاج [مسکین] کو کھانا کھلا ئیں لیکن جو مزید خیرات یا احسان کرنے کے آرزومندھوں تو ان کے لئے خیروحسنہ ہے اگر تمہیں [اس حقیقت کا] علم ہو روزہ رکھنا بہر حال تمہارے لئے موجب خیروحسنہ ہے

[البقرہ۲ آیت۱۸۴]

مریض کے حوالے سے ہے کہ اگر روزہ رکھنے سے مریض کی ہلاکت کا خدشہ یا مرض کی شدت میں اضافہ ہو تو تب یہ استثنا جائز ہے۔

"ماہ رمضان[جو روزوں کا مہینہ ہے] اس میں قرآن نازل [ہونا شروع] ہوا تھا۔ جو تمام بنی نوع انسان کو صراط مستقیم یا اللہ کی حسین و فطری راہ راست دکھانے والا ہے؛ اور اس میں [زندگی کے ہر موڑ پر]حسین و فطری راہ راست دکھانے والے واضح نشانات ہیں؛ نیز یہ حق و باطل' توحید و شرک' خیر و شر' کامیابی و ناکامی اور حسنہ و سیہ کا فطری اور سچا معیار[کسوٹی] یا الفرقان ہے اور تم میں جو بھی رمضان کا مہینہ پائے تو وہ[تمام روزے رکھے؛ لیکن اگر کوئی مریض یا

Marfat.com

سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں [چھٹے ہوئے روزے رکھ کر کل روزوں کی] تعداد پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے دشواری کو پسند نہیں کرتا۔ ہرحال چھٹے ہوئے روزوں کی تعداد [روزے رکھ کر ضرور] پوری کرو۔

اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی ہے' یعنی تمہیں مادی و معنوی ترقی' کامیابی و کامرانی اور دنیوی و اُخروی حسنہ [جنت اور اس کی نعمتیں] کی حسین و فطری راہِ راست دکھائی ہے۔ اور اس پر سفر زندگی کرنے کی ہدایات دی ہیں نیز اللہ جل شانہ ، کی کبریائی و عظمت ، جلالت و سطوت ، قہارت و جبروت ، سبحانیت و صمدیت ، عطا و موہیبت ، فضل و احسان ، انعام و اکرام ، نعمت و مغفرت اور عزت و قدرت کی یا اس کے بمثال حُسن و عشق کی زبان و قلم اور دیگر ذرائع ابلاغ سے خوب تشہیر جمیل کرو اور ہمیشہ کرتے رہو۔ تاکہ اس کے نتیجے میں تم میں ان جمالیاتی صفات المیہ کا یقین مزید مستحکم و پائیدار ہوجائے، نیز تم میں اس کی بے شمار حسین باطنی اور خارجی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے لگ جاؤ''

[البقرہ۲ آیت ۱۸۵]

اس آیت کریمہ میں ماہ رمضان کی فوقیت اور اہمیت اس لئے بیان کی گئی ہے کہ اس میں قرآن کریم کے نزول کی ابتداء ہوئی۔ قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انسانیت کے لئے ایک ایسا عظیم المرتبت تحفہ ہے کہ جو انسانی راہنمائی کے تمام پہلوؤں اور گوشوں کو اجاگر کرتا ہے۔ دینوی زندگی گزارنے کے تمام اصولوں کو بیان کرتا ہے۔ یہ اچھائی اور برائی کو واضح کرتا ہے۔ نیکی اور بدی میں امتیاز کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی ہدایت ہے کہ منزل مقصود کو پانے میں مددگار و معاون ہے۔

قرآن کی نعمت پانے کے شکرانے میں ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں تاکہ حالات کے مطابق ان کی مشکلات دور ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ہدایت دی ہے اس لئے انسان پر اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف اور

Marfat.com

کبریائی بیان کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا بھی واجب بنتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرنے اور اس کا شکریہ ادا کرنے کا ذکر آتا ہے تو ذہن میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے قربت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے اور اس سے اپنا مدعا کیسے بیان کیا جاسکتا ہے۔ تو اس ذہن میں پیدا ہونے والے اس خیال کا جواب اس طرح دیا گیا ہے۔

''اور [میرے نبی ﷺ] جب میرے بندے آپ ﷺ سے میرے متعلق دریافت کریں [کہ وہ تقرب کیسے حاصل کرسکتے ہیں یا مجھ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں تو انہیں بتا دیجئے کہ] میں اُن کے پاس ہی ہوں [ان کی رگ جان سے بھی قریب تر] اس لئے جب میرا کوئی بندہ مجھے [استمداد و استقامت کیلئے] پکارتا ہے تو میں اس کی دعا سنتا اور [سچی اور بالحاظ بندہ ممکن الوقوع دعا کو اپنے قانون تدبیری کیمطابق] قبول کرتا ہوں لہذا ان پر لازم ہوا کہ میری دعوت کو [جو ان کی حیات طیبہ مادی و معنوی ترقی اور دینوی اور اخروی حسنہ کیلئے ہے] تسلیم بالیقین کریں اور مجھ پر ایمان لائیں' یعنی میرے حسن کلام آخر کے قوانین و احکام اور تعلیمات کو تسلیم بالیقین کریں اور میرے دین اسلام یا نظام حیات کلی میں پورے پورے داخل ہوجائیں تا کہ اس کے نتیجے میں وہ میری حسین و فطری راہ راست پر چل کر اپنی منزل مقصود آخر جنت قرۃ العین کو پالیں ''

[البقرہ۲ آیت ۱۸۶]

اللہ تعالیٰ روزوں کے متعلق قرآن مجید میں کچھ مزید وضاحتیں اگلی آیت کریمہ میں اس طرح فرماتا ہے

''[اب] روزوں کی رات میں تمہارے لئے اپنی بیویوں سے جنسی اختلاط کرنا جائز کردیا گیا ہے۔ وہ تمہاری پوشاک ہیں [Raimant] اور تم ان کا لباس [Garment] ہو [یعنی تم دونوں ایک دوسرے کی زینت و رونق اور

Marfat.com

باعث آرام و راحت' پردہ دار عیوب ' محافظ عزت و ناموس اور مال و جان ہو]
اللہ جانتا ہے کہ تم [اپنی بیویوں سے جنسی اختلاط کر کے] خیانت نفس کرتے تھے۔ وہ اپنی رحمت کے ساتھ تم سے رجوع ہوا اور اس نے تم سے درگزر کیا۔ [یعنی تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معافی دے دی] ۔اب تمہیں رخصت ہے کہ تم ان سے جنسی اختلاط یا التفات کرو اور اللہ نے جو شے تمہارے لئے مقدر کی ہے۔ اس کی طلب و جستجو کرو؛ نیز کھاؤ پیو ' یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری [رات کی] سیاہ دھاری سے الگ تم کو دکھائی دینے لگے۔ پھر روزے کو رات پڑنے تک پورا کرو۔
لیکن جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو۔ یعنی آیات قرآنی کے الفاظ و اصطلاحات کے معانی و مفاہیم، اسرار و رموز ' اور اعجازات کو دل جمعی و یک سوئی کے ساتھ سمجھنے اور قومی و ملّی درپیش مسائل حل کرنے کی خاطر مساجد میں معتکف غور و فکر ہوجاؤ تو اپنی بیویوں سے جنسی اختلاط یا مباشرت نہ کرو۔ یہ اللہ کی حد بندیاں ہیں۔لہٰذا ان کے پاس نہ جانا۔ اللہ اس طرح اپنے احکام بنی نوع انسان کے لئے واضح طور پر بیان کرتا ہے تاکہ وہ تقوی اختیار کریں' یعنی جنت کی سچی اور سیدھی راہ پر چل کر اُسے پانے کی آرزو و سعی کریں اور اس راہ منزل کو گم کردینے سے خوف بداماں رہیں''

[البقرہ۲ آیت ۱۸۷]

اس آیت مقدسہ نے روزوں کے حوالے سے مزید وضاحت کی ہے۔ جس کی درجہ بدرجہ تفصیل اس طرح ہے۔
جنس ایک ایسی قوت ہے کہ جو انسانوں کی بے راہ روی کا ایک اہم اور مضبوط و طاقتور ذریعہ ہے اور اس کو حدود ربانی کا پابند کرنا اور اس میں جائز سہولت اور آسانی پیدا کر کے اسے قابو میں رکھنا اور شیطانی گرفت اور نرغے سے بچانا عمل صالح ہے اللہ رب العزت انسانی فطرت کا نبض شناس ہے اس لئے اس نے روزوں کے دوران نماز عشاء کے بعد اور سحری

Marfat.com

سے قبل اس آیت مبارکہ کے ذریعے جنسی اختلاط کی اجازت دے دی۔ ایک اور جگہ مسلمانوں کو چند شرائط کی پابندی کے ساتھ چار شادیوں کی اجازت دے رکھی ہے تاکہ جنسی بے راہ روی اور بے ضابطگیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔

اس آیت قرآنی میں میاں بیوی کے باہمی تعلقات کو لباس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اگر بظاہر غور کیا جائے تو لباس مندرجہ ذیل فوائد کا حامل ہے۔

۱۔ لباس باعث راحت ہے موسمی شدت سے محفوظ رکھتا ہے۔ گرمی اور سردی سے بچاتا ہے۔

۲۔ لباس زینت ہے۔ کیونکہ یہ حسن و جمال کو نکھارتا ہے انسانی خوبصورتی کو اجاگر کرتا ہے۔ شخصیت کو ابھارتا ہے۔ اور انسانی دلکشی اور جاذبیت میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔

۳۔ لباس پردہ ہے۔ یہ جسمانی عیوب کو چھپاتا ہے۔ اخلاقی خامیوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ میاں بیوی کے باہمی رازوں کی حد بندی کرتا ہے۔

۴۔ آیت مبارکہ کے مطابق عورتوں کے لئے مرد لباس کا درجہ رکھتا ہے اور مردوں کے لئے عورت لباس کا درجہ رکھتی ہے یعنی یہ دونوں ایک دوسرے کیلئے راحت۔ زینت اور پردہ یا حجاب کے مترادف ہیں۔ یعنی دونوں حقوق اور فرائض کے لحاظ سے یکساں ہیں۔

۵۔ میاں بیوی اسی طرح ایک دوسرے کے راز داں ہیں کہ جس طرح لباس کسی فرد کا ہر لحاظ سے راز دان ہوتا ہے اور رہتا ہے۔ درحقیقت دوران ازواجی زندگی بہت سی باتیں۔ معاملات اور تعلقات کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ جو میاں بیوی کو۔ بیوی میاں کو بتا سکتی ہے یا اظہار کر سکتی ہے۔ مخلوق و خالق یعنی۔

بالکل اسی طرح روزہ دار اور اللہ تعالیٰ بھی ایک دوسرے کے راز دان ہیں کیونکہ سحری اور افطاری کے درمیان روزہ دار کو ہزاروں ایسے مواقع مل سکتے ہیں وہ چوری چوری خفیہ طور پر۔ چھپ کر اپنا روزہ باطل کر سکتا ہے اس کے روزے کی اصل کیفیت یا تو روزہ دار جانتا ہے یا اللہ تعالیٰ جو سمیع و بصیر ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ روزہ اللہ تعالیٰ کیلئے اور وہی اس کا اجر دینے کیلئے بااختیار ہے" لہٰذا روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کا راز دان صرف اللہ ہے۔

اسی آیت مبارکہ میں معتکف کے بارے بھی ذکر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

۱۔ معتکف ایسا روزہ دار ہے کہ جو رمضان کریم کے آخری عشرہ میں اپنے گھر والوں۔ ماں باپ۔ بیوی بچوں۔ رشتہ داروں قرابت داروں اور ہر قسم کے ساتھیوں سے جدا ہو کر نو یا دس دن کے لئے قریبی یا من پسند مسجد میں قیام کرتا ہے۔

۲۔ معتکف کے لئے دورانِ اعتکاف دن ہو یا رات جنسی اختلاط پر پابندی ہوتی ہے۔

۳۔ اعتکاف کا بنیادی مقصد روزہ مرہ کے دنیاوی معمولات اور اور کاروباری زندگی سے قطع تعلق کر کے عبادات پر توجہ مرکوز کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور یکسوئی سے اپنی کوتاہیوں۔ غفلتوں اور گناہوں سے معافی طلب کرنا اور قربت کے ذرائع تلاش کر کے اپنے درجات بلند کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

۴۔ اعتکاف کی تنہائی میں دنیاوی مصروفیات سے علیحدہ ہو کر قرآن حکیم کے مندرجات پر غور و فکر کرنا۔ دین اسلام کی ترویج اور اس کی ترقی اور پھیلاؤ کیلئے کام کرنے کی منصوبہ بندی کرنا۔ اسلامی معاشرہ اور اچھائیوں کی ترغیب کا طریقہ کار وضع کرنا بھی شامل ہونا چاہیے۔

۵۔ اعتکاف کے دوران اپنے گھریلو، ملکی، ازدواجی۔ کاروباری اور دیگر متعلقہ مسائل کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی روشنی میں حل کرنے پر بھی سوچ و بچار ہو سکتا ہے۔

۶۔ تمام عبادات سمیت اعتکاف تقویٰ کی راہ اختیار کرنے کا ایک نہایت اہم اور موثر ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔

روزہ دراصل اپنے نفس امارّہ پر قابو پا کر اُسے اللہ تعالیٰ کے قوانین۔ احکامات۔ اور تعلیمات کے مطابق زندگی کرنے کیلئے اپنے آپ کو تیار کرنے کا بہترین ذریعہ ہے لیکن یہ مقصد صرف سحری سے افطاری تک بھوکا۔ پیاسا رہنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے انسانی حواس خمسہ کے ذریعہ انسان اپنی ذات کے باہر رابطہ کرتا ہے جو کہ یہ ہیں آنکھ دیکھنے کے لئے۔ کان سننے کے لئے۔ زبان چکھنے اور بولنے کے لئے۔ ناک سونگھنے کے لئے اور ہاتھ چھونے کے لئے۔

اگر آنکھ بے حیائی اور فحاشی کے نظاروں میں دل چسپی رکھے۔ خواہ وہ کھلے ہوں یا چھپے ہوں۔ تو اس سے انسانی خیالات۔ سوچ و فکر متاثر اور منتشر ہوں گے۔ اور وہ یقیناً برائی کی طرف راغب ہوگا جو روزہ کے فلسفہ سے متصادم ہے جس سے روزہ کی پاکیزگی باطل ہوگی ویسے بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مرد و زن اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں یعنی وہ کسی غلط چیز یا غیر محرم

Marfat.com

کوارادۃً نہ دیکھیں یا نظارہ کریں تا کہ وہ شیطانی حملوں سے محفوظ و مامون رہیں۔اور روزہ پاک وصاف رہے۔

کان جو بیرون جسم آوازوں کو سننے کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔اگر غلط۔غیر مہذب۔فحش۔اور دوسروں کی برائی یا غیبت کسی کے خلاف ناجائزہ باتیں سنے یا ان کو سننے کا دلدادہ یا خواہش تجس میں رغبت رکھے تو اس سے بھی روزہ کی پاکیزگی متاثر ہوگی اور باعث انتشار ہوگی۔

روزہ کی طہارت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بات چیت میں انتہائی محتاط رہے۔اس کی زبان سے کوئی ایسا لفظ یا جملہ دانستہ یا نادانستہ ادا نہ ہو تا کہ جو سننے والے کو ناگوار گزرے یا اس کی دل آزادی ہو اور اسے دلی اور ذہنی دکھ پہنچے۔ہمیشہ غیبت سے اجتناب ہو۔کسی کو بھی بُرے القاب یا غیر مہذب الفظ میں نہ پکارا جائے یا اُن کو غلط ناموں سے پکارا جائے۔خوشگوار اور مہذب گفتگو سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو سکون اور خوشی ملتی ہے لہٰذا یہی وطیرہ اختیار کرنا بہتر ہے۔تا کہ روزہ میں کوئی رخنہ نہ پیدا ہونے پائے۔

اسی طرح سونگھنے اور چھونے کا عمل بھی پاکیزہ اور اسلامی حدود کے اندر رہنا چاہیے تا کہ تقوی حاصل کرنا آسان ہو جائے۔

ان سب اعمال سمیت نماز کی پابندی۔کلام پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت بمعہ ترجمہ نہایت ضروری بھی ہے اور لازمی بھی.ہے روزہ سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور اس سے متعلقہ فائدے حاصل کرنے کے لئے رزق حلال کا ہونا انتہائی اہم ہے ورنہ تمام عمل بے کار ہونے کا خطرہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

6

زکوٰۃ

دنیاوی زندگی اسباب کی مرہون منت ہے زندہ رہنے کے لئے خوراک درکار ہے۔رہائش کے لئے مکان کی ضرورت ہے۔تن ڈھانپنے کے لئے پوشاک لازمی ہے۔صحت مند رہنے کے لئے دوا۔تعلیم کے حصول کے لئے اخراجات اوردوسرے روزمرہ۔معمولات اور معاملات کو پورا کرنے کے لئے مال وزر کی دستیابی ضروری ہے۔اس مقصد کے حصول کیلئے لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں۔ ملازمت کرتے ہیں۔مختلف قسم کے کاروبار کرتے ہیں اور اس طرح اپنی دنیاوی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔

حصول دولت کے لئے محنت لازمی ہے کوئی شخص جتنی محنت زیادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اتنا ہی زیادہ نوازتا ہے۔اگر نیک نیتی شامل ہوتو اللہ تعالیٰ اسے ہر وقت مناسب اسباب مہیا کر دیتا ہے اور اس طرح مال و دولت کی فراوانی ہو جاتی ہے۔

مال و دولت کی فراوانی انسان کو حریص اور بخیل یا فضول خرچ بنا دیتی ہے۔جس کے نتیجہ میں دولت حاصل کرنے کے لئے وہ ہر جائز اور ناجائز حربہ اختیار کرتا ہے۔اور لالچ اُسے بخیلی اور کنجوسی پر قائل کر لیتا ہے۔پھر اس کا دل اتنا سخت اور

Marfat.com

بے حس و بے پرواہو جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بھی کترانے لگتا ہے اس کا یہ رویہ اسے مندرجہ آیات قرآنی سے منطبق کرتا رہتا ہے۔

"اللہ نے جن لوگوں کو اپنے فضل سے جو[مال و منال، زر و دولت، منقولا و غیر منقولا جائیداد وغیرہ وغیرہ] عطا کیا ہے اس میں بخل کرتے ہیں۔[یعنی اسلامی حکومت کو نہ تو زکوٰۃ دیتے ہیں نہ العفو، نیز نہ اہل احتیاج کو ان کا مساوی پیداواری حق یا حق معلوم دیتے ہیں اور نہ ان سے احسان کرتے یا ان کو مالی امداد ہی دیتے ہیں؛ نیزان کو ضرورت کی چیزیں دیتے ہیں - نہ قرضِ حسنہ وغیرہ وغیرہ۔ یہ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ یہ جمع کردہ مال و دولت وغیرہ وغیرہ ان کے لئے باعث خیرو حسنہ ہے، بلکہ ان کے لئے موجب ضرور فتنہ ہے۔ اور قیامت کے روز ان کے گلوں میں ایسے مال و دولت کے طوق پہنائے جائیں گے۔ اور[انسان سوچے تو اس کا کچھ نہیں] آسمانوں اور زمین اور ان میں سب کچھ اللہ ہی کی میراث ہے۔ اور تم جو کچھ کرتے کراتے ہو اللہ اس سے کامل آگاہی رکھنے والا ہے[تا کہ تمہیں اس کا بدلہ دے]"

[آلِ عمران ۳ آیت ۱۸۰]

"اس حوالے سے ایک اور آیت مقدسہ اس طرح ہے

"جو لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں۔یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے منع کرتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں جو[مال و دولت] دیا ہے اسے[حکام اور لوگوں سے] چھپاتے پھرتے ہیں۔ وہ کفران نعمت کرنے والے نافرمان ہیں اور ان کے لئے اللہ[کے قانون مکافاتِ عمل] نے[خود ان کا کسب کردہ] رسوا و ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے"

[النساء ۴ آیت ۳۷]

Marfat.com

حریص کے حوالے سے اس طرح فرمایا گیا۔

”اور اس کو میں نے مال فراواں دیا“

”اور بیٹے دینے جو حاضر رہتے“

”اور تمام سامان [جاہ و ریاست] اسے پوری طرح مہیا کردیا“

”پھر بھی اسے طمع ہے کہ اسے اور زیادہ دوں“

[المدثر ۷۴ آیات ۱۲ اسے ۱۵]

بخل کے حوالے سے ایک اور آیت قرآنی کا مطالعہ کریں۔

”شیطان [ابلیسی ہو یا بشری] تمہیں [طرح طرح کے خطرات سے] خوف دلاتا رہتا ہے کہ [اگر تم اللّٰہ کی راہ زکوٰۃ، عشر، العفو، الماعون' قرضہ حسنہ وغیرہ وغیرہ دو گے تو] تم مفلس و محتاج ہو جاؤ گے اور [اس بناء پر] تمہیں بخل [دولت جمع کرکر کے رکھنے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی] اور فواہش [جنس فروشی ' جمال فروشی اور ضمیر و قوم فروشی] کی ترغیب دیتا رہتا ہے------“

[البقرہ ۲ آیت ۲۶۸ جزو]

”دیکھو: نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا رکھو [یعنی حد سے زیادہ کنجوس بن جاؤ] اور نہ اسے بالکل کھول دو [یعنی اسراف و تبذیر کرکے سب کچھ لٹا دو] نتیجۃً، ملامت زدہ و درماندہ ہو کر رہ جاؤ۔

[الاسراء ۱۷ آیت ۲۹]

حرص اور بخل انسانی کردار کے انتہائی بدنما داغ ہیں۔

انسان کے یہ رویے انسانی معاشرہ میں انفرادی اور اجتماعی بگاڑ کا باعث ہیں۔ یہ انسانی اوصاف معاشرتی اور معاشی ترقی میں رکاوٹ بنتے ہیں جس سے اسلامی معاشرہ تنزلی کی جانب راغب ہوجاتا اور اقوام عالم میں قدر و منزلت گنوا دیتا ہے لوگوں کی فلاح و بہبود میں رکاوٹ بنتا ہے معاشرہ کے غریب۔ ضرورت منداور پسے ہوئے افراد کا کوئی پرسانِ حال

Marfat.com

نہیں رہتا جس سے کئی قسم کی برائیاں پھیلتی ہیں۔ معاشی ناہمواری پیدا ہوتی ہے اور فحاشی پھیلتی ہے۔ بے راہ روی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اخلاق و کردار گراوٹ کا شکار ہو جاتا ہے جس سے دنگا و فساد وجود میں آتا ہے۔ امن و امان تباہ و برباد ہوتا ہے۔ نظم و نسق خراب ہوتا ہے۔ اور حکومتی اقتدار میں رخنہ پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن جیسے دیگر امور و اعمال کو قطعاً پسند نہیں فرماتا اس لئے وہ حرص و بخل کے تدارک کے لئے اور اسلامی معاشرہ کی تشکیل اور اصلاح کے لئے مندرجہ آیات قرآنی میں اس طرح ہدایات فرماتا ہے۔

"......جو مال و دولت وغیرہ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے[اپنی جائز ضروریات سے زائد' اللہ تعالیٰ کے جمالیاتی۔ تخلیقی شہکاروں کی فلاح و بہبود اہل احتیاج کی کفالت اور ان کی مالی ضروریات پورا کرنے پر] خرچ کرتے ہیں[بخل نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر۔ وہ زکوٰۃ 'العفو' الماعون' قرضِ حسنہ اور صدقات دیتے ہیں۔]"

[البقرہ۲ آیت۳ جزو]

اس کی مزید تشریح درج ذیل آیت کریمہ میں کی گئی ہے

"[میرے نبی ﷺ۔ رسول ﷺ] لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ میں کیا۔ کیسا اور کتنا مال خرچ کریں؟ ان کو بتا دیجئے کہ تم جو چاہو حلال کی کمائی میں سے[ترجیحی بنیادوں پر] پہلے اپنے والدین پر' پھر عزیدہ و اقارب[یعنی رشتے داروں۔ اور ہمسایوں]پھر یتیموں[یتیم بچوں اور بے یارو مددگار لوگوں] پھر اہل احتیاج[جن کا کاروبار وغیرہ رک گیا ہو اور ان کو مالی امداد کی ضرورت ہو] پھر ضرورت مند اجنبیوں یا مسافروں پر خرچ کرو۔ یقین جانو کہ احسان و حسنہ کا جو کام بھی تم کرو گے اللہ کے علم و نظر میں رہے گا"

[البقرہ۲ آیت۲۱۵]

اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اللہ کی راہ میں مختلف انداز اور طریقوں سے خرچ کرنے کی ہدایات

Marfat.com

اوراحکام دیئے گئے ہیں۔ان میں سے زکوٰۃ۔عشر۔صدقات اور خیرات اہم ہیں۔

زکوٰۃ ایک اہم عبادت اور فریضہ ہے۔یہ عبادت مالی نوعیت کی ہے۔اور اسلامی معاشی نظام کی بنیاد ہے۔ہر وہ شخص جو اپنی۔اپنے اہل وعیال اور اپنے زیر کفالت دوسرے افراد کی دنیاوی ضرورتوں کو مروجہ معیار کے مطابق با آسانی پورا کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اور اپنی آمدن سے بغیر کسی دقت کے بچت کرتا رہتا ہے۔اور صاحب نصاب ہونے پر اس پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔مال ومنال۔منقولہ وغیرہ جائیداد۔تجارتی سامان۔صنعتی اشیاء۔فیکٹریوں کارخانوں وغیرہ کی مشینوں اور قیمتی آلات بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں اسلامی قوانین کے تحت اسلامی حکومت صاحب نصاب افراد سے زکوٰۃ مقرر کردہ اپنے عملہ کے ذریعے وصول کر کے بیت المال میں جمع کرتی ہے اور بعد ازاں حکومت مستحق افراد کو بیت المال سے ان کی ضرورت کے مطابق مدد کرتی رہتی ہے۔ایسے مسلمان جو کسی غیر اسلامی ملک میں عارضی یا مستقل طور پر رہائش پذیر ہوں وہ اپنی صواب دید کے مطابق مستحق افراد کو زکوٰۃ سے مدد کرتے رہتے ہیں۔اس طرح اہل احتیاج کی ضروریات احسن پر وقار اور آبرومندانہ طریقہ سے پوری ہوتی رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں زکوٰۃ کے مستحق افراد کی نشان دہی مندرجہ آیت کریمہ میں کی ہے۔

"یاد رکھو! صدقات یا اموالِ زکوٰۃ صرف ان کے لئے ہیں۔

١۔ وہ لوگ جو اپنے مساوی حق پیداواری یا حق معلوم سے محروم ہوں یعنی فقراء۔ محتاج

٢۔ مسکین: تاجر، صنعت کار، اہل حرفہ، دوکاندار وغیرہ وغیرہ جن کا کاروبار صنعت و حرفت وغیرہ وغیرہ سرمائے کی کمی کی وجہ سے رک گیا ہو۔

٣۔ عاملین: زکوٰۃ وصول کرنے والے سرکاری کارندے

٤۔ مولفة قلوب: ایسے لوگ جن کی تالیف قلوب کرنا مقصود ہو، یعنی وہ لوگ جن کے دلوں میں مسلمانوں اور دین اسلام کی محبت کی نشوونما کرنا مقتضائے وقت ہو

٥۔ فی الرقاب: جو لوگ دوسروں کی محکومی کی زنجیروں

Marfat.com

میں جکڑے ہوں۔

٦۔ غارمین۔ : مقروض جو قرض ادا کرنے کے قابل نہ رہے ہوں ' یا وہ لوگ جو قصاص یا دیت وغیرہ وغیرہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔

٧۔ فی سبیل اللہ: اللہ کی راہ میں جان و مال سے سعی و جہد کرنے والے ' جیسے مجاہد' تبلیغ قرآن' اصلاح معاشرہ اور فلاح و بہبود کے کام کرنے والے' طالب علم' قرآن کے ترجمہ و تفسیر یا ایجاد و اختراع ' کرنے کیلئے اپنی زندگی وقف کرنے والے

٨۔ ابن السبیل: مسافر یا سیا حت کرنے یا باہر سے کاروبار وغیرہ وغیرہ کیلئے آنے والے جو ناگریز وجود کی بناء پر مالی تعاون کے محتاج ہوگئے ہوں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا لازمی حکم ہے اور اللہ تعالیٰ علم کلی رکھنے والا۔ دانائے کل اور کمال دانشمندی سے اپنے امور سرانجام دینے والا ہے۔

[التوبہ۹ آیت۶۰]

اللہ کی راہ میں دینے والے سامان واشیاء کی کیفیت وکمیت کے بارے راہ نمائی حاصل کرنے کے لئے درج ذیل آیت جلیلہ سے استفادہ کرنا ضروری ولازمی ہے۔

''اے ایمان والو! جو مال و منال تم[جائز ذرائع سے محنت کرکے] کماتے ہو۔ اس میں سے اور ان[معدنی و نباتاتی] چیزوں میں سے جو ہم زمین سے تمہارے لئے نکالتے ہیں۔ پاکیزہ و مفید چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو یعنی اس کے بندوں سے احسان یا مالی معاونت کے طور پر دیا کرو۔ مگر ان میں سے ایسی ناکارہ یا گندی چیزیں کبھی دینے کا قصد نہ کرنا کہ اگر تمہیں دی جائیں تو تم ان کو ہر گز قبول نہ کرو مگر یہ کہ ان سے صرف نظر کرلو۔

Marfat.com

یقین مانو کہ اللہ ہر طرح سے بے احتیاج و بے نیاز۔ ثنائے جمیل و ستائش کا حق دار و ستودۂ صفات ہے"

[البقرہ ۲ آیت ۲۶۷]

کوئی مانے یا نہ مانے۔ یقین کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ رب کائنات کی قوت سماعت و بصارت اتنی قوی۔ مکمل اور وسیع و عریض ہے کہ اس کی حدود سے باہر نکلنا ممکن نہیں ہے۔ تمام عبادات کی احسن انداز، خلوصِ نیت، بروقت ادائیگی اور تکمیل اللہ رب العزت کی نظر میں انتہائی پسندیدہ فعل ہے جو تقوی میں اضافہ اور اللہ تعالیٰ کی قربت کا باعث ہے اور مقصد حیات کو مکمل کرنے کا ذریعہ ہے چونکہ وہ ہر شخص کے عمل۔ نیت اور خلوص کو جانتا ہے اور اس کی کمیت کے مطابق نوازتا رہتا ہے لہٰذا ہر فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہدایات ربانی کے مطابق اپنی زندگی میں کانٹ چھانٹ کرتا رہے۔ چونکہ صدقات یعنی زکوٰۃ وغیرہ ایک اہم فریضہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے حوالے سے قرآن پاک کے ذریعہ انسانوں کو اس طرح آگاہ کیا ہے۔

زکوٰۃ ایک فرض ہے۔

"اور صلوٰۃ [کا نظام] قائم کرو۔ اور زکوٰۃ [منظم طریقے سے] ادا کرو۔ نیز احکام الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں کے ساتھ تم بھی احکام الٰہی کی تعمیل کرو!"

[البقرہ ۲ آیت ۴۳]

"دیکھو! [اے مسلمانو!] اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کے نظام قائم کرو۔ نیز [اللہ تعالیٰ کے] رسول کی اطاعت یا پیروی کرو تا کہ تمہیں رحم و کرم سے نوازا جائے"

[النور ۲۴ آیت ۵۶]

"اصل یہ ہے کہ انہیں قطعی حکم دیا گیا تھا۔ کہ اللہ کے نظام حیات کلی [دین] کے مخلص یا وفادار بن کر اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکام کے مطابق زندگی کریں۔ سب فرقوں اور اعتقادات کو چھوڑ کر صرف اللہ

Marfat.com

کا بن جائیں۔ پھر صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کے نظام قائم کریں۔ یاد رکھو! یہی محکم و پائیدار دین یا اللہ کا نظام حیات کلی ہے"

[البینۃ ۹۸ آیت ۵]

زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے خوشخبری

"جو لوگ ایمان لائے اور اعمال حسنہ کرتے رہے 'یعنی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام و تعلیمات اور عقائد جلیلہ و محرکہ کو تسلیم بالیقین کیا' اور ان کے مطابق عدل و احسان اور حسنہ و توازن گری کے کام کرتے رہے۔ نیز انہوں نے[قرآن و سنۃ کے مطابق] صلوٰۃ کے قیام اور زکوٰۃ دینے کے نظام قائم کئے تو ان کا اجر یا صلہ ان کے پروردگار و مالک کے پاس ہے[یعنی وہ اپنی وسعت و قدرت اور شان شاہی کے مطابق صلہ دے گا جو بے حساب ہوگا] اور ان [کے دلوں] پر خوف و خطر مسلط ہوگا نہ وہ رھین غم و اندوہ ہی ہوں گے[اس دنیا اور آخرت دونوں میں]

[البقرہ ۲ آیت ۲۷۷]

"حقیقی مومن وہ ہیں جو نظام صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نیز آخرت کو بھی تسلیم بالیقین کرتے ہیں"

[النمل ۲۷ آیت ۳]

تزکیہ نفس بذریعہ ادائیگی زکوٰۃ

"ان کے مال و منال میں سے صدقہ یعنی زکوٰۃ[قانوناً] وصول کرو۔ [کہ یہ حکم الٰہی ہے] اور اس مال و منال کے ذریعے ا ن[کے دل و دماغ اور اخلاق و کردار] کی تطہیر کرنے اور ان کی صلاحیتوں کو قوت سے فعل میں لائے اور ان کو نشوونما دینے کا اہتمام کرو؛ نیز ان کو دعائیں دو' اس لئے کہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب تسکین ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

تو ہے ہی سب کچھ سننے والا۔ سب کچھ جاننے والا''

[التوبہ۹ آیت ۱۰۳]

''جو اپنے تزکیہ کیلئے اللہ کی راہ میں مال و دولت خرچ کرتے ہیں''
''وہ کسی کے مرہون منت نہیں' جس کا بدلہ انہیں دینا ہو''
''انہیں صرف اپنے رب بلند و برتر کی رضامنظور ہوتی ہے''
''لہٰذا وہ جلد خوش و خرم ہوجائیں گے''

[الیل۹۲ آیات ۱۸ سے ۲۰]

ادائیگی زکوٰۃ باعث افزائش رزق

''دیکھو! جو سود تم دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو' وہ اللہ کے نزدیک لوگوں کے مال میں ہر گز افزائش نہیں کرتا۔ بر خلاف اس کے جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ادا کرتے ہو۔ یقینا وہی لوگ قوم کے مال و دولت میں کئی گنا اضافہ کرتے ہیں''

[الروم۳۰ آیت ۳۹]

''کون ہے جو[اپنے مال و منال میں سے] اللہ کو حسین قرضہ دے یعنی اس کے جمالیاتی۔ تخلیقی شہکاروں کے ساتھ فراخدلانہ احسان یا مالی تعاون کرے] تو وہ[اپنے اقتصادی قانون تدبیری کے ذریعے] اس مالی تعاون کی رقم میں کئی گنا ' بلکہ بہت زیادہ اضافہ کرکے اسے واپس کردے۔
اوراللہ [اپنے قانون مکافات کی رو ہی سے تمہاری معیشت میں]کشادگی اور تنگی پیدا کرتا ہے۔[اور یہ نہ بھولو کہ] تم نے [چار و ناچار] اسی[کے قوانین] کی طرف رجوع کرنا ہے[دنیا اورآخرت دونوں میں]

[البقرہ۲ آیت ۲۴۵]

Marfat.com

متفرق

”اے لوگو جوا یمان لائے ہو یعنی اسلامی معاشرے میں داخل ہوچکے ہو! ہم نے تمہیں جو [مال و دولت وغیرہ] دیا ہے۔[اسلامی معاشرے کے استحکام و تحفظ اور اس کے افراد کی کفالت' احتیاج برآوری' مشکل کشائی' مادی و مصنوعی ترقی اور ان کی حیات اجتماعیہ میں توازن قائم رکھنے کیلئے] اس میں سے خرچ کرو۔ اس سے پہلے کہ وہ یوم [جزا و سزا] آجائے جس میں [دنیا کی زندگی کی طرح جنت کا] سودا نہ ہوگا۔ اور نہ [غیر اللہ کی] حب یا محبت کام آئے گی نہ شفاعت یا سفارش ہی“

[البقرہ۲ آیت۲۵۴ جزو]

”[میرے نبی ﷺ!] میرے بندوں کو جو ایمان لائے ہیں' یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نظام حیات کلی کو تسلیم بالیقین کیا ہے نصیحت کرتے رہیں کہ صلوٰۃ قائم کرتے رہیں اور ہم نے جو مال و دولت وغیرہ وغیرہ ان کو عطا کیا ہے اس میں سے [اللہ کی راہ میں] پوشیدہ اور کھلم کھلا خرچ کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ دن یعنی روز [حساب و جزا] آجائے۔ جس میں لین دین ہوگا نہ دوستی ہی کام آئے گی“

[ابراہیم۱۴ آیت۳۱]

”اُن لوگوں کو نہ تو تجارت اور نہ خرید و فروخت ہی اللہ کے ذکر یعنی قرآن مجید کی تلاوت سے اور نہ نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ قائم کرنے سے غافل کرتی ہے لیکن وہ اس روز [قیامت] سے خوف بداماں رہتے ہیں جس میں کلیجہ منہ کوآنے لگے گا اور دیدے پتھرا جائیں گے“

[النور۲۴ آیت۳۷]

زکوٰۃ قوانین وہدایات کے مطابق بروقت ادانہ کرنا صریحاً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی۔ گستاخی اور جرم ہے جو قابل سزا

Marfat.com

ہے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے بارے قرآن پاک میں اس طرح فرمایا ہے۔

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو مال و منال تمہیں دیا ہے اس میں سے [اللہ کے بندوں پر] خرچ کرو تو منکرین حق [کفر کی راہ اختیار کرنے والے] اہل ایمان [اہل تسلیم و رضا] کو جواب دیتے ہیں: کیا ہم ان [اہل احتیاج اور محروم لوگوں] کی کفالت کریں جن کی کفالت اگر اللہ چاہتا تو خود کرتا؟ [یہ عقیدہ و کردار رکھنے والو!] یقینا تم تو صاف اور قطعی طور پر غلط روش پر ہو"

[یٰس ۳۶ آیت ۴۷]

"اے لوگو جو ایمان لائے [دیدہ عبرت نگاہ سے دیکھو!] مثائخ و علماء اور رائبو [پیروں، فقیروں اور درویشوں] میں بہت سے ایسے ہیں جو لوگوں کا مال و دولت ناجائز حرام طریقوں سے ہضم کر لیتے ہیں [یعنی لوگوں کا استحصال کرتے ہیں] اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

نیز جو لوگ سونا چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں۔ لیکن اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو [اس ظلم و جرم کی پاداش میں] کربناک عذاب کی خوشخبری سناؤ"

"وہ قیامت کی گھڑی ہوگی' جب ان کا ذخیرہ کیا ہوا سونا چاندی وغیرہ وغیرہ آتش جہنم میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیاں' پہلو' اور پشتیں داغی جائیں گی [پھر ان کو بتایا جائے گا] یہ ہے وہ خزانہ جسے تم نے اپنے لئے جمع کرکے رکھا تھا اب اس کے عذاب کا مزہ چکھو جو تم اکتناز کرتے ہو جمع اور چھپاکر رکھتے تھے"

[التوبہ ۹ آیات ۳۴، ۳۵]

Marfat.com

"جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی منکر ہیں"

[حٰمٓ السجدۃ ۴۱ آیت ۷]

قرآن حکیم و مجید میں دیئے گئے اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں زکوٰۃ کی اہمیت۔ اس کا مصرف ادائیگی کا طریقہ کار۔ زکوٰۃ لینے کے مستحق افراد کی نشاندھی۔ زکوٰۃ دینے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام اور فوائد۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی تنبیہ اور عذاب کی نوید وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاکہ اہل اسلام خصوصاً اور اہل کفر عموماً ان کی ہدایات کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال کر اپنا مستقل محفوظ کرنے کی تگ ودو کریں۔

یاددھائی کے لئے اس کا خلاصہ پیش خدمت کیا جارہا ہے۔

۱۔ زکوٰۃ پاک کرنا۔ نشوونما پانا اور بڑھانا کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور قرآن مجید میں متعدد بار استعمال ہوا ہے۔

۲۔ اسلامی عبادت کا ایک اہم رکن ہونے پر زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے جس کی ادائیگی ہر سال کرنا لازمی ہے۔

۳۔ زکوٰۃ مال و دولت یعنی سونا۔ چاندی۔ جواہرات۔ نقد رقم منقولہ وغیرہ جائیداد۔ معدنیات۔ مویشی۔ صنعتی پیداوار۔ زمین تجارتی مال وغیرہ وغیرہ پر فرض ہے۔

۴۔ زکوٰۃ مال حلال سے ہی ادا کرنا جائز ہے۔

۵۔ بطور زکوٰۃ اگر کوئی چیز دینا مقصود ہو تو اسے نیا۔ اچھا خوبصورت اور اعلیٰ درجہ اور معیار کا ہونا لازمی ہے۔

۶۔ زکوٰۃ صرف فرض کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے ادا کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

7

عشر، صدقات وغیرہ

اپنے ارد گرد نظر ڈالیں۔ گرد و پیش کا جائزہ لیں اور پھر غور و فکر کا سہارا لیں۔ تو یہ حقیقت واضح ہو کر ظاہر ہو گی کہ بڑے زمیندار۔ جاگیردار۔ وڈیرے وغیرہ اپنی زرعی زمینوں پر کاشت کاری کے لئے ایسے آدمیوں۔ مزدوروں۔ ہاریوں یا مزارعوں کو اجرت یا بٹائی پر رکھتے ہیں کہ جن کی اپنی ملکیتی زمین نہیں ہوتی۔ اسی طرح کارخانہ دار صنعتی پیداوار کے لئے مزدوروں اور دوسرے کارکنوں اور کارندوں سے اجرت پر کام لیتے ہیں۔ ایسے مالدار اور امیر لوگ جن کی ملکیت میں ایک سے زیادہ مکان یا دوکان وغیرہ ہو تو وہ فالتو جائیداد کو کرایہ پر دے دیتے ہیں۔ ان کا یہ عمل اتنی دیر تک قائم رہتا ہے کہ جتنی دیر ان کی زندگی قائم رہتی ہے ان کی موت کے بعد وہ جائیداد کسی اور کی ملکیت میں چلی جاتی ہے۔ یہ عمل صدیوں سے جاری و ساری ہے اور امید ہے قیامت تک جاری رہے گا۔ اس سے بآسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کرہ ارض پر زمینوں۔ مکانوں۔ دکانوں کارخانوں وغیرہ کی ملکیت حقیقی بھی نہیں اور ابدی بھی نہیں بلکہ یہ عارضی اور وقتی ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حقیقی اور ابدی مالک پھر کون ہے؟

”اور جو کچھ بھی سماوی کروں اور ارضی کرے میں ہے اللہ کی ملکیت

Marfat.com

ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کو محیط ہے۔ یعنی کل مخلوقات اللہ تعالیٰ کے علم و نظر اور قبضہ قدرت میں ہے''

[النساء۴ آیت۱۲۶]

''اور [ایک بار پھر تمہیں اس حقیقت سے آگاہ کیا جاتا ہے کہ] آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اس کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے[اور کوئی نہیں ہے]؛اور اللہ تعالیٰ[اپنے اس دعوے کا] حامی و محافظ کافی ہے''

[النساء۴ آیت۱۳۲]

''یاد رکھو کہ آسمانوں اور زمین میں جو نعمتیں بھی ہیں' اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اس کے لئے ہیں یعنی اس کے کل جمالیاتی۔ تخلیقی شہکاروں کے تمتع کیلئے ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم سچا اور اٹل ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ اس کا علم الیقین نہیں رکھتے''

[یونس۱۰ آیت۵۵]

''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اس کے کل بندوں کے استفادے کیلئے ہے' کیونکہ جہاں تک خود اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے' وہ تو مستغنی و بے نیاز ہے۔ ستودہ، صفات و لائق حمد و ستائش بھی ہے اور اس کی حمد و ثنا ہوتی رہتی ہے''

[الحج۲۲ آیت۶۴]

مندرجہ بالا اور ان جیسی بہت سی قرآنی آیات مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ

۱۔ اس کائنات میں ہر چیز چھوٹی ہو یا بڑی۔ جاندار ہو یا غیر جاندار زمینی ہو یا سماوی اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور یہ ملکیت حقیقی اور ابدی ہے۔

۲۔ انسانوں کی دسترس میں جتنی چیزیں ہیں وہ عارضی ہیں یہ ملکیت دائمی نہیں بلکہ خالق کائنات کی طرف سے مستعار ہیں۔ امانتاً ہیں۔

Marfat.com

۳۔ چونکہ ان چیزوں کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اس لئے ان کا استعمال اصولاً اور قانوناً اللہ تعالیٰ کے قوانین و ہدایات کے مطابق کرنا ہی بہتر اور جائز ہے۔اوران پر عمل کرنا لازمی ہے۔

۴۔ انسانوں کو احساس دلانے کے لئے باور کرانے کے لئے یقین دلانے کیلئے اور یاددھانی کیلئے کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں انسانوں کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ دیئے ہوئے مال ومنال کا کچھ حصہ اللہ کی راہ میں اور اس کی خوشنودی کیلئے اور اپنی دنیاوی واخروی فلاح کی خاطران لوگوں کو زکوٰۃ۔عشر۔العفو۔الماعون۔خیرات یا صدقات کی صورت ادا کرتے رہا کریں کہ جوان نعمتوں سے محروم ہیں۔یہ حکم اس طریقہ کار سے مطابقت رکھتا ہے کہ جس کا ذکر شروع میں کیا گیا ہے یعنی دنیا میں جائیداد کے مالکان جائیداد سے محروم لوگوں کی خدمات حاصل کر کے اپنی جائیداداور مال ومنال سے خاطر خواہ فوائد حاصل کرتے رہتے ہیں۔

۵۔ چونکہ صاحب مال ومنال وجائیداد اللہ تعالیٰ کے قوانین وہدایات کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو مصرف میں لاتے ہیں۔اس لئے اسلامی معاشرہ میں مالی ناہمواری۔ غربت،عسرت مفلسی۔محرومی۔جاہلیت اور دوسری خرابیاں جنم لیتی رہتی ہیں۔ان خرابیوں کے تدارک کا آسان اور موثر انداز یہی ہے کہ جن کی ہدایات دی گئی ہیں ان پر عمل کیا جائے۔مکمل عمل کرنے کیلئے ان کی تفصیلات کا جاننا فائدہ مند ہے۔

ا۔ عشر

ایک قرآنی آیت کریمہ کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

"اے ایمان والو! جو مال و منال تم[جائز ذرائع سے محنت کرکے] کماتے ہو۔ اس میں سے اور ان[معدنی و نباتاتی] چیزوں میں سے جو ہم زمین سے تمہارے لئے نکالتے ہیں۔ پاکیزہ و مفید چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو یعنی اس کے بندوں سے احسان یا مالی معاونت کے طور پر دیا کرو....."

[البقرہ۲ آیت ۲۶۷ جزو]

Marfat.com

اس آیت جلیلہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ ہر انسان محنت ومشقت کر کے جائز اور حلال طریقہ سے جو مال و دولت حاصل کرتا ہے اس میں سے بھی ان افراد معاشرہ کا حصہ مقرر کیا گیا ہے کہ جو مال و دولت سے کسی بھی وجہ سے محروم ہیں یعنی زکوٰۃ اور اللہ تعالیٰ نے جو نباتاتی اور معدنی دولت زمین سے وہ حاصل کرتے ہیں ان میں سے بھی مستحقین کا حصہ مقرر کر رکھا ہے جسے عشر یعنی دسواں حصہ کہا جاتا ہے اس کی لازمی ادائیگی بھی باعث رحمت اللہ اور کشادگی رزق ہے۔

عشر کی ادائیگی کو تقویت دینے کے لئے مندرجہ ذیل آیت کریمہ بھی قرآن پاک کا حصہ ہے۔

''......چنانچہ جب وہ پھل لائیں تو ان کے پھل نوش جان کرو۔ اور فصل کاٹو تو اس کا حق [معلوم] ادا کرو.....''

[الانعام ۶ آیت ۱۴۱ جزو]

افزائش رزق کے حوالے سے مندرجہ آیت کریمہ عشر کی فضیلت بیان کر رہی ہیں۔

''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال و منال خرچ کرتے رہتے ہیں یعنی جو لوگ اسلامی حکومت کو زکوٰۃ۔ عشر اور العفو اور اہل احتیاج کو مالی امداد قرض حسنہ اور الماعون دیتے ہیں۔ ان کے اس مال و دولت کی مثال اس بیج کے دانے ایسی ہے جس کو بویا جائے تو اس سے سات خوشے اگیں اور ہر ایک خوشے میں سو سو [یعنی بکثرت] دانے ہوں۔[مطلب یہ ہے کہ ایک دانہ خرچ کرنے کا صلہ اللہ کے فضل سے سو یا اس سے کئی گنا زیادہ دانے ملتے ہیں]اللہ اپنی حکمت یا قانون تدبیری کے مطابق]جس کی پیداوار یا دولت میں چاہتا ہے کئی گنا اضافہ کردیتا ہے اورا للہ اپنی موہئبت و عطا میں بے حد وسعت رکھنے والا۔ علم کلی رکھنے والا ہے''

[البقرہ ۲ آیت ۲۶۱]

''اور[بخلاف اس کے] جو لوگ اپنا مال و منال اللہ کی خوشنودی کے لئے[اس کے جمالیاتی۔ تخلیقی شاہکاروں کی مالی معاونت کرنے] اور اپنی ذات کو مضبوط و مستحکم رکھنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ان کی

Marfat.com

مثال اس باغ ایسی ہے جو اونچی ہموار جگہ پر لگایا گیا ہو۔ اس پر موسلادھار بارش ہو تو وہ دو چند پھل دے اور اگر ایسی بارش نہ بھی ہو تو اس کیلئے پھوار یا شبنم ہی کافی ہو۔
اور [یادرکھو!] جو بھی تم کرتے رہتے ہو۔ اللہ سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ [یعنی اس سے غافل نہیں]"

[البقرہ۲ آیت ۲۶۵]

چونکہ ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے اسے اختیار کلی و اکمل حاصل ہے کہ وہ اپنے دیے ہوئے مال و منال اور جائیداد میں سے جتنا حصہ چاہے اپنے بندوں کیلئے جو ان نعمتوں سے محروم ہیں مقرر کرے۔ لیکن اس نے نہایت مہربانی۔ ہمدردی اور کرم نوازی سے بہت قلیل حصہ یعنی زکوٰۃ میں صرف چالیسواں اور عشر میں دسواں مقرر کر رکھا ہے تا کہ مالدار اور صاحب جائیداد لوگ اللہ کی خوشنودی اور اپنی فلاح کے لئے آسانی۔ رغبت اور خوشی خوشی ادا کرتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرنے میں سستی، غفلت اور کوتاہی کرتے ہیں اور نظری اور عملی طور پر انکار کے مرتکب ہوتے ہیں وہ اللہ کی ناراضگی اور عذاب کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

۲۔ العفو

صاحب استطاعت یعنی مالداروں کا ایسا مال و منال منقولہ وغیر منقولہ جائیداد جو ان کی روزمرہ ضروریات سے زیادہ اور بے مصرف پڑا رہے اسے اللہ کی خوشنودی کے لئے اسلامی حکومت کے سپرد کرنا تا کہ وہ کفالت اجتماعیہ کے کاموں پر خرچ کرے۔ العفو کہلاتا ہے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات قرآنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی عکاسی کرتی ہیں۔

"تم خیر و حسنہ حاصل کرہی نہیں سکتے جب تک تم وہ مال و دولت وغیرہ وغیرہ جو تمہیں بہت پیارا ہے اللہ کی راہ میں یعنی اسے کے بندوں کی کفالت فلاح و بہبود اور ان کی مالی امداد و حاجت روائی 'نیز نظام اسلام کے استحکام و دفاع کے لئے خرچ نہ کر ڈالو...."

[آل عمران ۳ آیت ۹۲ جزو]

Marfat.com

مزید فرمایا گیا

''......آپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کتنا مال و منال خرچ کریں؟ ان سے فرما دیجئے کہ جو العفو یعنی جائز ضرورت سے زائد اور فالتو ہو.....''

[البقرہ۲ آیت ۲۱۹ جزو]

ان آیات قرآنی سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مالدار افراد معاشرہ اللہ کی دی ہوئی دولت اور جائداد کو جمع کرنے سے ہمیشہ احتراز کریں اور بخل وحرص سے دور رہیں بلکہ اپنے مال و دولت کو ہر وقت گردش میں رکھیں اور گردش کا حلقہ اتنا وسیع کر دیں کہ اسلامی معاشرہ کا ہر فرد اس سے مستفید ہوتا رہے اور معاشرہ میں ناہمواری۔ غربت۔ بے کسی۔ اور مفلسی کا تدارک ہو سکے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے اکتناز و احتکار یعنی مال و دولت کو اس طرح جمع کرنے سے منع فرمایا ہے کہ جو فالتو۔ بانجھ۔ بے مصرف اور محجوب پڑا رہے اور ضرورت مندوں اور حاجت مندوں کے کام نہ آئے اور نہ ہی مرنے پر اس کے اپنے کام آئے۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے کہ

''لیکن جو بخل کرتا یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا اور اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے''

''اور حسنات کو جھٹلاتا ہے''

''تو ہم اسے تنگی زیست کی راہ پر چلائیں گے''

''چنانچہ جب وہ ہلاک ہوجائے گا تو اس کا مال و منال اس کے کسی کام نہ آئے گا''

[الیل۹۲ آیات ۸ سے ۱۱]

مزید فرمایا گیا۔

''جو مال و دولت کو جمع کرکے رکھتا اور اسے گنتا رہتا ہے۔''

''وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے امر یا لافانی بنا دے گا''

''[ایک تو] ایسا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ [اسے مرنا ضرور ہے اور دوسرے اللہ کے قانون مجازات کے مطابق] وہ بالضرور حطمہ میں پھینکا جائے

Marfat.com

گا''

[الھمزۃ ۱۰۴ آیات ۲ سے ۴]

ان آیات قرآنی کی روشنی میں ہر فرد کو اپنے رویوں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

۳۔ خیرات وصدقات

صاحبان استطاعت و دولت و جائیداد کے لئے اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی سنوارنے۔ خوشگوار بنانے۔ آسودگی حاصل کرنے۔ اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کا راز خیرات وصدقات میں پنہاں ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا۔ اور مذکورہ فوائد حاصل کرنا ان کی نیت اور ہمت پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خیرات وصدقات کی اہمیت اور انسانی فلاح و بہبود کے حوالے سے قرآن مجید میں متعدد آیات کے ذریعے سے آگاہ کیا ہے اور متعلقہ ہدایات واحکام کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔ اس سلسلہ میں صرف چند آیات کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ ''[ان اہل آرزو و خشیت کے کچھ اوصاف یہ ہیں] خوشحالی ہو یا تنگدستی [اپنے مقدور کے مطابق] اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ [یعنی جو اپنا مال و منال اس کے اہل احتیاج کی کفالت ' فوز و فلاح ' مشکل کشائی و حاجت روائی کیلئے ' نیز وطن کے اندرونی و بیرونی دشمنوں کے خلاف جہاد کرنے پر صرف کرتے ہیں] اور غصے کو پی جانے والے ' نیز لوگوں کے قصوروں سے درگزر کرنے والے ہوتے ہیں [یہ محسن ہیں] اور اللہ لوگوں سے احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''

[آل عمران ۳ آیت ۱۳۴]

۲۔ ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ [کے فرمان] کو تسلیم بالیقین کرو۔ اور ان اموال و اشیاء میں سے [اللہ کی راہ میں کفالت و رفاہ عامہ کے لئے خرچ کرو ' جن پر اس نے تمہیں خلیفہ یا نائب بنایا ہے [مالک نہیں] لہٰذا تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں یعنی اللہ کے احکام و تعلیمات اور قوانین و ہدایات پر عمل کریں گے۔ اور [اللہ کے بندوں کی فلاح و صلاح کے لئے]

Marfat.com

انفاق بالعفو کریں گے۔ ان کے لئے بہت بڑا اور زیادہ اجر ہے“

[الحدیہ ۵۷ آیت ۷]

۳۔ ....اور[اے محسنو!] تم جو اور جتنا مال و دولت اللہ کی راہ میں یعنی اس کے بندوں کی فلاح و بہبود ' کفالت و مشکل کشائی اور حسنہ کے لئے خرچ کرتے ہو اس کا اجرِ حسنہ بھی تو تمہی کو ملتا ہے اور صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے خرچ کیا کرو۔ چنانچہ جو مال و منال بھی [اللہ کی رضا کے حصول کے لئے] خرچ کرو گے ' اس کا اجر حسنہ تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تم ہر گز خسارے میں نہیں رہو گے[بلکہ بہت زیادہ فائدے میں رہو گے]“

[البقرہ ۲ آیت ۲۷۲ جزو]

٤۔ ”[سنو!] اگر تم اللہ کو حسین قرض دو[قرض حسنہ یا قرض حسن] یعنی اگر اس کی راہ میں احسن طریقہ سے خرچ کرو گے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دینے کے برابر ہوگا۔ تو وہ اسے تمہارے لئے کئی گنا زیادہ کر کے تمہیں دے گا۔ اور تمہاری حفاظت اور مغفرت فرمائے گا اللہ بڑا قدر دان۔ بردبار ہے“

[التغابن ٦٤ آیت ١٧]

٥۔ ”کون ہے جو اللہ کو قرض دے ' جسے اللہ اس کے لئے کئی گنا زیادہ کرکے لوٹا دے اور اس کی اس احسان کاری کا اس کے لئے [مزید] حسین و سرور انگیز اجر بھی ہے“

[الحدید ۵۷ آیت ۱۱]

٦۔ ”وہ لوگ جو اپنا مال و منال [اللہ کے حکم کے مطابق] شب و روز' مخفی طور یا کھلم کھلا خرچ کرتے ہیں۔ تو ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے[ظاہر ہے کہ اجر بھی اتنا ہی عظیم و افزوں ہونا چاہیے ' جتنی اس کی ذات عالی و متعال اور موئبت و عطا فراواں ہے] نیز[اس کے صلے میں]

Marfat.com

ان[کے دلوں] پر نہ تو[اس دنیا میں] خوف و خطر مسلط ہوتا ہے[نہ آخرت میں ہوگا] اور نہ وہ رہینِ غم و اندوہ ہی ہوتے ہیں[اور نہ آخرت ہی میں ہوں گے"

[البقرہ۲ آیت۲۷۴]

۷۔ "اے لوگو! جو ایمان لائے اور اسلامی معاشرے میں پوری طرح داخل ہوچکے ہو! اپنے احسانات یا مالی اعانت و ایثار[کے ثمرات] کو احسان جتانے اور دکھ پہنچانے سے اس شخص کی طرح اکارت نہ کرو' جو محض لوگوں کے دکھاوے کے لیے اپنا مال و دولت خرچ کرتا ہے"

[البقرہ۲ آیت۲۶۴ جزو]

۸۔ "لیکن اگر تمہیں ان اہل احتیاج سے اس لئے اجتناب کرنا پڑے کہ تمہارے پاس سردست دینے کو کچھ نہیں اور تم اپنے پروردگار کے فضل و کرم اور عطا کے طلب گار و امید وار ہو تو ان سے لطف و کرم کے کلام سے حسن معذرت کرلو"

[الاسراء۱۷ آیت۲۸]

۹۔ "جو اپنے تزکیہ کے لئے اللہ کی راہ میں مال و دولت خرچ کرتے ہیں"
"وہ کسی کے مرہون منت نہیں' جس کا بدلہ انہیں دینا ہو"
"انہیں صرف اپنے رب بلند و برتر کی رضا منظور ہوتی ہے"
"لہٰذا وہ جلد خوش و خرم ہوجائیں گے"

[الیل۹۲ آیات۱۸ سے۲۱]

۱۰۔ "بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جو اللہ کو قرض دے۔ حسین قرض اور جسے اللہ اس کے لئے کئی گنا زیادہ کرکے لوٹا دے گا۔ اور اس کی اس احسان گاری کا اس کیلئے [مزید] حسین و سرور انگیز اجر بھی ہے"

[الحدید۵۷ آیت۱۸]

Marfat.com

۱۱۔ ''اور جو اللہ کی محبت [اور اس کے قرب و رضوان کی آرزو]میں محتاج ' بے سہارا اور بے یارو مددگار [یتیم] اور قیدی کو کھانا کھلاتے یعنی ایسے لوگوں کی کفالت کرتے ہیں''

''[اور ان سے کہتے ہیں] ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا و خوشنودی کی خاطر کھلارہے ہیں اور[کفالت کا] بندوبست کررہے ہیں۔ ہم تم سے نہ بدلہ چاہتے ہیں اور نہ معاوضہ اور نہ شکریہ''

[الدھر۷۶ آیات ۸،۹]

۱۲۔ ''اور جو لوگ اپنا مال و دولت لوگوں کو دکھانے یعنی نام و نمود کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ وہ[دراصل] اللہ کے قوانین و احکام اور تعلیمات کو تسلیم بالیقین و عمل نہیں‌کرتے اور نہ روز قیامت نشاۃ ثانیہ اور روز حساب و جزا کو۔[اُن کا ہم نفس و ہم نشین شیطان ہوتا ہے] جس نے شیطان کو اپنا ہم نفس و ہم نشین بنایا[وہ اس کی طرح ملعون و مغضوب ہوا' کیونکہ] وہ بڑا ہی گھناؤنا اور خطرناک ہم نفس و ہم نشین ہے''

[النساء۴ آیت ۳۸]

۱۳۔ ''احسان و مالی تعاون اور قرض حسنہ یا احسان کاری کے مستحق وہ محتاج ہیں۔ جو اللہ کی راہ میں محصور ہوں۔ یعنی علوم قرآن کی تعلیم و ترویج یا لوگوں کی فلاح و بہبود اور کفالت یا جہاد کے امور سر انجام دینے کے پابند کئے گئے ہوں ملک میں [کسب معاش کے لئے] دوڑ دھوپ بھی نہ کرسکتے ہوں۔ لیکن ان کی خود داری کی کیفیت یہ ہو کہ ان کے سوال نہ کرنے کے باعث قیافہ شناس ان کو بے احتیاج و خوشحال سمجھیں۔ لیکن تم ان کے چہروں [کے آثار سے ان کی حالت زبوں] پہچان لو۔ وہ لوگ اپنا[مساوی حق پیداوار یا حق معلوم] بالاسرار نہیں مانگتے۔

اور تم مال و منال میں سے[ان پر] جو بھی خرچ کرو گے اللہ اس کا علم

Marfat.com

کلی رکھنے والا ہے“

[البقرہ۲ آیت۲۷۳]

۱۴۔ ”جو لوگ اپنا مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں یعنی اس کے بندوں کو مالی امداد دیتے ہیں۔پھر جو خرچ کرتے ہیں اس کیلئے نہ تو مالی امداد لینے والے پر احسان دھرتے ہیں اورنہ [طعن و تشنیع کے نشتروں سے اسے] دکھ ہی دیتے ہیں تو ان [کے ایثار و قربانی] کا معاوضہ ان کیلئے اللہ کے پاس ہے[اس دنیا اور آخرت دونوں میں] نیز ان کو[دنیا اور آخرت دونوں میں] نہ تو خوف و خطر لاحق ہوتا ہے اور نہ وہ غمزدہ و ملول ہی رہتے ہیں“

[البقرہ۲ آیت۲۶۲]

۱۵۔ ”[سائل کو کچھ دینا نہ ہو تو] ایک میٹھا بول بولنا اور معافی مانگنا اس سے کہیں بہتر ہے کہ اس سے احسان کرکے یا اسے مالی امداد دے کر بعد میں اسے دکھ دیا جائے۔ یا درکھو! اللہ ہر قسم کی احتیاج و ضرورت وغیرہ سے بے نیاز۔ ازبس درد مند و بردبار ہے“

[البقرہ۲ آیت۲۶۳]

۱۶۔ ”اے لوگو! جو ایمان لائے اور اسلامی معاشرے میں پوری طرح داخل ہوچکے ہو۔ اپنے احسانات یا مالی اعانت و ایثار [کے ثمرات] کو احسان جتانے اور دکھ پہنچانے سے اس شخص کی طرح اکارت نہ کرو جو محض لوگوں کے دکھاوے کیلئے اپنا مال و دولت خرچ کرتا ہے“

[البقرہ۲ آیت۲۶۴ جزو]

اللہ تعالیٰ ہمیں زکوٰۃ۔عشر اور خیرات وصدقات مستحقین اور محرومین کو دینے کی توفیق دے اور ہمیں نفس کے بخل اور حرص سے بچا اور ہمیں نافرمانوں اور شیطانوں میں شامل ہونے سے بچا۔اور ہمیں اصلی اور حقیقی مسلمان بننے کی توفیق عنایت فرما۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

8

حج وعمرہ

دین اسلام میں نماز یا صلوٰۃ ایک بنیادی عبادت ہے۔ یہ انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔ اجتماعی طور پر صلوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مسجد ایک مرکز کی حیثیت قرار پا چکی ہے مواخات اور اجتماعیت کے فروغ اور اسے مزید وسعت دینے کی خاطر ہفتہ وار صلوٰۃ جمعہ کی ادائیگی کا اہتمام بہت اہمیت رکھتا ہے اور کئی فوائد کا حامل ہے۔ صلوٰۃ عیدین سالانہ تقریبات ہیں اور اپنی انفرادیت میں یکتا ہیں۔

باجماعت صلوٰۃ کی ادائیگی ثواب و نیکی میں کئی گنا زیادہ بھاری ہے۔ ثواب اور روحانی ترقی کے علاوہ مزید یہ کئی قسم کے فوائد سے مزین ہے مثلاً

۱۔ گردوپیش کے رہائشی اہل محلّہ سے ملنا جھلنا۔

۲۔ ان سے تعلقات استوار کرنا اور ان کے حال واحوال سے واقفیت حاصل کرنا اور ایک دوسرے کے مددگار ثابت ہونا۔

۳۔ باہمی روابط سے اردگرد کے ماحول کو بہتر اور خوشگوار بنانا۔

Marfat.com

۴۔ ایک دوسرے کے دکھ اور تکلیف کا ازالہ کرنے کا سبب بننا۔اور باہمی تعاون کا ذریعہ بننا۔

۵۔ مسجد کے گردوپیش کے علاقہ کے مسائل سے آگاہی حاصل کرنا اور ان کے حل کیلئے مناسب تدابیر اختیار کرنا۔

۶۔ دین اسلام کی تقویت اور وسعت کا اہتمام کرنا۔

۷۔ بچوں کے لئے دینی تعلیم وتربیت کے لئے خصوصی اور دنیاوی تعلیم وتربیت کے لئے عمومی انتظام کرنا۔

۸۔ قرآن وسنہ کی روشنی میں نظام صلوٰۃ۔نظام زکوٰۃ۔اور دیگر نظاموں کی تشکیل میں مدد دینا۔

۹۔ کفالت اجتماعیہ کا ادارہ قائم کرنیکی کوشش کرنا۔

مندرجہ بالا فوائد کا اطلاق کعبۃ اللہ کی وساطت سے بین الاقوامی سطح پر کر کے ایک بے مثال اسلامی معاشرہ کی تشکیل ممکن ہے جو باعث رحمت اللعلمین ہوسکتی ہے۔

اسلام ایک بین الاقوامی دین ہے۔جو پوری انسانیت پر محیط اور اس کا دائرہ عمل پورا ارضی کرہ ہے۔اور روز آخر یعنی قیامت تک قائم ودائم اور قابل عمل وحدت اور اجتماعیت کا شعور پیدا کرنے۔ہر فرد کے ذہن کو دین اسلام کی روشنی سے منور کرنے۔اور اس میں وسعت پیدا کرنے وحدت اسلامی سمیت اسلامی معاشرہ کی تشکیل اور فوائد سے فیض یابی کیلئے اللہ رب العالمین نے ایک بین الاقوامی سالانہ اجتماع کے انعقاد کا حکم دے رکھا ہے۔یہ سالانہ اجتماع جو بیت اللہ الحرام بمقام مکہ المکرّمہ سعودی عرب میں ذوالحجہ کے مہینہ میں منعقد ہوتا ہے اور حج بیت اللہ کے نام سے مشہور ومعروف ہے اس میں کرہ ارضی کے تمام ممالک سے جہاں جہاں مسلمان مقیم ہیں شریک ہوتے ہیں۔اور ایک دلکش۔خوشگوار۔باہمی ربط۔ہم آہنگی۔بھائی چارے۔کا ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں کہ جس کی کوئی اور مثال نہیں۔حج بیت اللہ الحرام ایک مربوط اور منظم وسیع وعریض اور اعلیٰ وبلند ترین عبادت ہے کہ جو پانچ یوم پر محیط ہے۔ثواب اور نیکی کمانے سمیت اسلامی برادری کو یک جاہ کرنے کا ایک عظیم الشان موقع مہیا کرتا ہے۔اور ان افراد دنیا کو جو شیطان الرجیم کے اثر ورسوخ اور دائرہ اختیار میں آچکے ہیں ان کے لیے باعث دلچسپی اور رغبت بنتا ہے ان میں سے ایسے لوگ جو غور وفکر کے عادی۔غیر متصب۔غیر جانبدار۔اور حقیقت پسند ہیں یہ اجتماع بے مثال ان کے لئے دین اسلام سے قربت کا باعث بھی بنتا ہے۔

بیت اللہ جو حج اور عمرہ کی ادائیگی کا مرکز عظیم ہے اسکے متعلق قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات اس طرح

Marfat.com

ہیں۔

''بنی نوع انسان[کی فکر و نظرمیں وحدت قائم اوران کا قبلہ اور جہت درست رکھنے کی خاطر] پہلا گھر جو[اللہ کی طرف سے مرکز انسانی] مقرر کیا گیا تھا وہ مکہ میں ہے [اور وہ] ہر زمان و مکان کی کل اقوام کے لئے موجب برکت و ہدایت ہے''

[آل عمران ۳ آیت ۹۶]

دنیا کے نقشے پرغور کرنے سے انکشاف ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ جہاں پہلی عبادت گاہ جو پوری انسانیت کی برکت و ہدایت کے لئے قائم کی گئی ہے ایسی جگہ ہے کہ جس تک رسائی دنیا کی تمام اطراف سے بغیر کسی دقت۔مشکل اور رکاوٹ کے ممکن ہے۔دنیا کے کسی بھی کونے سے پہنچنا آسان ہے۔کعبہ اللہ سے متعلق دیگر آیات قرآنی اسطرح ہیں۔

''اور[اس سنت پیغمبریؑ میں بھی تفکر بالحق کرو کہ] جب[حضرت]ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھارہے تھے۔[تو کام کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی مانگتے جاتے تھے]۔ اے ہمارے پروردگار آقا! ہم سے جو کام ہورہا ہے' اسے قبول فرما! یقینا تو سب کچھ سننے والا ۔ سب کچھ جاننے والا ہے۔ بالفاظ دیگر' تو اپنی مخلوقات کے اقوال و افعال کا احسن و اکمل سمعی و بصری مشائدہ کرنیو الا ہے''

[البقرہ ۲ آیت ۱۲۷]

کعبۃ اللہ کے بارے میں مندرجہ آیت جلیلہ بھی اہمیت کی حامل اور غور وفکر کی متقی ہے؟

''اور [یہ تاریخ ساز و عہد آفرین واقعہ بھی یاد کرو کہ] جب ہم نے خانہ کعبہ کو بنی نوع انسان کا مرجع اور مرکز اجتماع اور جائے امن وامان مقرر کیا تھا اور افراد نسل انسانی کو حکم دیا تھا۔ کہ مقام ابراہیمؑ کو[جہاں آپ صلوٰۃ قائم کرتے تھے] تم بھی ہمیشہ کیلئے صلوٰۃ قائم

Marfat.com

کرنے کی جگہ یا قبلہ بنالو اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو تاکید کی تھی کہ وہ میرے اس گھر[بیت اللہ] کو طواف کرنے والوں' اورا عتکاف [یعنی قرآن حکیم اور انفس اور آفاق میں تفکر بالحق کرنے کیلئے قیام] کرنے والوں' نیز رکوع و سجود کرنے والوں[مصلین] کے لئے[ہر قسم کی مادی و معنوی نجاستوں سے] پاک و صاف رکھنا[اس حکم کا اطلاق ان کے بعد آنے والے حرم شریف کے متولیوں پر بھی ہوتا ہے]

[البقرہ۲ آیت ۱۲۵]

مزید فرمایا گیا۔

"یہ واقعہ ہے کہ ہم نے[اپنے قوانین مشیت و حکمت اور تدبیری کے مطابق] ابراہیمؑ کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ متعین کی تھی' [نیز انہیں حکم دیا تھا کہ] کسی کو میرا سہیم و معاون قرار نہ دینا' لیکن میرے گھر کو طواف کرنے قیام و رکوع اور سجود کرنے والوں کیلئے پاکیزہ اور صاف ستھرا رکھنا"

"اور تمام افراد نسل انسانی کو حج کی دعوت دو۔ وہ ہر دور دراز مقام سے پیدل اور چست و تیز سواری پر تمہاری طرف چلے آئیں گے"

"اس طرح وہ ان دینوی و اخروی حسنات کا خود مشاہدہ کریں جو وہاں کے لئے موجود ہیں۔ ان مقررہ ایام میں[بالخصوص] ہم نے انہیں جو مویشی عطا کئے ہیں انہیں ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لیں۔ پھر ان کا گوشت خود بھی کھاؤ اور تنگدست محتاجوں کو بھی کھلاؤ"

[الحج ۲۲ آیات ۲۶ سے ۲۸]

ہر صاحب استطاعت کے لیے حج کی ادائیگی کا حکم مندرجہ آیت جلیلہ سے واضح ہے۔

"اس [مرکز انسانی] میں صاف اور واضح رہنما نشانات الوہی ہیں: جن میں ابراہیمؑ کے قیام صلوٰۃ کا مقام یا جگہ بھی ہے' دوسرے جو اس

Marfat.com

بیت اللہ میں داخل ہوجاتا ہے۔ وہ اللہ کے حفظ و امان میں آجاتا ہے۔
تیسرے اللہ کا حکم ہے کہ ان افراد نسل انسانی پر [حج یا عمرہ کے لئے] اس مرکز انسانی میں آنے کا قصد رکھنا لازم ہے[یعنی حج و عمرہ فرض ہے] جو یہاں آنے کا زاد راہ اور مقدور رکھتے ہوں۔
لیکن جو[زاد راہ و مقدور رکھنے کے باوجود] اس حکم پر عمل نہیں کریں گے[وہ خود دینوی و اخروی حسنہ اور رشدو ہدایت سے محروم رہیں گے اور اللہ کا کچھ نہ بگڑے گا] اقوام عالم اس کی طاعت و بندگی کریں یا نہ کریں اللہ کو اس کی حاجت ہے نہ پرواہ"

[آل عمران ۳ آیت ۹۷]

مشرکوں اور کافروں کے لئے حکم ربانی

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو مشرکین یعنی شرک کرنے والے[چاہے کوئی ہوں' حسی۔قلبی۔ نفسی لحاظ سے] ناپاک و پلید ہیں۔
لہٰذا سال رواں کے بعد وہ متبرک و محترم اور پاک و مقدس بیت اللہ کے قریب جانے نہ پائیں۔ اگر تمہیں[اس طرح تجارتی فوائد سے محروم اور] نادار ہوجانیکا خوف ہو تو [فکر نہ کرو] اللہ تعالیٰ اپنے قانون فضل و مشیت کی رو سے تمہیں مستغنی و مرفہ الحال کردے گا۔ یا درکھو کہ اللہ تعالیٰ علم کلی رکھنے والا ہے انتہائی دانشمند اور کمال دانشمندی سے اپنے امور سرانجام دینے والا ہے]

[التوبہ ۹ آیت ۲۸]

حج اور عمرہ کی ادائیگی بیت اللہ شریف [خانہ کعبہ] کی وساطت اور زیر سایہ ہوتی ہے۔ تمام مسلمانوں کو صلوٰۃ کے دوران قبلہ رخ یعنی کعبہ اللہ کی طرف کرنے کا حکم ہے جیسا کہ درج ذیل آیت کریمہ میں کہا گیا ہے۔
"اور[میرے نبی ﷺ!] اب آپ کا آنا جانا کہیں بھی ہو[قیام صلوٰۃ کے وقت] اپنا رخ مقدس و محترم مسجد[خانہ کعبہ] کی طرف کر لیا کریں۔

Marfat.com

اور ایسا کرنا آپ کے پروردگار و آقا کی طرف سے لا حق[یعنی دینوی و اخروی لحاظ سے صداقت و افادیت اور حکمت و مقصد تیت کا حامل]ہے۔ اورتم لوگ جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر و بے پرواہ نہں[یعنی وہ لوگوں کی ہر بات کا نوٹس لیتا ہے]''

''اور جہاں کہیں بھی[اے نبی ﷺ!] آپ آئیں جائیں [قیام صلوٰۃ کے وقت]اپنا منہ مسجد حرام[خانہ کعبہ] کی طرف کرلیا کریں اور [مسلمانو!] تم بھی جہاں کہیں موجود ہو' اپنا رخ اس کی طرف کرلیا کرو تا کہ ان لوگوں کے سوا جو ظالم ہیں' کسی کو تم پر الزام دھرنے کا کوئی موقع نہ مل سکے۔ ان ظالموں سے نہ ڈرو' بلکہ[میری] نافرمانی کرتے اورمیرے قانون مجازات سے ڈرو اور [اس سے غرض یہ ہے کہ] میں اپنی نعمت تم پر پوری کردوں یعنی تمہارے لئے اپنے دین اسلام یا نظام حیات کلی کی تکمیل کردوں 'نیز یہ بھی کہ تم حسین و فطری راہ راست پر چل کر اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاو[جو جنت قرۃ العین ہے]

[البقرہ۲ آیت۱۴۹،۱۵۰]

کعبۃ اللہ[خانہ کعبہ] جس کی تعمیر نو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے ہاتھوں پر یہ تکمیل کو پہنچی ایک مکعب نما عمارت ہے جس کی اطراف قریباً 42.2 فٹ[12.86 میٹر] اور 36.2 فٹ [11.03 میٹر] اور بلندی 43 فٹ[13.1 میٹر] ہے جو گرینائٹ [پتھر کی ایک قسم] سے بنی ہوئی ہے اور جو سنگ مرمر کی 98 انچ[250 سنٹی میٹر] موٹی بنیادوں پر قائم ہے۔ یہ بنیاد کعبۃ اللہ کے چاروں طرف یہ 14 انچ[35 سنٹی میٹر] تک باہر کی طرف بڑھی ہوئی ہے۔

کعبۃ اللہ کا اندرونی فرش ماربل اور لائم سٹون کا بنا ہوا ہے اس کی اندرونی دیواریں نصف بلندی تک ماربل سے ڈھکی ہوئی ہیں جن پر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ کعبۃ اللہ کے اندر چھت کو سہارا دینے کیلئے تین تھم[Pillar] لگائے گئے ہیں۔

بیت اللہ کے چاروں کونوں کو مندرجہ نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

۱۔ رکن یمانی۔ یہ کونہ یمن کی سمت یعنی جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔

۲۔ رکن عراقی۔ یہ کونہ عراق کی سمت یعنی شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔

۳۔ رکن شامی۔ یہ کونہ شام کی سمت یعنی مغرب۔شمال کی طرف واقع ہے۔

۴۔ اسی کونہ میں حجر اسود نصب ہے جو مشرق جنوب کی طرف واقع ہے۔

کعبتہ اللہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل مقام بہت اہم ہیں۔

۱۔ حجر اسود: کعبہ اللہ کی عمارت کے مشرقی۔جنوبی کونہ میں نصب ہے۔

۲۔ ملتزم: بیرونی دیوار کا وہ حصہ جو حضر اسود اور دروازہ کے درمیان ہے ملتزم کہلاتی ہے۔

۳۔ دروازہ۔ کعبتہ اللہ کے اندر داخل ہونے کیلئے ایک دروازہ رکھا گیا ہے جو 2.13 میٹر بلندی اور 1.9 میٹر چوڑائی میں ہے۔

۴۔ حطیم: حطیم کے بارے کہا جاتا ہے کہ کسی وقت یہ جگہ کعبتہ اللہ کا حصہ تھی بوجہ اسے عمارت میں شامل نہ کیا جاسکا۔ حطیم رکن شامی اور رکن عراقی کی درمیانی دیوار کے سامنے ہے۔اور دیوار سے اس کا مرکزی حصہ قریباً 8.46 میٹر کے فاصلے پر ہے۔ حطیم کی دیوار کی بلندی 90 سنٹی میٹر اور چوڑائی 1.5 میٹر ہے جبکہ اس کی گولائی نما لمبائی 17.75 میٹر ہے حطیم میں داخل ہونے کے لئے اس کے دونوں طرف کعبتہ اللہ مذکورہ دیوار کے ساتھ قریباً 2.29 میٹر اور 2.23 میٹر چوڑائی میں راستے بنائے گئے ہیں۔

مناسک حج

حج کی ادائیگی اہم ترین اسلامی عبادت ہے اس کی تکمیل پانچ دنوں یعنی ۸ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک محیط ہے۔ اس دوران کی جانے والی عبادات۔اعمال وظائف اور دعائیں حج سے منسلک ہیں۔ان کی ترتیب اس طرح ہے۔

حج کا پہلا دن۔۔۔۔۔۔۔۸ ذی الحجہ

۱۔ صبح کی نماز یعنی صلوٰۃ الفجر کے بعد مکہ سے منیٰ کو روانگی۔

۲۔ صلوٰۃ ظہر سے قبل منیٰ میں آمد [لازماً]

Marfat.com

۳۔ منیٰ میں صلوٰۃ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی ادائیگی۔

۴۔ رات منیٰ میں قیام

۵۔ ۹ذی الحجہ کی صلوٰۃ فجر کی منیٰ میں ہی ادائیگی

حج کا دوسرا دن۔۔۔۹ذی الحجہ

۱۔ صلوٰۃ فجر کی منیٰ میں ادائیگی

۲۔ دھوپ نکلنے کے بعد بجانب عرفات روانگی

۳۔ صلوٰۃ ظہر سے قبل عرفات میں لازماً آمد

۴۔ صلوٰۃ ظہر اور صلوٰۃ عصر کی عرفات میں اکھٹی ادائیگی

۵۔ وقوف عرفات

۶۔ سورج غروب ہونے تک عرفات میں قیام

۷۔ سورج غروب کے بعد صلوٰۃ مغرب ادا کئے بغیر مزدلفہ کو روانگی

۸۔ مزدلفہ یا مسعر الحرام پہنچنے کے بعد صلوٰۃ مغرب اور صلوٰۃ عشاء کی ادائیگی

۹۔ مزدلفہ میں رات کا قیام

میزاب رحمت:

حطیم کی جانب کعبۃ اللہ کی چھت سے منسلک بارش کے پانی کے نکاس کے لئے ایک پرنالہ ہے جو میزاب رحمت کہلاتا ہے۔

مقام ابراہیم:

حضرت ابراہیمؑ نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر کی مقام ابراہیم کہلاتا ہے اور اس کو کعبۃ اللہ کے دروازہ کے سامنے کچھ فاصلہ پر محفوظ کیا گیا ہے۔

حج بیت اللہ:

Marfat.com

سال کے مخصوص دنوں میں مکہ مکرمہ میں موجود مخصوص مقامات میں عبادات اور زیارات حج کہلاتا ہے۔

عمرہ:

عمرہ بھی بیت اللہ کی مخصوص عبادات کا نام ہے لیکن اس کے لئے دن یا وقت مقرر نہیں۔ اسے سال کے کسی بھی حصہ میں ادا کیا جاسکتا ہے۔ یہ حج کے ساتھ یا اس کے بغیر ادا ہوسکتا ہے۔

طواف:

خانہ کعبہ کے گرد الٹی سمت میں سات چکر لگانا طواف کہلاتا ہے۔ وہ جگہ جہاں طواف کیا جاتا ہے مطاف کہلاتا ہے۔

سعی:

کعبۃ کے بہت قریب دو پہاڑیوں صفا اور مروہ کے درمیان سات دفعہ آنا جانا سعی کہلاتا ہے۔

استلام:

حجر اسود کا بوسہ لینا یا ہاتھ لگانا یا رش کی وجہ سے اس تک نہ پہنچ سکنے کی صورت میں دور سے اس کی طرف اشارہ کرنا استلام کہلاتا ہے۔

رمی:

شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا عمل رمی کہلاتا ہے۔

قصر یا حلق:

احرام اتارنے کے بعد سر منڈوانا یا سر کے بال کتروانا قصر اور حلق کہلاتا ہے۔

عمرہ ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ:

مردوں کو مخصوص لباس جو دو اَن سلی سفید چادروں پر مشتمل ہوتا ہے لازمی پہننا یا اوڑھنا ہوتا ہے۔

ا۔ طواف کعبہ کا عمل مکمل کرنا۔

Marfat.com

۲۔ سعی کرنا۔ یعنی صفا اور مروہ کے درمیان سات بار فاصلہ طے کرنا۔

۳۔ حلق [سر منڈوانا] یا قصر [سر کے بال کتروانا] کا عمل احرام اتارنے کے بعد کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہدایات یا راہنمائی بسلسلہ حج اور عمرہ درج ذیل آیت قرآنی سے ظاہر ہے۔

"......پھر جب تم [وقوف کے بعد میدان] عرفات سے اکھٹے اژدحام کی صورت میں لوٹنے لگو تو مشعر حرام یا مزدلفہ میں قیام کے دوران اللہ کا ذکر اس طرح کرو یعنی اس کے احکام و قوانین' تعلیمات' نیز اس کی صفات حسنہ اور نعمتوں کا ایک دوسرے سے تذکار اس طرح کرو جس طرح تمہیں سکھایا گیا ہے۔ اور [اللہ کا احسان یاد کرو کہ] اس سے پیشتر تم بھی راہ راست سے بھٹکے ہوئے لوگوں میں سے تھے"

[البقرہ ۲ آیت ۱۹۸ جزو]

حج کا تیسرا دن ۔۔۔۔۔۔۱۰ ذی الحجہ

۱۔ مزدلفہ میں صلوٰۃ فجر کی ادائیگی اور وقوف سورج نکلنے سے پہلے اللہ سے دعائیں ۔ توبہ۔ گناہوں کی معافی طلب کریں۔

۲۔ سورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ کو روانگی۔

یہاں اللہ کا ایک ارشاد ملاحظہ فرمادیں۔

"پھر جہاں سے لوگ جوق در جوق پلٹتے ہیں۔ تم بھی وہاں سے لوٹ آؤ اور اللہ سے [اپنی نغزشوں خطائوں اور گناہوں] کی بخشش پردہ داری اور اپنی حفاظت کی استدعا کرتے رہو۔ یقین رکھو! اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور حفاظت کرنے والا۔ غایت درجہ ترس کھانے اور بار بار رحمت کرنے والا ہے"

[البقرہ ۲ آیت ۱۹۹]

Marfat.com

۳۔ منیٰ پہنچنے کے بعد بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا۔

۴۔ قربانی کرنا۔

اس حوالے سے ارشاد ربانی ہے کہ

''اللہ تعالیٰ کو قربانی کے جانوروں کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون اسے کوئی شے پہنچتی ہے تو وہ تمہارا تقوی ' یعنی تمہارا نذرانہ جذبہ محبت و آرزو مندی' ۔ اس مقصد کے لئے اس نے ان پالتو جانوروں کو تمہارے قابو میں کردیا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ تمہیں بتایا گیا ہے اللہ کی تکبیر[یعنی بسم اللہ اللہ اکبر] پڑھ کر انہیں ذبح کرو۔ سنو! عدل و احسان' خیرو حسنہ' فلاح و بہبود اور اصلاح معاشرہ کے کام کرنے والوں کو [دینوی و اخروی حسنہ] کی نوید ہو!''

[الحج ۲۲ آیت ۳۷]

اس سے پہلے آیت مبارکہ [۲۲۔۳۶] میں کہا گیا ہے کہ

''......تو ان کا گوشت خود بھی کھاؤ اور قانع لوگوں کو بھی کھلاؤ جو سوال نہیں کرتے' اور جو مانگنے پر مجبور ہوں' انہیں بھی کھلاؤ۔ اس خاطر ہم نے انہیں تمہارے قابو میں کردیا ہے تاکہ تم [ہماری نعمتوں کا] شکر بجا لاؤ''

۵۔ قربانی کے بعد سر کے بال منڈوانا یا کتروانا۔ اس عمل کے بعد احرام کھول دیں اور روزمرہ کا لباس پہن لیں۔

اس حوالے سے ارشاد ربانی ہے کہ

''اس طرح وہ ان دینوی و اخروی حسنات کا خود مشاہدہ کریں جو وہاں ان کے لئے موجود ہیں۔ ان مقررہ ایام میں [بالخصوص] ہم نے انہیں جو مویشی عطا کئے ہیں۔ انہیں ذبح کرتے ہوئے ان پر اللہ کا نام لیں ۔ پھر ان کا گوشت خود بھی کھالیں اور تنگدست محتاجوں کو بھی

Marfat.com

کھلائیں"

"بعد ازاں، وہ نہا دھو کر میل کچیل دور کریں، سنتیں اتاریں اور مقدس و آزاد گھر کا طواف کریں"

[الحج ۲۲ آیات ۲۸،۲۹]

۵۔ طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ جانا اور عام کپڑوں میں سعی کرنا۔

۶۔ قیام کے لئے رات کو واپس منیٰ جانا۔

حج کا چوتھا دن۔۔۔۔۔۔۱۱ ذی الحجہ

۱۔ آج کا دن شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا دن ہے کنکریاں مارنے کا وقت زوال کے بعد شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہے۔

۲۔ پہلے چھوٹے شیطان۔ بعد میں درمیانے شیطان اور آخر میں بڑے شیطان کو سات سات کنکریاں ماریں۔

۳۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے حج کے تیسرے دن طواف زیارت نہیں کر سکے وہ آج یعنی چوتھے روز طوافِ زیارت کر لیں۔

۴۔ آج کی رات بھی منیٰ میں ہی قیام کر لیں۔

حج کا پانچواں دن۔۔۔۔۔۔۱۲ ذی الحجہ

۱۔ منیٰ میں رہتے ہوئے حج کے پانچویں دن میں بھی رمی کرنا ہے۔

۲۔ رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔

۳۔ رمی کی ترتیب حسب سابق پہلے چھوٹے شیطان۔ پھر درمیانے شیطان اور آخر میں بڑے شیطان کی باری ہے۔

۴۔ اگر اس سے پہلے طواف زیارت نہیں کیا جاتا تو سورج غروب ہونے سے پہلے ضرور کر لیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا۔ توفیق اور مہربانی سے حج پایہ تکمیل کو پہنچا اب واپسی سے طواف وداع کی ادائیگی باقی رہ گئی

Marfat.com

ہے۔

روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی تشنگی دلوں کو چین نہیں لینے دیتی۔اس لئے مدینہ منورہ کی تڑپ اتنی دیر قائم رہتی ہے کہ جتنی دیر روضہ رسول ﷺ اور مسجد نبوی کا دیدار نہ کرلیا جائے۔جو حاجی اس سے قبل وہاں نہیں پہنچ پائے اس کا اب وہاں حاضری دینا لازمی ہوتا ہے۔

مسلمان اس عظیم الشان عبادت کی بدولت عالم اسلام میں یگانگت۔وحدت۔ہم آہنگی۔محبت و پیار کو پروان چڑھا کر معاشی بہتری۔اقتصادی ترقی۔باہمی تجارت۔تعلیمی روابط۔سائنس اور ٹیکنالوجی کے تجربات اور دفاعی مضبوطی سمیت بے شمار دیگر فوائد حاصل کر کے اپنا کھویا ہوا وقار۔عزت اور شان و شوکت حاصل کر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

9

جہاد (فی سبیل اللہ)

قرآن پاک کے ذریعے بنی نوع انسان کو بار بار باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ کائنات اور اس میں جو کچھ بھی ہے سب کا سب اللہ رب العالمین کی ملکیت ہے۔ اس سلطنت کا واحد اور مطلق حکمران وہی ہے۔

بنی نوع انسان کو یاددھانی کرائی گئی ہے۔

”کیا تمہیں اس واقعیت کا علم نہیں۔ کہ ہماری یا افلاکی کروں اور خلاؤں اور کرۂ ارض کی ملکیت و بادشاہت اور حاکمیت اعلیٰ اللہ کی ہے۔ [اس لئے کوئی فرد بشر اپنے مال و دولت کا مالک نہیں' محض اس کا امین مستفید ہے' نیز نہ اپنی مرضی سے اس میں تصرف کرنے کا مجاز ہے' اسی طرح اس کائنات میں کوئی غیر اللہ بھی بادشاہت کا مالک نہیں اور نہ اسے اپنے یا غیر اللہ کے قوانین و احکام کے ذریعے حکومت و حکمرانی کرنے کا اختیار ہی حاصل ہے] اور یاد رکھو کہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی اور والی و سرپرست ہے نہ مددگار اور نہ سفارش کرنے

Marfat.com

والا ہی ہے[اس دنیا اور آخرت دونوں میں]

[البقرہ۲ آیت۱۰۷]

''اور آسمانوں اور زمین کی فرماں روائی کا اختیار صرف ایك الله تعالیٰ کو ہے[اور کسی کو نہیں' لہٰذا حکمران اپنے یا غیر الله کے بنائے ہوئے قوانین کے ساتھ حکومت کرتے ہیں یا اپنا حکم چلاتے ہیں۔ وہ تلمیح قرآنی میں ''فرعون'' ہوتے ہیں] نیز الله ہر شے اور اس کے کرنے پر قدرت کاملہ رکھنے والا ہے۔

[آل عمران۳ آیت۱۸۹]

''آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر جو کچھ بھی ہے۔ الله تعالیٰ کی ملکیت ہے[اور اس کے کل جمالیاتی ۔ تخلیقی شاہکاروں کے تمتع یا استفادے کیلئے ہے' لیکن کوئی بشر ان میں سے کسی چیز کا مالك نہیں] اور الله تعالیٰ ہر شے پر اور اس کے کرنے پر قدرت کاملہ رکھنے والا ہے''

[المائدۃ۵ آیت۱۲۰]

مندرجہ بالا آیات کریمہ اور اس مضمون کی دوسری بہت سی آیات قرآنی سے یہ واضح ہے۔اس کائنات کا مالک و حاکم صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہے اور وہی اس کے انتظام وانصرام کورواں دواں رکھے ہوئے ہے۔اور اسی کو اس کی حکمرانی کا کامل اختیار ہے۔

اس حقیقت کا سب کو علم ہو چکا ہے کہ اس وسیع وعریض کائنات میں جتنی بھی مخلوق ہے اس کی روزی ورزق کا بندوبست اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔اور وہی شروع سے مہیا کرتا آرہا ہے اور آخر تک مہیا کرتا رہے گا۔

''اور اس زمین میں کوئی چلنے والا جاندار ایسا نہیں ہے جس کی روزی کی ذمہ داری الله تعالیٰ پر نہ ہو۔ وہ جانتا ہے کہ اس کا جائے قیام کہاں اور کہاں اس کا مدفن ہے یہ سب کچھ ایك واضح و ناطق دفتر[یا لوح محفوظ] میں [محفوظ] ہے۔

[ھود۱۱ آیت۶]

Marfat.com

''یہ اللہ ہے جس نے تمہاری تخلیق کی؛ پھر تمہیں رزق دیا؛ پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے بعد ازاں وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا....''

[الروم ۳۰ آیت ۴۰]

اس حقیقت سے واقف ہونے کے بعد کہ اللہ ہی اس کائنات کی ہر چیز کا مالک ہے اور ہر انسان کی ہر ضرورت پوری کرتا ہے اور ہر ایک کو رزق دیتا ہے تو پھر اس کے قوانین واحکام سے انحراف کرنا۔ اس کی تعلیمات وہدایات کی پابندی نہ کرنا۔ اس کی نافرمانی کا مرتکب ہونا کیا یہ اس سے بغاوت نہیں؟ اور بغاوت کی سزا ہر کوئی جانتا ہے۔ لیکن وہ کریم ورحیم اور غفور ورحیم ہے وہ انسانوں کی کوتاہیوں اور غفلتوں کو اکثر نظر انداز کرتا رہتا ہے۔ وہ اپنے نیک بندوں اور دوستوں کو اس بات کی تلقین کرتا رہتا ہے کہ اس کے ان بندوں کو جو اپنی راہ گم کر بیٹھے ہیں یا شیطان رجیم کے شکنجے میں پھنس چکے ہیں ان کو راہ راست پر لگانے کی کوشش کریں۔ اور دوزخ کی آگ کی ہولناک اور کربناک اذیتوں سے ڈرائیں تاکہ وہ راہ راست کی طرف لوٹ آئیں۔

راہ راست پر گامزن ہونے کی ایک اہم شرط اعمال صالحہ کی پابندی ہے جس پر عمل درآمد کرانے کے لئے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو نیکی کی راہ پر لگانے اور برائی سے روکنے کے لئے لاکھوں پیغمبراں خدا کو مبعوث کیا گیا اور آسمانی کتب نازل کی گئیں۔ لیکن انسانوں کی کثرت نے شیطان (خواہ وہ جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے) کے دلکش وعدوں، دلفریب وسوسوں، خوبصورت خیالوں اور بلند وبالا کامیابیوں کی اُمید پر اس کے ہمنوا بن کر دنیاوی نظم ونسق، معاشرتی امن و امان۔ معاشی بدحالی۔ عدل وانصاف کی تباہی۔ ظلم وستم۔ دنگا فساد۔ قتل وغارت۔ کفر وشرک۔ جنگ وجدل۔ جنسی بے راہ روی۔ مالی ناہمواری اور دیگر سینکڑوں جرائم کو فروغ دیا اور بدستور اس پر تیز رفتاری سے دوڑ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت حال اللہ رب کائنات اور اللہ کے دوستوں کے لئے قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ان کے تدارک اور حیاتِ طیبہ کے فروغ کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دے رکھا ہے۔

''اے لوگو جو ایمان لاکر اسلام میں داخل ہوئے ہو! اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی آرزو و جستجو کرتے اور ضلالت یا گمراہی سے ڈرتے رہو؟ اور اس کے قرب کی طلب وسعی کرتے رہو: نیز اس کی راہ میں یعنی اس کے

Marfat.com

نظام حیات کلی کے استحکام و تحفظ کے لئے سعی و جہد [جہاد] کرتے رہو تا کہ تم دینوی و اخروی حسنہ پاؤ"

[المائدہ۵ آیت ۳۵]

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے....."

[الحج ۲۲ آیت ۷۸ جزو]

حیات طیبہ یعنی اللہ تعالیٰ کی تعلیمات وہدایات اور قوانین وحکامات کے عین مطابق زندگی بسر کرنا اور دوسروں کو اس راہ پر لگانا اور ایسی زندگی بسر کرنیکی ترغیب اور تلقین کرنا ہی جہاد کا مقصد اولیٰ ہے۔لوگوں کے رویوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اصلاح احوال کے مقصد کے حصول کیلئے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال ناگریز ہے۔

۱۔ جہاد بذریعہ نطق یعنی زبان

۲۔ جہاد بذریعہ قلم

۳۔ جہاد بذریعہ ذرائع ابلاغ جدید

۴۔ جہاد بذریعہ مال ومنال

۵۔ جہاد بذریعہ قرآن

۶۔ جہاد بذریعہ قوت

جہاد بذریعہ نطق یا زبان

کسی انسان کا دوسرے انسانوں سے رابطہ زبان کی مدد سے ہوتا ہے یہ ذریعہ آسان۔تیز۔موثر اور بالمشافہ ہوتا ہے۔الفاظ کے مناسب انتخاب۔آواز کے اتار چڑھاؤ۔چہرہ کے تاثرات۔نرم اور ملائم لہجہ اور خوشگوار انداز گفتگو سے اس رابطہ کو مفید اور سودمند بنایا جاسکتا ہے۔

جہاد یا سعی و جہد کا آغاز اپنے گھر یا اہل خانہ سے کرنا زیادہ سودمند ہوسکتا ہے۔یہاں اس بات سے آگاہ کرنا یا

Marfat.com

یاددھانی کرانا مناسب ہے کہ جہاد یا سعی وجہد والا سب سے پہلے اپنے آپ کو اس نیک عمل کے لئے تیار کرے یا اس معیار کو حاصل کرلے۔ کہ اس کی شخصیت دوسروں کے لئے قابل کشش ہوسکے اس کا طرز اور عمل دوسروں پر حاوی ہو وہ دوسرے کو اس انداز سے نصیحت کرے کہ نتیجہ خیز ثابت ہو۔ لیکن

"اصل یہ ہے کہ نصیحت وہی حاصل کرے گا جو [اللہ کے قوانین سے] ڈرتا ہے"

[الاعلیٰ ۸۷ آیت ۱۰]

بہتر ہے کہ گھر کا سربراہ حسن تدبیر سے اپنے گھر کا ماحول اسلامی بنیادوں پر استوار کرے اور ایسی تربیت کا بندوبست کرے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات و تعلیمات کا عکس اجاگر کرنے میں مددگار ثابت ہو گھر اسلامی معاشرہ کی اصلاح کی اہم بنیاد ہے اسی لئے مندرجہ آیات قرآنی اس کی تصدیق کیلئے کافی ہیں۔ جن پر غور و خوص اور عمل کرنا گھر کے ہر فرد پر لازم ہے۔

۱۔ "دیکھو اپنے اہل و عیال کو صلوٰۃ قائم کرنے کا حکم دیتے رہو۔ اور خود بھی اس پر قائم و دائم رہنا...."

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۳۲ جزو]

۲۔ "اور جب لقمٰن اپنے بیٹے کو وعظ کررہا تھا۔ تو اس نے کہا۔ اے میرے [پیارے] بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک یعنی معاون سہیم نہ کرنا۔ اصل یہ ہے کہ شرک [ایسا] بڑا جرم ہے [جو ناقابل معافی ہے]

[لقمٰن ۳۱ آیت ۱۳]

۳۔ "اور وہ [حضرت اسماعیلؑ] اپنے اعزہ و اقارب کو صلوٰۃ قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی تاکید کیا کرتا۔ اور اپنے پروردگار کا منظور نظر تھا"

[مریم ۱۹ آیت ۵۵]

٤۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو [جہنم کی] آگ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن [ایک تو مشرک و کافر ظالم و مجرم اور غاصب و گمراہ] انسان اور [دوسرے بخیل و سرمایہ دار' سود خود و

Marfat.com

سود کار اور حرام کار و ذخیرہ اندوز لوگوں کے جمع کئے ہوئے سیم و زر اور قیمتی] پتھر ہوں گے۔

[التحریم ٦٦ آیت ٦ جزو]

لوگوں کی اصلاح کرنے ان کو راہ راست سے آشنا کرنے اور اس کیمطابق عمل کرنے اور کرانے کیلئے زبان کا بہترین استعمال ذریعہ تعلیم ہے۔ روزمرہ کے تعلیمی اسباق کے دوران طلبا کے کسی غیر مناسب رویہ کو بنیاد بنا کر استادان کی اصلاح کرتا رہے۔ تو اس طرح سکول اور کالج کا ماحول بھی بہتر کرنے میں مدد ملے گی اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ طلباء معاشرہ کو پاکیزہ بنانے میں اپنا کردار ادا کرسکیں گے۔

اگر اس انداز اصلاح کو حکومت وقت کی سرپرستی بھی حاصل ہوجائے تو جہاد بانطق بہت تیز رفتار اور موثر ثابت ہوسکتا ہے۔ مندرجہ آیت جلیلہ جہاد بذریعہ زبان کی طرف اشارہ کرتی نظر آتی ہے۔

''یہ بات اہل ایمان [کے بہترین مفاد] میں نہیں کہ وہ سارے کے سارے [اسلام کے قوانین و احکام اور تعلیمات کو سمجھنے کی خاطر مرکز تعلیم و تربیت کیلئے] نکل پڑیں۔ بلکہ ایسا کرنا چاہیے کہ ہر خیبل میں سے ایک گروہ نکلے اور دین [کے احکام و تعلیمات] کو سمجھے ۔ پھر واپس جا کر اپنے لوگوں کو [ان احکام کی خلاف ورزی کرنے کے بھیانک نتائج سے] ڈرائیں تاکہ وہ ایسا کرنے سے احتراز کریں''

[التوبۃ ٩ آیت ١٢٢]

ایسے بہت سے لوگ جو بظاہر ایمان لا چکتے ہیں لیکن شیطانی وسوسہ انگیزی کی وجہ سے ان کے عقیدہ۔ ایمان اور عمل میں پاکیزگی قائم نہیں رہتی۔ یا ملاوٹ شامل ہوجاتی ہے۔ یا اسلامی طہارت باقی نہیں رہتی۔ اور وہ اپنی خیال آرائی سے بعض احکام پر بددلی سے عمل کرتے ہیں اور بعض کا انکار کردیتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو راہ راست پر تصور کرتے رہتے ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے صلوٰۃ جمعہ میں خطیب کا وعظ موثر ہوسکتا ہے جو جہاد ناطق کا ایک کارگر ذریعہ ہے۔

''اور قول و سخن ' کلام و بیان یا وعظ و تبلیغ کے لحاظ سے اس [اہل

Marfat.com

آرزو] سے بہتر کون ہوسکتا ہے جواللہ کے جمالیاتی۔ تخلیقی شہکاروں
کو اسکی طرف بلائے [یعنی دعوتِ توحید دے] اور حسین و موزوں عمل
کرے۔اور کہے کہ بے شک میں مسلمان ہوں"

[حٰمٓ السجدۃ ۴۱ آیت ۳۳]

بین المسالک اور بین المذائب رابطوں کی مقدار۔ تعداد آج کل کافی بڑھ چکی ہے اور اس کے انداز میں بھی بہت تبدیلی آچکی ہے ہر سطح پر بحث ومباحث کے مواقع اکثر ملتے رہتے ہیں ان میں زیادہ تر مذہبی اور دینی موضوع زیر بحث آتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات ہوتا رہتا ہے۔ یہ رابطے اور تبادلے کبھی خوشگوار انداز میں اختتام پذیر ہوتے ہیں اور کبھی ناخوشگوار انداز اختیار کر لیتے ہیں۔ دین اسلام فطرت سے ہر وقت منطبق ہوتا ہے اور اپنے پیروں کاروں کی رہنمائی کرتا ہے اور طریقہ کار اور اعمال کو اسلامی دائرہ کار میں محدود اور محفوظ رکھنا، لوگوں کو دینی حقیقتوں سے آگاہ کرنا۔ مذہبی غلط فہمیوں کو دور کرنا۔ دین اسلام کی خوبیوں کو اجاگر کرنا۔ جہالت۔ ظلمت۔ بین المذاہب نفرت۔ باہمی عداوت کا تدارک کرنا۔ غلط اور غیر پسندیدہ رویوں کی اصلاح کرنا جہاد بذریعہ زبان کی حدود میں شامل ہے اسے سنوارنے نکھارنے اور مؤثر بنانے کے لئے بہت سی قرآنی آیات راہ نمائی کرتی ہیں صرف چند کا حوالہ درج ذیل ہے۔

"ہم آپ کی راہ زیست' یعنی راہ دعوت و جہاد کو آسان بنادیں گے"
"لہٰذا آپ [لوگوں کو احکام الہٰی کی] یاد دھانی کراتے رہیں' چاہے جن
کو یاد دھانی کرائی جائے وہ اس سے فائدہ اٹھائیں یا نہ اُٹھائیں"

[الاعلیٰ ۸۷ آیت ۸-۹]

"[پیارے نبی ﷺ تبلیغ کا طریقہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کو] اپنے پروردگار
کی حسین و پائیدار راہ راست کی طرف آنے کی دانش مندی اور حسین
پند و نصیحت کے ساتھ دعوت دیں۔ اور ان سے خوبصورت و پسندیدہ
انداز سے استدلال و بحث کریں۔ اصل میں آپ کا پروردگار خوب جانتا
ہے کہ کون اس کی راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور اپنی منزل

Marfat.com

مقصود اور اس کی راہ راست پانے والوں کو بھی وہ خوب جانتا ہے"

[النحل ۱۶ آیت ۱۲۵]

رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی ہر مسلمان کو پیروی کرنا لازمی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا کیونکہ اس نے سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور کہا۔

"لیکن تم دونوں اس سے نرمی کے ساتھ بات چیت کرنا' شاید وہ غور کرے یا اس میں [عاقبت کی] خشیت یا ڈر پیدا ہوجائے"

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۴۴]

"آپ برائی [یا بُری بات] کو خوب تر یا حسنہ سے دور کریں۔ ہم ان باتوں کو خوب جانتے ہیں۔ جو وہ [ہمارے اور آپ کے متعلق] کہتے ہیں"

[المومنون ۲۳ آیت ۹۶]

اس حوالے سے مزید فرمایا گیا۔ کہ

"مومنو! اہل کتاب سے [اگر بحث کرنا پڑے تو] بڑے حسین انداز سے مباحثہ کیا کرو۔' اور انہیں بتاؤ کہ ہم اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی ہے اور اس پر بھی جو تم پر نازل ہوئی۔ دیکھو! ہمارا اور تمہارا معبود و حاکم ایک ہے اور ہم اس کے بندگان تسلیم و رضا ہیں[لہٰذا تم بھی اس کے احکام پر عمل کرو جو قرآن' تورات اور انجیل میں مرقوم ہیں۔"

[العنکبوت ۲۹ آیت ۴۶]

جہاد بذریعہ قلم

بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات وتعلیمات اور احکام وقوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے کا پابند بنانا اور کرہ ارضی پر اللہ تعالیٰ کی حکمرانی قائم کرانے کے لئے تگ ودو اور سعی وجہد کرنا ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

Marfat.com

گمراہی کی شدت اور وسعت کو مدنظر رکھتے ہوئے مرض کا علاج تجویز کیا جاتا ہے۔اس سے قبل جہاد بذریعہ زبان کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ جہاد بذریعہ زبان میں بالشانہ گفتگو دلائل و برھان کا تبادلہ۔اعتراضات کا جواب وغیرہ سمیت بہت سے دیگر فوائد موجود ہیں۔لیکن یہ انداز لمحاتی اور وقتی ہوتا ہے اور اس میں بھولنے کا عنصر زیادہ پایا جاتا ہے اور وقت کے ساتھ بہت سی چیزیں نظرانداز ہونے سے دیرپا ثابت نہیں ہوسکتا اس لئے دوسرے طریقوں کا سہارا لینا کارگر اور موثر رہتا ہے جہاد بذریعہ قلم کی مدد سے جہاد بذریعہ زبان کو وسعت دی جاسکتی ہے اور اسے مزید موثر بنایا جاسکتا ہے۔

علم کا اصلاح انسانی سے بہت گہرا اور مضبوط رشتہ ہے۔اللہ رب العالمین نے بنی نوع انسان کی اصلاح اور ہدایت ورہنمائی کے لئے کثیر تعداد میں اپنے محبوب بندوں کو مبعوث فرمایا اور ان کو علم کی قوت سے نوازا تاکہ وہ اپنے فرائض منصبی کو کماحقہٗ سرانجام دے سکیں۔اس مقصد کے لئے پہلے نبیؑ حضرت آدم علیہ السلام کو علم عطا کیا جس کی وجہ سے وہ تمام مخلوقات ربانی میں معزز اور برگزیدہ قرار پائے۔

"اور اللہ نے آدم کو کل اشیاء [موجودات یا مخلوقات] کی مسمیات یعنی خواص و اوصاف اور جمالیاتی ۔ افادی ۔ اقدار کا اور اُن کی مسمیات کے مطابق موسوم کرنے یعنی نام رکھنے کا علم ودیت کر دیا۔

[البقرہ۲ آیت ۳۱ جزو]

علم کی فضلیت کا اندازہ اس حقیقت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ رسول ﷺ اعظم واکبر کو وحی کی ابتدا پڑھنے کے حکم سے ہوئی۔

"[اے نبی ﷺ] اپنے رب کے نام' یعنی صفات حسنہ کے فیوض و برکات کے ساتھ [آیات قرآن] پڑھو۔ جس نے [کل موجودات] تخلیق کی ہیں۔ [اور اس کی تخلیقی فیعلیت کا سلسلہ جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا]"

[العلق۹۶ آیت ۱]

علم حق یا راسخ کے بغیر عوام الناس کو حقیقت سے آگاہ کرنا۔سچائی اور سچے اصولوں پر قائل کرنا اور انہیں صراط مستقیم پر چلانا آسان نہیں۔بے علم فائدے کی بجائے اکثر باعث نقصان ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ جہاد ایک ایسا نیکی اور

Marfat.com

فلاحی عمل ہے کہ جو انسانیت کیلئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں کہ یہ اسے تاریکی سے نکال کر روشنی سے آشنا کراتا ہے۔ شیطانی حدود سے رحمانی حدود میں داخل کرتا ہے گمراہی سے راستی کی جانب لگاتا ہے اور حیوانی طرز عمل کو انسانی اور مسلمانی طرز عمل میں تبدیل کرتا ہے لیکن ایسے لوگ جو جہاد کی بے شمار صفات اور فوائد سے آگاہ نہیں اپنی کم علمی اور بے عملی کے باعث عام مسلمانوں سمیت تمام غیر مسلموں کی نظر میں اسے قابل نفرت بنا رکھا ہے۔ اس حقیقت پر درج ذیل آیت قرآنی صادق آتی ہے۔

''دیکھو بنی نوح انسان میں سے ایسے [مائل اور ضدی] لوگ بھی ہیں۔ جو بغیر علم' بغیر ہدایت یا سماوی سند اور بغیر روشنی دینے والی کتاب [اللہ] کے اللہ تعالیٰ [کی ذات و صفات' قوانین و احکام اور تخلیقی فیعلیت] کے بارے میں حجتیں کرنے لگتے ہیں''

[الحج ۲۲ آیت ۸]

علم کی منتقلی کے بغیر خالق کائنات ورب العالمین کی صفات حسنہ اور اس کی ہدایات۔ تعلیمات۔ احکامات اور قوانین کو بنی نوع انسان تک پہنچانا اور ان پر عمل درآمد کرانا ممکن نہیں واضع رہے کہ زبان کے علاوہ علم کی منتقلی کا بہترین ذریعہ قلم ہے جس کی اہمیت مندرجہ ذیل قرآنی آیات مقدسہ سے عیاں ہے۔

''نون قسم ہے قلم کی۔ اور اس چیز کی جسے لکھنے والے [قلم سے] لکھتے ہیں۔

[القلم ۶۸ آیت ۱]

''پڑھو کہ آپ کا رب نہایت جود و سخا کرنے والا ہے''
''جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا [اور سکھاتا ہے]''
''وہ انسان کو وہ علوم و فنون سکھائے جن سے وہ بہرہ مند نہ تھا''

[العلق ۹۶ آیات ۳ سے ۵]

ایسے ملک یا معاشرے کہ جہاں لوگ اللہ وحدہٗ لاشریک کے احکامات کے برعکس اپنی زندگی بسر کر رہے ہوں یا

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کرنے کی بجائے اپنے تخلیق کردہ اداروں کے وضع کئے گئے قوانین۔ رواج اور روایات کے تحت زندگی گزار رہے ہوں ان کی اصلاح کے لئے ان تک کتابچوں۔ کتابوں۔ رسائل۔ اخبارات کے ذریعے صحیح العقیدہ اور نافع علم جو قرآن وسنت کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہو پہنچانا بھی جہاد ہے چونکہ یہ نیک عمل بذریعہ قلم سرانجام پاتا ہے اور تحریری صورت دستیاب اور ایک طویل عرصہ تک محفوظ رہتا ہے اس لئے یہ جہاد بذریعہ زبان کی نسبت زیادہ مفید۔ کارآمد اور موثر ثابت ہوسکتا ہے۔ کیونکہ

ا۔ کتاب کا انہماک سے مطالعہ ذہن کو مستعد۔ سرگرم اور پھرتیلا بنا کر حقیقت سے قربت بخشتا ہے اور سوچ میں وسعت پیدا کرتا ہے۔ جس سے گم راہ کردہ افراد معاشرہ کی اصلاح کے امکانات میں اضافہ ہونے میں مدد ملتی ہے۔

۲۔ اچھی کتاب کا گہرا مطالعہ مشکل عنوانات کو آسان صاف وشفاف۔ واضح۔ نمایاں۔ اور قابل عمل بنا کر اپنے نقطہ نظر کو دوسروں تک پہنچانے اور ان کو حق سے آگاہ کرنے اور قائل کرنے میں مدد دیتا ہے اور یہی جہاد بذریعہ قلم کا مقصد ہے۔

۳۔ کتابیں علم میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں جس سے علم میں گہرائی آتی ہے اور نظریاتی علم کو عمل میں ڈھالنے اور اسے مقوی کرنے کا باعث بنتا ہے۔ جو آخر کار دوسروں پر اثر انداز ہونے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

۴۔ کتاب کسی بھی عنوان کا مکمل احاطہ کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اور اس کے تمام پہلوؤں کا سیر حاصل مطالعہ کرنے میں مدد دیتی ہے جس کے نتیجہ میں عنوان کے تمام پہلوؤں اور جہتوں کو مرکوز کرنے میں آسانی پیدا ہوسکتی ہے اور دلائل وبرھان کے اجتماع سے اپنا نکتہ نظر واضح کرنے اور پیش کرنے میں تخیلی قوت مہیا کرتی ہے۔

۵۔ کتابوں کا وسیع مطالعہ یا دداشت میں وسعت پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ جو مطلوبہ عنوان کی حقیقت ۔اصلیت اور صداقت کو اجاگر کرتا ہے اور اس کی نیت اور تصور کو نمایاں کر کے مد مقابل کو بہتر اور موثر انداز میں قائل کرنے میں مدد دیتی ہے۔

۶۔ کتابوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا انتہائی آسان ہے جس کی وجہ سے کسی بھی وقت۔ کسی بھی جگہ اور کسی

Marfat.com

بھی حالت میں مطالعہ کرنے کی سہولت بہم ہوسکتی ہے جس سے اپنے مقصد کی تکمیل بروقت ہوسکتی ہے۔

۷۔ کتابوں کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ قدیم وجدید معلومات فراہم کرتا ہے جو تحقیق وتخلیق میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور مطلوبہ مقاصد کا حصول ممکن بناتا ہے اور جہاد بذریعہ قلم کو موثر اور کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔

۸۔ مطالعہ معلومات میں افقی اور عمودی وسعت اور گہرائی کا باعث بن کر بحث ومباحثہ اور دلائل و برہان کو تقویت بخشتا ہے اور کامیابی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

۹۔ کتابیں ایک اہم اثاثہ ہے جن سے کسی بھی وقت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

گھریلو تربیت۔ ماحولیاتی پرورش اور ذہنی پختگی جو کسی فرد کو سالہا سال تک میسر آتی رہتی ہے اور جس کے نتیجہ میں راہ راست سے بھٹکتے حقیقت حق سے دور کرتے رہنے اور غلط اور گمراہ کن عقائد۔ مسلک۔ مذہب وغیرہ کو اپنانے کا باعث بنتی رہی ہو اس کی اصلاح کرنا اور حق سے آشنا کرنا بہت ہی مشکل۔ تکلیف دہ اور جان جوکھوں کا کام ہے لیکن یہ قطعاً ناممکن نہیں۔ نیک نیتی۔ خلوص۔ محنت شاقہ۔ مسلسل عمل۔ ارادہ میں پختگی۔ ہمت واستقامت۔ اور اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ اور توکل اس مشکل اور ناممکن کام کو ممکن اور آسان بناسکتا ہے اور بے شمار اور لاتعداد گمراہ افراد کو دوزخ کی مہیب آگ سے نجات دلاسکتا ہے یہ عمل ہر مسلمان پر لازم اور فرض ہے قرآن پاک اس عمل کی اس طرح نشان دہی کرتا ہے۔

"اے میرے [پیارے] بیٹے! صلوٰۃ کو[اس کے تمام فرائض اور تقاضوں کے ساتھ] قائم رکھنا اور فطری و حسین باتوں کی تلقین کرتے رہنا' لیکن غیر فطری اور غیر قرآنی باتوں سے منع کرتے رہنا' اور اس سلسلے میں جو مصائب تم پر ٹوٹیں ، انہیں احسن طریقہ سے برداشت کرنا۔ یہ بلاشبہ بڑی ہمت و عزیمت کے کام ہیں"

[لقمٰن ۳۱ آیت ۱۷]

جہاد بذریعہ ذرائع ابلاغ جدید

جہاد کیا ہے؟ صرف اور صرف بدی کو روکنا اور نیکی کو پھیلانا۔ برائی کے رستہ کو مسدود و محدود کرنا اور اچھائی کے رستہ کو فراخ و وسعت دینا۔ یہ عمل عرصہ دراز سے تسلسل کے ساتھ جاری ہے اور اتنی دیر تک جاری رہے گا کہ جتنی دیر تک کرہ

Marfat.com

ارضی پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم نہ ہو جائے اور اس کے احکام وقوانین نافذ نہ ہو جائیں۔ اب یہ ذمہ داری ان لوگوں کی ہے جو صدق دل اور بغیر ریا کاری اور نیک نیتی سے قرآن وسنتہ کی پیروی بھی کرتے ہیں اور پابندی بھی کرتے ہیں۔ اور کراتے بھی ہیں۔

ارشاد ربانی ہے کہ:

"[نظام اسلام قائم کرنیوالے مسلمانو!] تم احسن امت ہو اورتمہیں بنی نوع انسان کے لئے [رحمت بنا کر] میدان عمل میں لایا گیا ہے تم ان کو معروف یعنی فطری و حسین اور پسندیدہ امور سرانجام دینے یا کام کرنے کی ناصحانہ دعوت بھی دیتے ہو اور حکم بھی' نیز ان کو منکر یعنی غیر فطری و قبیح اور ناپسندیدہ کام کرنے کی ممانعت کرتے ہو' حکیمانہ انداز میں بھی اور حکماً بھی۔ اور اللہ کے احکام و قوانین اور تعلیمات کو عملاً مانتے بھی ہو"

[آل عمران ۳ آیت ۱۱۰ جزو]

برائی کا قلع قمع کرنے کے جتنے بھی طریقے اور راستے دستیاب ہوں انہوں موقع محل کے مطابق استعمال کرنا ہی کامیابی کا راستے ہموار کرتا ہے۔ آجکل جدید ذرائع ابلاغ یعنی الیکٹرانک میڈیا بہت زیادہ ہردلعزیز۔ مقبول اور پسندیدہ ہو چکا ہے اور اس کی مقبولیت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے یہ ان اجزاء پر مشتمل ہے۔

۱۔ ٹیلی ویژن

۲۔ انٹرنیٹ

۳۔ موبائل فون

چھوٹے ہوں یا بڑے۔ بچے ہوں یا بوڑھے۔ عورت ہو یا مرد۔ تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ۔ غریب ہو یا امیر۔ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ۔ معاشرے کا ہر فرد اس کا گرویدہ اور دلدادہ ہو چکا ہے۔ ٹیلی ویژن چونکہ ہر کان اور ہر آنکھ تک باآسانی رسائی رکھتا ہے اور پختہ اور ناپختہ ذہنوں کو براہ راست متاثر کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ اس لئے اس کے پروگراموں کو

Marfat.com

احتیاط اور تدبیر سے ترتیب دے کر غیر اسلامی معاشرہ کو اسلامی معاشرہ کے فوائد اور خوبیوں سے آگاہ کرنا اور اس کے عملی پہلوؤں کو تمثیلی انداز میں اجاگر کرنا نسبتاً بہت آسان ہے۔ جس سے آہستگی اور درستگی سے معاشرتی۔ معاشی اور اخلاقی۔ برائیوں سے نجات حاصل کرنا ممکن ہوسکتا ہے۔ ٹیلی ویژن کو اصلاحی ادارے میں تبدیل کر کے نہایت سرعت سے بے ہنگم انسانی گروہ کو باسلیقہ اور منظم قوم کی شکل دینا مشکل نہیں رہتا۔

جدید ذرائع ابلاغ خاص طور پر انٹرنیٹ۔ فیس بک اور موبائل فون نے باہمی رابطوں کو بہت زیادہ قوت اور تیز رفتاری عنایت کی ہے۔ معلومات کا تبادلہ۔ واقعات سے آگاہی۔ حالات حاضرہ سے باخبری۔ بحث ومباحثہ میں سہولت۔ اور دیگر معاملات پر گہری نظر دنیا کے ہر کونے سے صرف ایک لمحہ کی دوری پر رہ گئے ہیں۔ جن کو استعمال میں لا کر عمل جہاد کو تقویت۔ سرعت۔ وسعت اور اعتماد سے مزین کیا جاسکتا ہے۔ ان سہولتوں سے کما حقہٗ فائدہ اٹھا کر اسلامی معاشرہ کی تجدید۔ تعمیر اور تشکیل نو کی جاسکتی ہے۔

ان مقاصد کی تکمیل صرف ان افراد معاشرہ کے ہاتھوں ہوتی ہے کہ جو اللہ کی رضا و خوشنودی کے طلب گار ہوتے ہیں۔

''بنی نوع انسان میں سے ایسے [اہل آرزو و خشیت] لوگ بھی ہیں۔ جو اللہ کی رضا و خوشنودی کی طلب و آرزو میں اپنے نفس [یعنی قلب و حواس اور جان و جسم] اس کے پاس بیچ ڈالتے ہیں۔ اور اللہ تو ہے ہی اپنے بندوں پر غایت درجہ شفقت و کرم کرنے والا۔

[البقرہ ۲ آیت ۲۰۷]

جہاد کرنے والوں کی فضیلت مندرجہ آیت کریمہ میں بیان ہوئی ہے۔

''[یاد رکھو!] مومنوں میں سے جو لوگ کسی معذوری کے بغیر [جہاد پر جانے کی بجائے] بیٹھے رہتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں اپنے مال و منال اور جسم و جان کے ساتھ جہاد کرنے والوں کے ہم پلہ نہیں ہوسکتے۔ اللہ کی راہ میں اپنے مال و منال اور جسم و جاں کے ساتھ جہاد کرنے والوں

Marfat.com

کو اللہ تعالیٰ نے [جہاد سے گریزاں و ترساں گھروں میں] بیٹھے رہنے
والوں پر درجات میں فضلیت دی ہے۔ بہر حال ' اللہ تعالیٰ سارے کے
سارے مومنوں کو خیر وحسنہ عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ لیکن اللہ
تعالیٰ جہاد سے گریزاں و ترساں رہنے والوں کی بہ نسبت مجاہدین کو
اپنے فضل سے جلیل القدر صلہ دے گا۔"

[النسآ ۴ آیت ۹۵]

وقت کے گذرنے کے ساتھ معاشرہ کے طور طریقے۔ حال واحوال اور انداز کی تبدلی عیاں ہے۔ بہتری اور اصلاح کی خاطر ان تبدیلیوں سے بھر پور فائدہ اٹھانا اور اللہ کے قوانین کو نافذ کرنے کے جدید ذرائع کی مدد سے تگ ودو کرنا عین عبادت ہے۔ کیونکہ یہ زیادہ تیز رفتار۔ موثر اور ہر فرد تک آسان رسائی رکھتا ہے۔ کفر والحاد کے اس پر زور اور مضبوط و طاقتور دور میں جہاں مسلمانوں کو اپنا وجود قائم رکھنا بھی مشکل اور دشوار ہو رہا ہے۔ وہاں اہل نظر و دل کو جدید ذرائع ابلاغ سے بھر پور فائدہ اٹھا کر اپنی کھوئی ہوئی نظریاتی اور عملی زندگی کو مستعد اور بحال کر سکتے ہیں اس طرح اپنی ذلت وخواری اور کمزوری و بدحالی سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور جہاد بذریعہ ذرائع ابلاغ جدید سے کامیابی حاصل کر کے اپنا عزت و وقار بحال کر سکتے ہیں۔

اللہ کی راہ جدو جہد اور تگ ودو کرنے والوں کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر ہے۔

"[ایمان کا یہ اصل الاصول ہمیشہ یاد رکھو کہ] جو اہل ایمان ہیں وہ
اللہ کی راہ میں' اللہ کے مظلوم و محروم حقوق بندوں اور نظام اسلام
کے قیام و تحفظ کی خاطر جہاد یا لڑائی کرتے ہیں، لیکن جو نظام
اسلام کو ماننے سے انکار کرتے ہیں' وہ طاغوت ' یعنی اللہ تعالیٰ کے
نظام اسلام اور اس کے بندوں کے دشمن کی خاطر لڑتے ہیں' لہٰذا
شیطان یا دشمن نظام اسلام و مومنین کے خلاف جہاد بالسیف کرو،
یقین رکھو! شیطان کی عیارانہ چال بودی ہوتی ہے"

[النسآ ۴ آیت ۷۶]

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کو تقویت پہنچانے۔ عوام الناس کو اس کے مطابق زندگی کرنے۔ اسلامی تعلیمات و ہدایات کے مطابق معاشرہ کو استوار کرنے اور اصلاح احوال کی خاطر جدو جہد۔ تگ ودو اور محنت و کوشش یعنی جہاد کرنے کے دوران مجاہدان اسلام کو مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا لازمی ہے اور جوان کا ہمت و جرات سے مقابلہ کرتے ہیں اور اپنے مقصد کے لئے ثابت قدم اور باحوصلہ اور صابر رہتے ہیں تو اللہ ان سے خوش ہوتا ہے۔ اور ایسی خوشی صرف اعلیٰ مقدر والوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں قرآن پاک میں ارشاد ربانی اس طرح ہے

''[غور کے کانوں سے سنو!] بہت سے نبی گزرے ہیں' جن کی معیت میں اللہ والوں یا اللہ کے عاشقوں نے [دشمنان حق سے] جہاد بالسیف کیا' یعنی جنگ کی۔ اور اللہ کی راہ میں ان پر مصیبتیں بھی پڑیں تو انہوں نے نہ ہمت ہاری ' نہ کمزوری دکھائی اور نہ ہار ہی مانی۔[یاد رکھو!] اللہ قوت برداشت رکھنے اور حوصلہ مندی و جرات سے ثابت قدم رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے [اور ان کو نصرت وفتح سے نوازتا ہے]''

[آل عمران ۳ آیت ۱۴۶]

جہاد بذریعہ مال و منال

جس طرح دنیاوی زندگی کو رواں دواں رکھنے کی خاطر مال و دولت ایک اہم اور لازمی ذریعہ ہے۔ اسی طرح

دین اسلام کے تحفظ

اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے بچاؤ

مسلمانوں کو سرطانی اداروں کی محکومی و غلامی سے نجات

فتنہ وفساد اور بدنظمی کے خاتمے

غربا۔ مظلوم و مقہور لوگوں کو معاشرتی و معاشی استحصال سے بچانے

اور دین اسلام کے پیروکاروں کی ترقی۔ فلاح و بہبود اور حفاظت۔ امن و امان اور پرسکون زندگی کے لئے جہاد

Marfat.com

بذریعہ مال ومنال بھی مسلمانوں کے ایمان کا ضروری جزو ہے۔

اسی لئے اہل ایمان کو اللہ رب العزت نے اس طرح آگاہ کر رکھا ہے کہ

"اے اہل ایمان! کیا میں تمہارے لئے اس سچی تجارت کی نشاندہی کردوں۔ جو تمہیں اذیت ناک عذاب [دکھوں] سے نجات دلا دے؟ [اور وہ یہ ہے کہ]"

" تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ' اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و منال اور جسم و جان سے جہاد کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لئے بہتر اور موجب خیرو حسنہ ہے [بہت معمولی سی چیز دے کر آخرت کی ابدی راحتیں خرید رہے ہو' اس سے بڑی کامیابی کیا ہوگی!]

[الصّف ۶۱ آیات ۱۰'۱۱]

اس حقیقت سے سب کو آگاہی ہے۔ کہ دنیاوی زندگی گزارتے ہوئے انسان کو اولاد' مال و دولت' خوبصورت عمارتیں' مویشی اور دوسرا سامان عیش عشرت بہت زیادہ پسند ہے اور اس کی حرص اور لالچ میں بتدریج اضافہ ہوتا رہتا ہے اور بخل بڑھتا رہتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ مال و دولت خرچ کرنے سے گھبراتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے انکار کا مرتکب ہوجاتا ہے۔ جو اس کیلئے باعث ندامت اور عذاب بن جاتا ہے۔

"[میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم] اعلان کردیں کہ [اے مومنو!] اگر تمہارے باپ ' دادا تمہارے بیٹے' پوتے تمہارے بھائی ' بہن ' تمہاری بیویاں اور تمہارے اعزہ و اقارب اور مال و منال جو تم کماتے ہو۔ اور کاروبار جس کے ماند پڑجانے کا تمہیں خوف رہتا ہے' نیز تمہارے وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ' اس کے رسول' اور اس کی راہ میں جہاد کرنیکی بہ نسبت تمہیں زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ [کے قانون مجازات] کا فیصلہ ظہور میں آجائے اور [یاد رکھو کہ] اللہ تعالیٰ [کا قانون احترام آرزو] عہد شکنی کرنے والوں کو راہ راست پر

Marfat.com

نہیں لگاتا[کیونکہ انہیں اس کی طلب و آرزو نہیں ہوتی]۔

[التوبہ۹ آیت۲۴]

مال ومنال سے جہاد کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان اس طرح ہے۔

''حقیقت میں مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ[اعظم و آخر] پر ایمان لائے' پھر انہوں نے[ایمانیات یا قرآن کے معتقدات جلیلہ و محرکہ میں] قطعاً کوئی شک و شبہ نہ کیا ' اور اپنے مال و منال اور جسم و جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔[واقعہ یہ ہے کہ] یہی لوگ سچے [اہل صدق] ہیں۔

[الحجرات۴۹ آیت۱۵]

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان کے ساتھ جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یعنی اس کے قانون مکافات عمل اور قانون فضل و انعام کی رو سے ان کے مدارج ارفع واعلیٰ ہیں' نیز وہی کامیاب و فائز المرام ہیں''

[التوبہ۹ آیت۲۰]

''اے لوگو جو ایمان لا کر اسلام میں داخل ہوئے ہو! اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی آرزو و جستجو کرتے اور ضلالت یا گمراہی سے ڈرتے رہو؛ اور اس کے قرب کی طلب وسعی کرتے رہو ' نیز اس کی راہ میں 'یعنی اس کے نظام حیات کلی کے استحکام و تحفظ کے لئے سعی و جہد[جہاد] کرتے رہو تا کہ تم دینوی و اخروی حسنہ پاؤ ''

[المائدہ۵ آیت۳۵]

بے شک جدو جہد یہ حق دین اسلام میں وجودانسانی اوراس کی منصوبہ بندی۔ تدابیراور ذہنی وجسمانی کاوشوں کو اولین حیثیت حاصل ہے لیکن دور جدید میں جہاد یا جنگ میں کامیابی کا انحصار متعدد جہدوں کا مرہون منت ہے مثلاً

Marfat.com

۱۔ جدید ترین اور وافر مقدار میں سامان حرب کی دستیابی

۲۔ تربیت یافتہ افرادی قوت کی موجودگی

۳۔ ذرائع آمدورفت کا جدید اور تیز رفتار نظام

۴۔ خبر رسانی اور سراغ رسانی کا قابل اعتماد جدید ترین اور تیز رفتار نظام

۵۔ قوم کی مکمل اور بے لوث تائید وحمایت

۶۔ ذرائع ابلاغ کی مکمل اور بامقصد تائید وحمایت

۷۔ تربیت یافتہ اور منظم شہری دفاع

۸۔ ایمونیشن۔ پی۔ او۔ ایل اور خوراک کی بروقت۔ قابل اعتماد اور تیزی سے بہم رسانی۔

تربیت یافتہ افرادی قوت جہاد یا گرم جنگ کا مستعد۔ اور سرگرم رکن ہوتی ہے لیکن مندرجہ بالا شعبہ ہائے حرب و ضرب کے بغیر یہ نامکمل اور ادھورا رہتا ہے۔ اور جن اہم جنگی یا جہادی شعبوں کا ذکر ہوا ہے ان کی منصوبہ بندی۔ کرنے۔ تربیت دینے اور عملی تجربہ سے گزارنے کیلئے ایک طویل مدت اور کٹھن۔ مشکل اور انتھک محنت کے علاوہ کثیر مال و دولت درکار ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے بار بار اہل ایمان کو تلقین کر رکھی ہے کہ اس نیک مقصد کے لئے ہر وقت اور کھڑی تیار رہیں تاکہ دشمن بے خبری میں اچانک وار کر کے نقصان نہ پہنچا سکیں۔

اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ

”اور [مسلمانو!] دشمنوں کے مقابلے کیلئے جہاں تک تمہارے بس میں ہو' تم قوت یعنی ہتھیار خصوصاً دور مار ہتھیار' اور سرحدوں کی حفاظت کیلئے مضبوط گھوڑے [لیکن اب بہترین ذرائع نقل و حرکت] تیار رکھو اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ[کے نظام حیات کلی] کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر اپنی دھاک بٹھائے رکھو! نیز ان کے علاوہ دشمنوں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

یاد رکھو! اللہ کی راہ میں جو بھی [مال و منال وغیرہ وغیرہ] خرچ کرو

Marfat.com

گے' اس کا صلہ تمہیں پورا پورا ادا کردیا جائے گا۔ اور تم کسی طرح بھی گھاٹے میں نہیں رہو گے"

[الانفعال ۸ آیت ۶۰]

مزید فرمایا گیا کہ

"اے [میرے] نبی ﷺ! مومنین کو [جارحیت پسند دشمنوں کے خلاف] جہاد بالسیف کا شوق دلاؤ"

[الانفعال ۸ آیت ۶۵ جزو]

جن شعبوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو ساز و سامان سے لیس کرنا ضروری اشیاء مہیا کرنا۔ آراستہ کرنا۔ رخت سفر کا بندوبست کرنا۔ مال و دولت کے بغیر ممکن نہیں۔ اسے ممکن بنانے کے لئے تمام مسلمانوں خصوصاً اہل ثروت کو بار بار جہاد بذریعہ مال و منال میں شامل ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

"مومنو! جہاد کے لئے نکلو؛ سبک بار ہو یا گراں بار' یعنی خواہ سامان حرب سے کم لیس ہو یا پوری طرح۔ بہر حال' اللہ تعالیٰ کی راہ میں' یعنی اس کے نظام حیات کلی کی بقاء و استحکام کے لئے اپنے مال و منال اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ اگر تمہیں [جہاد کی افادی اقدار کا] علم الیقین ہو تو تمہارے لئے احسن و افضل ہے"

[التوبہ ۹ آیت ۴۱]

جہاد بذریعہ قرآن۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

"یاد رکھنا! کبھی کافروں کی باتوں میں آکر ان کا کہا نہ ماننا۔ بلکہ ان کے ساتھ قرآن کے احکام کے مطابق جہاد کرنا' اور اپنے پورے وسائل اور قوت و توانائی کے ساتھ شدید جنگ کرنا۔"

Marfat.com

[الفرقان ۲۵ آیت ۵۲]

اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ کافروں کے ورغلانے۔ بہکانے۔ پھسلانے اور دھوکہ دہی اور فریب کاری سے تمہیں اپنے مقصد اولیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے کے لئے جدوجہد یعنی جہاد کو ترک نہ کر دینا بلکہ قرآن حکیم و مجید کی راہنمائی میں اللہ تعالیٰ اور اپنے دشمنوں کے خلاف سرتوڑ کوشش جاری رکھنا۔ اور اس عمل میں قطعاً کمزوری اور بزدلی نہ دکھانا۔ اس آیت وکریمہ کو مندرجہ ذیل آیت جلیلہ سے ملا کر اس اہم اور انتہائی لازمی عمل کو اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنالینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

"[مسلمانو!] اللہ کی راہ میں ایسی سعی و جہد یعنی جہاد کرو جیسا سعی و جہد جہاد کرنے کا حق ہے یعنی نظام اسلام کے قیام و بقا کے لئے تن، من، دھن کے ساتھ حتی المقدور مساحی جمیلہ کرنا تم پر لازم ہے۔ [اس لئے کہ] اس کام کیلئے اس نے تمہیں منتخب کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ دین یا اپنے نظام حیات کلی کے معاملے میں تم پر بار گراں نہیں ڈالتا یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے۔ اس [اللہ] نے پہلی کتابوں میں بھی تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تا کہ پیغمبر آخر ﷺ تمہارے معلم بنیں اور تم بنی نوع انسان کے معلم بنو۔ چنانچہ تم نظام صلوٰۃ قائم کرو اور زکوٰۃ کا نظام بھی قائم کرو؛ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ [قرآن مجید کے وسیلے سے] اپنا رابطہ استوار رکھو! وہی تمہارا مولیٰ' یعنی دوست و سرپرست ہے۔ دیکھو! وہ کتنا حسین سرپرست اور کتنا حسین مددگار ہے"

[حج ۲۲ آیت ۷۸]

اس روایت سے سب لوگ پوری طرح آگاہ ہیں کہ کرہ ارضی پر تمام ممالک کا نظام حکومت۔ حکومتی ادارے یعنی مقننہ۔ انتظامیہ۔ عدلیہ وغیرہ ملکی آئین کے مطابق عمل پیرا رہتے ہیں۔ کوئی فرد۔ یا ادارہ اگر ملکی آئین سے انحراف کرے۔ یا اس کے مطابق کام نہ کرے۔ یا اس کی دانستہ یا نادانستہ خلاف ورزی کا مرتکب ہو تو وہ ملکی قوانین کے مطابق سزا کا مستحق

Marfat.com

ٹھہرتا ہے۔ یہ کائنات رب عظیم وکبیر کی ملکیت ہے۔ اس ملکیت میں اس کا کوئی قطعاً حصہ دار یا شریک نہیں ہے۔ اور وہ واحد اس مملکت کا حکمران ہے۔ عام ملکوں کی طرح اس مملکت کا انتظام و انصرام بھی ایک آئین کے تحت کیا جاتا رہا ہے یہ آئین قرآن پاک کی صورت اب موجود ہے جس کی پابندی یا زندگی کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کی خلاف ورزی کرنے والا قابل سزا قرار پاتا ہے۔

مملکت ربانی کا آئین تحریری طور پر قرآن پاک کی صورت دستیاب ہے لہٰذا اس سلطنت کے ہر رہائشی پر فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی اس آئین کے مطابق بسر کرے ورنہ اس کے خلاف، جہاد لازم ہو جاتا ہے۔

اس آئین کے بارے فرمان الٰہی ہے کہ یہ

''یہ بلاشبہ نہایت معزز و کرم نواز اور حسین و عالی مرتبت قرآن [بار بار اور کثرت سے پڑھنے کی شے] ہے [اور باطنی علوم کا آئینہ دار ہے]''

[الواقعة ۵۶ آیت ۷۷]

''اور یہ ہمارے پاس اُم الکتاب [لوح محفوظ] میں محفوظ ہے جو عالی مرتبت مخزنِ حکمت ہے''

[الزخرف ۴۳ آیت ۴]

''بلکہ قرآن' عظیم و ستودہ صفات ہے''

[البروج ۸۵ آیت ۲۱]

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو ذکر یعنی [اس کی سورتوں' آیتوں اور احکام و تعلیمات کو یاد کرنے اور رکھنے' اور سمجھنے' نیز ان سے پند و نصائح حاصل کرنے] کے لئے آسان بنا دیا ہے۔ تو پھر ہے کوئی جو اسے یاد کرے' رکھے' سوچے' سمجھے اور نصیحت قبول کرے؟

[القمر ۵۴ آیت ۱۷]

الف۔لم۔را [ہمارے نبی ﷺ!] ہم نے آپ پر یہ قرآن جو ایک کتاب ہے [بذریعہ وحی] نازل کیا ہے' تاکہ آپ بنی نوع انسان کو ان کے پرودگار

Marfat.com

و آقا کے احکام کے مطابق[کفر وشرک اور فتنہ و فساد کے] اندھیروں سے نکال کر[ایمان و توحید اورامن و سلامتی کے نظام اسلام کی]روشنی میں لائیں، غلبہ وقوت کے مالک بالذات ۔ جمیل و جلیل اور ستودہ بالذات کے راستے کی طرف[جو جنت کی راہ راست یا راہ مستقیم ہے]

[ابراہیم ۱۴ آیت ۱]

ان آیات مقدسہ میں دنیاوی زندگی کے خدوخال کی نشاندہی کردی گئی ہے جس پر عمل پیرا ہونے کے لئے جدو جہد۔تگ ودو یا جہاد کا راستہ اپنانا ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

اگر گردوپیش پر نظر دوڑائی جائے یا ماحول کا بہ غور اور غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتے دیر نہیں لگتی کہ انسان ۔انسانیت اور دین اسلام کی ترقی ۔فلاح و بہبود اور خالق کائنات کے احکامات کی پیروی کرنے میں درج ذیل قوتیں حائل ورکاوٹ ہیں جن کو دور کئے بغیر کرہ ارضی پر اللہ تعالیٰ کی حکمرانی کا نفاذ اور بنی نوع انسانوں کو صراط مستقیم پر چلانا ممکن نہیں۔

۱۔ نفس امارّہ کا غلبہ اور شیطانی وسوسہ انگیزی

۲۔ اندرونی سرطانی اداروں کی حکمرانی اور غیر اسلامی قوانین کا نفاذ

۳۔ بیرونی دشمنوں کا خطرہ جارحیت اور غیر اسلامی یلغار

مندرجہ بالا محاذوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے تمام دنیاوی ذرائع سمیت قومی حمیت ۔جذبہ ایمانی ۔ملی وحدت ۔تقویٰ ربانی ۔جرات وہمت ۔صبرو استقامت ۔یقین محکم ۔مستقل مزاجی ۔قوت برداشت ۔اور دوسری صفات حمیدہ کو مجتمع کرنے سے سعی وجہد یا جہاد کو تقویت ملتی ہے اور کامیابی یقینی ہوجاتی ہے۔

یہاں اس وضاحت کی اشد ضرورت ہے کہ یہ سارا عمل کسی ذاتی یا دنیاوی غرض کی بنیاد یا لالچ پر نہ ہو بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کی خاطر ہو۔دین اسلام کی سربلندی ۔امت مسلمہ کے وقار اور اسلامی معاشرہ کے قیام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا سبب بنے۔

قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ:

Marfat.com

''یاد رکھو! جو شخص [اللہ کے قرب و رضوان کے لئے] جدو جہد یا جہاد [یعنی مجائدہ] کرتا ہے۔ وہ دراصل اپنے ہی نفس [یا ذاتی فائدے] کے لئے کرتا ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے وہ تمام اقوام عالم [کی عبادت و ریاضت] سے بے نیاز ہے''

[العنکبوت۲۹ آیت۶]

یہ آیت مقدسہ اس جانب اشارہ کررہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کرنا ہر مجاہد کے اپنے ذاتی فائدہ میں ہے کیونکہ:

۱۔ جس معاشرہ میں وہ زندگی کررہا ہے۔ اگر وہ غیر اسلامی یا وہاں فاسقون کی حکمرانی ہے۔ یا وہاں فتنہ وفساد برپا رہتا ہے اور امن وامان مفقود ہے تو اس کی اپنی زندگی۔ اہل خانہ اور عزیز واقارب کی زندگی نہ محفوظ رہے گی اور نہ پرُامن۔

۲۔ اگر ملک پر غیر مسلم یا کافر حکمرانی کررہے ہیں تو وہاں وہ غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور رہیں گے وہ آزادی سے نہ تو اپنی روایات کے مطابق بسر اوقات کرسکیں گے۔ اور نہ ہی اپنی عبادات اور نہ اسلامی طرز زندگی کے مطابق رہ سکیں گے۔

۳۔ اگر ریاست میں فرعونی طرز حکومت کا اقتدار ہوگا تو عزت نفس کا محفوظ رہنا مشکل ہوگا۔ اہل ایمان کو بے غیرتی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ اصناف جمیلہ کی عزت و ناموس غیر محفوظ ہوجائے گی۔ تعلیم وتربیت کافرانہ ہوجائے گی۔ اہل اسلام وحمیت گھٹیا درجے کے شہری قرار پائیں گے۔ کاروبار اور مالی و دولت حکمرانوں کے پسندیدہ لوگوں کے قبضہ میں چلا جائے گا اور دین کے دلدادہ غربت ومفلسی میں وقت گزاریں گے۔

لہٰذا جہاد فی سبیل اللہ اللہ تعالیٰ پر احسان نہیں بلکہ مجاہد کے ہر طرح کے فائدہ میں ہے۔ اور اس پر قوتِ ایمانی سے قائم رہنا ضروری ہے اور قرآن پاک میں دیئے گئے قوانین واحکام اور تعلیمات وہدایات کو پیش نظر رکھ کر تمام ذرائع کو مجتمع کر کے دشمنان اسلام سے معاشرہ کی صفائی وطہارت کرنا فریضہ اولیٰ بن جاتا ہے جس پر کاربند رہنا ہر مسلمان پر فرض

Marfat.com

ہے۔

''بے شک اللہ ان کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں''

[الصّف ۶۱ آیت ۴]

جہاد بذریعہ قوت

تمام منفی رویوں۔ اعمال اور سوچوں کے تدارک کے لئے تمام ممکن ذرائع یعنی جہاد بذریعہ نطق۔ قلم۔ جدید ذرائع ابلاغ۔ مال و دولت وغیرہ کے استعمال کے باوجود جب امن و امان مفقود رہے۔ دنگا فساد ملک بھر میں برپا رہے۔ ظلم و تشدد جاری رہے۔ قتل و غارت موجود رہے۔ بد دیانتی۔ دروغ گوئی۔ منافقت و ریاکاری عروج پر رہے۔ جرم و گناہ۔ شرک و اکابر پرستی۔ سودخوری اور استحصال پوری قوت سے بڑھتا رہے جنس فروش۔ ضمیر فروشی۔ نطق اور قلم فروشی قائم رہے معاشی ناہمواری شدید سے شدید تر ہوتی رہے۔ کافرانہ جارحیت اور مسلم علاقوں پر ناجائز قبضہ قائم رہے تو ان اور ان جیسے دوسرے جرائم کا قلع قمع کرنے اور ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ رحمٰن رحیم نے جہاد بذریعہ قوت کی اجازت دے رکھی ہے کیونکہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور حکم اس طرح ہے کہ۔

''[مسلمانو! اب] تم پر [اللہ کی راہ میں لڑنا] فرض کردیا گیا ہے اور یہ [اس وقت افرادی قوت اور سامان حرب و ضرب کی قلت کی بنا پر] تم پر بارِ گراں ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ ایک چیز کو تم مضرت و ساں سمجھ کر نفرت کرو اور وہ تمہارے لئے سود مند ہو۔ اور ایک شے کو تم سود مند اور محبوب سمجھو لیکن وہ تمہارے حق میں ضرر رساں ہو۔ یہ راز اللہ تو جانتا ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے [اس لئے کہ تم غیب کی باتیں نہیں جانتے]

[البقرہ ۲ آیت ۲۵۶]

مندرجہ ذیل آیت قرآنی میں جہاد کیلئے مزید تلقین کی جارہی ہے۔

Marfat.com

''اور[اس واقفیت سے عبرت پکڑو اور وقت آپڑے تو بلا خوف وخطر]
اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو اور اس حقیقت کو سمجھ کر تسلیم
بالیقین کرلو کہ اللہ سب کچھ سننے والا ۔ کل احوال و ظروف اور
موجودات کا علم رکھنے والا ہے''

[البقرہ۲ آیت۲۴۴]

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں تذبذب اور شک وشبہ کو ترک کر کے وقت آنے پر یا ضرورت پڑنے پر فوراً اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے جہاد پر نکلنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

مندرجہ ذیل آیات کریمہ میں ظلم وفساد کے سد باب اور مظلوم اور بے کس افراد ملت کو نجات دلانے کے لئے بھی جہاد کی تلقین کی جارہی ہے۔

''جن مسلمانوں پر زبردستی جنگ ٹھونسی جارہی ہے انہیں بھی
دفاعی جنگ کرنیکی اس لئے رخصت دی جاتی ہے ۔ کہ ان پر ظلم کیا
گیا ہے۔ دیکھو! اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے''

[الحج ۲۲ آیت ۳۹]

''تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے [خاص کر] ان
بے یارو مددگار مردوں' عورتوں او ر بچوں کی خاطر' جو فریا د کرتے
رہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار و آقا! ہمیں اس شہر سے ' جس کے رہنے
والے ظالم ' یعنی ستمگر اور غاصب حقوق انسانی ہیں۔ نکال کر لے جا'
اور اپنی رحمت سے ہمارا کوئی حامی و معاون بنا دے؛ اور اپنی رحمت
سے ہمارا کوئی مددگار بھیج دے ''

[النساء۴ آیت ۷۵]

مزید فرمایا گیا کہ

''......جو شخص تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کرسکتے

Marfat.com

ہو' لیکن اسی قدر جس قدر اس نے تم پر زیادتی کی ہو اللہ کی رحمت و مغفرت اور نصرت و ہدایت کی طلب و جستجو کرتے رہو۔ اور اس کے قانون مجازات سے ڈرتے رہو۔ یقین رکھو کہ اللہ آرزوو خشیت [متقیوں] کا حامی و ناصر ہے"

[البقرہ۲ آیت ۱۹۴]

جہاد کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ مومنو کی اس طرح راہنمائی فرما رہا ہے۔

"......اور ہم نے لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے۔ اور لوگوں کے لئے بہت سے فائدے ہیں یہ اس لئے کیا گیا ہے ۔ کہ اللہ جان لے کہ کون اس کو دیکھے بغیر اس کی اور اس کے رسولوںؑ کی مدد کرتا ہے یقینا اللہ تعالیٰ انتہائی قوت والا سب پر غلبہ رکھنے ولا ہے"

[الحدید۵۷ آیت ۲۵ جزو]

"...... نیز تمہارے لئے ایسی پوشاکیں بنائیں جو تمہیں گرمی یا لو کی شدت سے بچاتی ہیں۔ اور ایسی زرئیں بھی جو جنگ میں تمہیں [ہتھیاروں کی ضرب سے] محفوظ رکھتی ہیں۔ اس طرح وہ تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کرتا ہے ۔ تا کہ تم اس کے بندگان تسلیم و رضا بن جاؤ۔

[النحل۱۶ آیت ۸۱ جزو]

یہاں لوہے کا ذکر حفاظت ترغیب اور جنگی قوت کے طور پر کیا گیا ہے تا کہ مجاہد اس کے استعمال سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

"مومنو! [جہاد کیلئے نکلنے سے پہلے] حفظ ماتقدم کا سامان [یعنی ہتھیار وغیرہ] کرلیا کرو۔ پھر [صورت حال کے مطابق] دستوں کی شکل میں پیش قدمی کرو یا جمعیت کی صورت میں [کوئی حرج نہیں]

Marfat.com

[النساء۴ آیت ۷۱]

جہاد کے حوالے سے مزید ہدایات درج ذیل آیت جلیلہ میں دی گئی ہیں۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ یعنی نظام اسلام میں داخل ہوئے ہو![مشکلات اور نامساعد احوال و ظروف میں] صبر یعنی ثابت قدمی و استقامت اور استقلال و قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے رہنا اور دوسروں کو بھی ثابت قدمی اور استقامت کا مظاہرہ کرنے کی زبانی و عملی تلقین کرتے رہنا؛ نیز اپنے دفاع کے لئے باہم ربط و ضبط رکھنا اور اللہ کے قرب و رضوان کی طلب و جستجو کرتے اور اس کے قانون مکافات عمل سے ڈرتے رہنا۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ تم مشکلات پر قابو پا کر ترقی و کامیابی حاصل کرو"

[آل عمران۳ آیت ۲۰۰]

اس سلسلے میں مزید تاکید درج ذیل آیت کریمہ میں کی گئی ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب[دشمن کے] کسی فوجی دستے سے تمہارا مقابلہ ہوجائے تو[ہر حال میں] ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ [کے قوانین صبر و نصرت] کو مسلسل یاد کرتے رہو۔ تا کہ [تمہارے دلوں میں شمع امید روشن رہے اور] تم کامیاب ہوجاؤ"

[الانفعال۸ آیت ۴۵]

مسلمانوں کولڑائی یعنی جہاد کے طور طریقوں سے آگاہ کیا جارہا ہے تا کہ دین اسلام کے فطرتی خدوخال کواجاگر کیا جاسکے خواہ امن کا زمانہ ہو یا جنگ وجدل کا۔

"[مسلمانو!] جو لوگ تم سے لڑیں[تمہیں اجازت ہے کہ] تم بھی ان سے لڑو' مگر اللہ کی راہ میں یعنی اپنے یا مظلوموں کے انسانی حقوق کی خاطر اللہ کے قوانین و احکام کے مطابق لڑائی کرنا' اور ان سے تجاوز نہ

Marfat.com

کرنا اور نہ دشمنوں سے زیادتی کرنا' کیونکہ اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے یا زیادتی کرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا''

[البقرہ۲ آیت ۱۹۰]

''اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ و فساد کا قلع قمع ہوجائے اور اللہ کا نظام حیات کلی کامل طور پر قائم ہو جائے۔ اگر وہ اس فطری نظام زندگی میں برہمی و انتشار پھیلانے سے باز آجائیں [تو ان سے تعرض نہ کرو] چڑھائی صرف ظلم کرنے' یعنی فتنہ و فساد اور جارحیت کرنے والوں پر کرنی چاہیے''

[البقرہ۲ آیت ۱۹۳]

مزید ہدایت اس طرح ہے کہ

''اور ان [جارحیت کرنے والوں] کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ اور ان کو وہاں سے نکال باہر کرو' جہاں سے انہوں نے تمہیں نکال باہر کیا تھا [جنگ و جلاوطنی بلاشبہ بُری چیز ہے] لیکن فطری نظام زندگی میں انتشار پھیلانا قتل و خونریزی کی بہ نسبت حد درجہ بڑھ کر ظلم ہے''

[البقرہ۲ آیت ۱۹۱ جزو]

''پس [اے مسلمانو!] جب ان کافروں سے تمہاری مڈ بھیڑ ہو تو ان کی گردنیں اڑا دو' یہاں تک کہ جب ان کو اچھی طرح کچل ڈالو تو ان کو مضبوطی سے باندھ لو۔ پھر اس کے بعد [جنگی قیدیوں کو] احسان کرکے رہا کردینا چاہیے یا کچھ فدیہ یا معاوضہ لے کر' [اور یہ قید و بند کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا جائے] تاآنکہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے' یعنی جنگ موقوف ہوجائے۔ یہ [حکم] اس طرح ہے۔[اسے ذہن نشین کر لو اور بجا لاؤ] اگر اللہ [اپنے قانون مشیت و تدبیری کے مطابق] چاہتا تو

Marfat.com

خود ہی ان سے نمٹ لیتا۔[یہ طریقہ اس نے اس لئے اختیار کیا ہے] تا کہ تم لوگوں کو[اپنے قانون ابتلاء کی روسے] ایک دوسرے کے ذریعے سے آزمائے ۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں گے' اللہ ان کے [حسین] اعمال کو ہرگز ضائع نہ کرے گا[بلکہ انہیں اپنے قانون انعام و فضل سے خوب نوازے گا]"

[محمد ﷺ ۴۷ آیت ۴]

"پس تم ہمت نہ ہارو] اور کافروں سے مرعوب نہ ہو جاؤ] اور [دب کر خود] صلع کی درخواست نہ کرو' [بالآخر] تم ہی غالب آؤ گے اور [یقینا] اللہ تمہارے ساتھ ہے[وہ تمہارا رفیق و کارساز اور حامی و ناصر ہے] وہ ہر گز تمہارے اعمال[کا اجر]کم نہ کرے گا [تم کو تمہارے حصہ سے زیادہ دنیا میں اور تصور سے زیادہ آخرت میں دے گا]

[محمد ﷺ ۴۷ آیت ۳۵]

جہاد کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں بے شمار انعام و کرام اور نعمتوں کا بندوبست کر رکھا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے۔

"جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان کے ساتھ جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یعنی اس کے قانون مکافات عمل اور قانون فضل و انعام کی رو سے ان کے مدارج ارفع و اعلیٰ ہیں۔ نیز وہی کامیاب و فائز المرام ہیں"

" ان کا پروردگار و آقا خود ان کو اپنی رحمت ورضا اور باغات بہشت کی خوشخبری دیتا ہے' جہاں ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہوں گی"

"وہ ان جنتوں میں ابدالاد تک رہیں گے۔ یقینا اللہ تعالیٰ کے پاس[ان کے حسین اعمال کا] عظیم الشان صلہ ہے"

Marfat.com

[التوبۃ ۹ آیات ۲۰ سے ۲۲]

"اور ان [مسلمانوں] کو جو اللہ کی راہ میں قتل یا شہید کئے گئے مردے نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں' لیکن تم ان کی مائیت و حقیقت کو نہیں سمجھتے"

[البقرہ ۲ آیت ۱۵۴]

"جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوجاتے ہیں۔انہیں مردہ خیال نہ کرو۔ بلکہ وہ زندہ جاوید ہوجاتے ہیں اور انہیں اپنے پروردگار و مالک سے نعمتیں ملتی رہتی ہیں"

[البقرہ ۲ آیت ۱۶۹]

اللہ رب العزت کے احکامات کی تعمیل اور پابندی۔اس کی فرماں برداری اوراس کے حضور ہر قسم کی قربانی کی اعلیٰ ترین اور بے لوث ادائیگی کی بہترین مثال جہاد ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اللہ کے حضور قربان ہونے پر رضامندی فرماں داری کی معراج اور میدان کربلا میں برائی کے خلاف جہاد انسانیت کی زندگی میں اکیلی اور یکتا مثالیں ہیں جن کا کوئی نعم البدل موجود نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

10

حقوق

حقوقِ والدین:

مٹی کو مختلف مراحل سے گزار کر اللہ خالق کائنات نے انسان کو تخلیق کیا اور اس میں اپنی روح داخل کر کے اس کی تکمیل کر دی۔ تخلیق اتنی معیاری اور مکمل تھی کہ صدیاں گزرنے کے باوجود اس میں ردوبدل یا تبدیلی کی قطعاً کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

بعد ازاں یہ تخلیقی عمل ماں باپ کی وساطت سے جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت کے وقوع پذیر ہونے تک تسلسل سے جاری رہے گا۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ کسی انسان کے لئے اس کے ماں باپ مجازی خالق کا درجہ رکھتے ہیں ظاہر ہے خالق کوئی بھی ہو اس کی پیدا کی ہوئی چیز کا فرض ہے کہ وہ اس کی فرمانبرداری کرے۔ اس کی تابعداری کرے اور اپنی ہمت کے مطابق اس کی خدمت کرے اور اس کے ہر حکم کو خلوص نیت سے بجا لائے۔

Marfat.com

ماں باپ اولاد کی پیدائش کے حوالے سے جو تکالیف اور مصائب برداشت کرتے ہیں اور اس کی پرورش پر جو محنت ومشقت اور تگ و دو کرتے ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اولاد کو بہت سے احکام وہدایات کا پابند کر رکھا ہے تاکہ اپنے والدین کا کسی حد تک ہی بدلہ چکا سکے کیونکہ ماں باپ کے احسانات کا بدلہ چکانا عملی طور پر اولاد کے بس میں نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کے حق کی ادائیگی اور اولاد کو نصیحت اور ہدایت کے لئے قرآن مجید وحکیم میں بہت سی آیات نازل کی ہیں تاکہ انسان ان کی پیروی کر کے اپنے مستقبل کو روشن کر سکے او ساتھ ہی اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور ان کے سکون قلب کا باعث بن سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی پاسکے۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ:

”ان سے کہیے: آؤ میں تمہیں [قرآن حکیم سے پڑھ کر] بتاؤں کہ تمہارے پروردگار و آقا نے تم پر کیا پابندیاں لگائی ہیں؛ یہ کہ اسکی ذات و صفات! احکام و قوانین اور امور حکمرانی میں کسی اور کو اس کا شرک و سہیم اور معاون سمجھنا، نہ بنانا۔ لیکن اپنے ماں باپ سے احسن طریقے سے مالی تعاون کرنا کہ وہ خوش رہیں۔

[الانعام ۶ آیت ۱۵۱ جزو]

والدین سے حسن سلوک کے حکم کو درج ذیل آیت کریمہ میں سے اس طرح دہرایا گیا ہے۔

”دیکھو! ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ (مالی تعاون و حُسن سلوک کرنے کا) تاکیدی حکم دیا ہے۔ اُس کی ماں اُسے اپنے شکم میں تکلیف و نقاہت کے ساتھ اُٹھائے رکھتی ہے (پھر وہ اُس کو دودھ پلاتی ہے اور آخرکار) دو برس میں اُس کا دودھ چھڑانا ہوتاہے۔ (اے انسان!) ہم نے تجھے اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا اس لئے حکم دیا ہے کہ تاکہ تو میرا اور اپنے والدین کا شکر بجا لائے۔ بالآخر تم نے میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔“

[لقمٰن ۳۱ آیت ۱۴]

Marfat.com

مندرجہ بالا آیات سے والدین کی فرماں برداری اور حُسنِ سلوک کرنے کی اہمیت کا احساس اس حقیقت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی فرماں برداری کرنے کے فوراً بعد حکم دیا ہے کہ والدین کی تابعداری کرو۔ اس سلسلے میں مزید حکم ہے کہ:

''دیکھو! ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی ما ں نے اُسے تکلیف سے [اپنے پیٹ میں] اٹھائے رکھا اور تکلیف سے جنا اور اس کا حمل میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ تک ہے....''

[الاحقاف ۴۶ آیت ۱۵ جزو]

ایک عام مشاہدہ اس طرح ہے کہ جتنی دیر تک کوئی فرد کم عمر کا ہوتا ہے یا اپنی بھرپور جوانی کو نہیں پہنچ جاتا اور برسرروزگار نہیں ہوتا یعنی وہ کلی طور پر اپنی بسر اوقات اور ضروریات کے لئے اپنے والدین کا محتاج رہتا ہے تو عموماً اس کا رویہ بہتر اور قابل قبول رہتا ہے سوائے ان چند بدبختوں کے کہ جن کی تربیت چند ناموافق حالات کی بنا پر درست انداز میں نہیں ہو پاتی ۔ درحقیقت نوجوانوں کی آزمائش اس وقت سے شروع ہوتی ہے کہ جب وہ برسرروزگار ہو جاتے ہیں اور ازدواجی بندھن میں جکڑے جاتے ہیں تو انکی توجہ۔ ان کی مصروفیات ۔ ان کے اخراجات ولوازمات تقسیم ہو جاتے ہیں تو والدین کی جانب ان کے رویہ میں تبدیلی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے ۔ بعدازاں بچوں کی آمد۔ ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی وجہ سے اس کا مالی بوجھ بہت زیادہ بڑھ جانے سے والدین کی طرف توجہ میں بہت زیادہ کمی واقع ہو جانا ایک روایتی عمل ہے اور اگر والدین اپنے بڑھاپے اور عمر رسیدگی کی بنا پر کمانے کے قابل نہ رہے ہوں تو اولاد کو مزید بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے جس سے اولاد کے رویہ میں منفی تبدیلی آجاتی ہے اور یہی وہ موقعہ ہے کہ جب اولاد کی حقیقی آزمائش شروع ہوتی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے متنبہ کرنے اور اولاد کو اپنے فرائض بجانب والدین کی پرزور اور موثر انداز میں مندرجہ آیات کے ذریعے یاددہانی کرائی ہے۔

''[اے انسان! گوش ہوش سے سن لے کہ] تیرے پروردگار نے قطعی فیصلہ کردیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا' یعنی اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

سوا کسی اور ہستی کے قوانین و احکام کو ماننا نہ کسی کی حمد و پرستش اور اطاعت و بندگی ہی کرنا' نیز اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور احسن طریقے سے مالی تعاون کرنا؛ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کی بات پر اف تک نہ کہنا اور نہ جھڑکی دینا[چاہے ان کی بات تمہیں ناگوار ہی کیوں نہ گزرے] بلکہ ان سے خوش خلقی و ادب سے کلام کرنا''۔

''اور ان کے سامنے محبت و خدمت کے جذبات کے ساتھ سرنگوں رہنا؛ اور یہ دعا مانگتے رہنا، پروردگار! جس طرح انہوں نے چھوٹی عمر میں[محبت و شفقت سے] میری پرورش و تربیت کی، تو بھی ان پر رحمت ارزانی فرما''

[الاسراء ۱۷ آیات ۲۳'۲۴]

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو والدین کی خدمت کرنے کے دوران یہ بھی نصیحت کی ہے کہ

''یادرکھو! ہم نے انسان کو وصیت کی ہے یعنی تاکید کی ہے کہ وہ اپنے والدین سے احسان کرے' یعنی ان کی مالی امداد کرے اور ان سے حسن سلوک کرئے۔ لیکن اگر وہ تجھے مجبور کریں بلکہ ان لوگوں کو میرا شریک ٹھہرا جن کے متعلق تو کچھ نہیں جانتا تو ان کا کہا نہ مانو۔ اے بنی نوع انسان! تمہیں آخر میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اس وقت میں تمہیں جتلاؤں گا کہ تم دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہو''

[العنکبوت ۲۹ آیت ۸]

اولاد کی زبان سے مزید اس طرح کہلوایا گیا۔

''پروردگار! اس روز جب حساب بیباق کیا جائے گا میری اور میرے والدین کی' نیز ان سب کی جنہوں نے تیرے نظام اسلام کو تسلیم بالیقین کیا ہے' مغفرت فرمانا' یعنی ہم سب کی سیآت محو کرکے ہمیں

Marfat.com

بخش دینا“

[ابراہیم۱۴ آیت۴۱]

والدین کی اطاعت کرنے اور ان سے حسن سلوک کرنے کے عوض اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔

” ایسے ہی لوگوں سے ہم ان کے حسین ترین اعمال قبول کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے درگزر کر جاتے ہیں، یہ اہل جنت میں شامل ہوں گے۔ اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا ہے“

[الاحقاف۴۶ آیت۱۶]

حقوقِ اولاد

ازدواجی زندگی کے آغاز سے ہی ہر جوڑا اولاد کی تمنا رکھتا ہے تندرست وتوانا۔ صحت مند۔ خوبصورت اور نیک و فرماں بردار اولاد کی خواہش ہر ایک کی ہے۔ بچے کے دنیا میں وارد ہونے کے ساتھ ہی والدین کی ذمہ داریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ بچے کی خوراک۔ اس کی مناسب اور آرام دہ رہائش۔ اس کا علاج معالجہ۔ اور دوسرے لوازمات کا بروقت انتظام اور بعد ازاں تعلیم وتربیت کا مناسب بندوبست۔

بچے کی ابتدائی خوراک ماں کا دودھ ہے جو بچے کی دو سال کی عمر تک جاری رہتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔

”اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال اپنا دودھ پلائیں ۔ وہ باپ جو رضاعت یا دودھ پلوانے کی کامل مدت مکمل کرانا چاہئے اس پر لازم ہے کہ وہ بچے کی ماں کے کھانے‘ کپڑے کا معقول بندوبست کرے‘ لیکن کفالت کا بار اس شخص کی مالی حیثیت کے مطابق ڈالنا چاہئے‘ اس سے زیادہ اسے زیر بار نہیں کرنا چاہیے [کہ یہ اللہ کے قانون عدل کا تقاضا ہے]

[البقرہ۲ آیت۲۳۳ جزو]

Marfat.com

مندرجہ آیت مبارکہ سے واضح ہے کہ بچے اوراس کی ماں کے اخراجات زندگی بچے کے والد کی ذمہ داری ہے۔ جو اسے اپنی استطاعت کے مطابق کرنے کا پابند ہے۔

اگر غور کیا جائے تو حقیقت عیاں ہوتے دیر نہیں لگتی کہ بچہ ابھی گود میں ہی ہوتا ہے کہ اس کی تربیت کا آغاز ہوجاتا ہے۔وہ گرمی۔سردی کا احساس کرتا۔غصہ اور پیار ومحبت کو محسوس کرتا ہے۔جو کچھ دیکھتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے اسے اپنے ذہن میں ذخیرہ کرتا جاتا ہے اوراس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اوراس طرح وہ غیر مرئی انداز میں گھریلو ماحول کے عین مطابق تربیت حاصل کرتا جاتا ہے اگر گھریلو ماحول اچھا اور خوشگوار ہوگا تو اس کے مطابق تربیت حاصل کرے گا اور اگر گھریلو ماحول پراگندہ ہوگا تو اس کی شخصیت اُسی کے مطابق پروان چڑھے گی۔اس لئے ضروری ہے کہ بچے کی پرورش اچھی اور نشوونما بہتر کرنے کی تمنا ہو تو اہل خانہ کو اپنی برائیوں کوتاہیوں اور خرابیوں کو فوراً دور کرنے کی سعی کرنا چاہئے تاکہ نومولود کی پرورش اسلامی انداز میں کر کے اپنے فرائض کو پورا کریں اسی حوالے سے درج ذیل آیت میں اچھی تربیت کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اوراپنے اہل و عیال کو [جہنم کی] آگ سے بچاؤ----"

[التحریم ۶۶ آیت ۶ جزو]

بچے کو اچھی باتوں سے آگاہ کرنا۔بُری چیزوں سے نفرت دلانا۔الٰہی احکام کی پابندی کرنا۔شرک کے ہر پہلو سے اجتناب کرنا اوصاف حمیدہ کو اختیار کرنے کی تلقین کرنا والد کے فرائض میں شامل ہے مندرجہ قرآنی آیات یہی سبق دے رہی ہیں۔

"اور جب لقمٰن اپنے بیٹے کو وعظ کررہا تھا' تو اس نے کہا: اے میرے [پیارے] بیٹے! الله کے ساتھ کسی کو شریك یعنی معاون و سہیم نه کرنا. اصل یه ہے که شرك [ایسا] بڑا جرم ہے [جو ناقابل معافی ہے]"

[لقمٰن ۳۱ آیت ۱۳]

"اے میرے [پیارے] بیٹے! صلوٰۃ کو [اس کے تمام فرائض اور تقاضوں کے

Marfat.com

ساتھ] قائم رکھنا اور فطری و حسین باتوں کی تلقین کرتے رہنا؛ لیکن غیر فطری اور غیر قرآنی باتوں سے منع کرتے رہنا اور اس سلسلے میں جو مصائب تم پر ٹوٹیں ، انہیں احسن طریقے سے برداشت کرنا۔ یہ بلاشبہ بڑی ہمت و عزیمت کے کام ہیں''

''دیکھنا[کہیں نخوت و غرور سے] لوگوں سے منہ نہ موڑنا اور نہ زمین پر اکڑ اکڑ کر چلنا۔ یادرکھنا کہ اللہ تعالیٰ کسی شیخی خورے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا''

''نیز اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرنا' اور اپنی آواز می نرمی پیدا کرنا' بے شک سب آوازوں میں سے زیادہ ناگوار گدھے کی آواز ہے''

[لقمٰن ۳۱ آیات ۱۷ سے ۱۹]

اولاد کو نیکی کرنے اور اعمال صالح کی ترغیب دینا والدین کے حقوق بجانب اولاد میں شامل ہے۔اگر والدین کی نصیحت پر اچھا رویہ اختیار کرنے اور نیک اعمال کی پابندی کرنے پر اولاد کاربند ہو جائے۔تو اسلامی معاشرہ کی تشکیل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

جس سے موجودہ دگرگوں حالات میں اسلامی جذبہ حریت اور روایات کی تجدید ممکن ہوسکتی ہے دین کو دوبارہ زندہ کرنے کی تحریک کو تقویت دینے۔مذہبی جوش اور عقیدت میں اضافہ کرنے۔اسے تازہ قوت بخشنے اور دین حق کے احیاء اور بحالی کے لئے گہوارہ ثابت ہوسکتا ہے یہ انداز یقیناً قوموں کی تقدیر بدلنے میں ممیز کا کام کرتا ہے۔

اولاد والدین کے لئے ایک انمول اثاثہ اور خزانہ ہوتا ہے اولاد کی محبت۔اس کی بہتری اور ترقی والدین کی خواہش اولین کا درجہ رکھتی ہے اس لئے اولاد کے حق میں والدین کا اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح دعا گو رہنا ایک قدرتی عمل ہے۔

''پروردگار! مجھے نظام صلوٰۃ قائم کرنے والا بنا۔ اور میری اولاد میں سے لوگوں کو ایسا بنانا۔ بار الٰہی میری آرزو قبول فرمانا''

[ابراہیم ۱۴ آیت ۴۰]

Marfat.com

"اور جو یہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد سے قلب و جان کی مسرت انگیز ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں اپنے اہل آرزو و خشوع بندوں [متقیوں] کا امام یا قائد بنا"

[الفرقان ۲۵ آیت ۷۴]

حقوقِ قرابت دار:

ملنساری۔ آشنا مزاجی۔ صحبت پسندی اور معاشرت پسندی انسانی فطرت میں شامل ہے۔ انسان میل جول اور پیار و محبت کو پسند کرتا ہے۔ خاندان۔ برادری۔ قبیلہ۔ قوم و ملت کی صورت زندگی کرتا ہے۔ اجتماعی اور معاشرتی انداز زندگی اس کی ضرورت ہے جس کی بنیاد باہمی محبت ہے اور محبت کا تقاضا ہے کہ تمام انسان ایک دوسرے سے الفت و یگانگت سے رہیں۔ ایک دوسرے سے ہمدردی اور غمگساری کا رویہ اپنائیں۔ ایک دوسرے کے لئے کسی ایثار و قربانی سے دریغ نہ کریں۔ عدل و احسان کو اپنے روزمرہ کے معمولات میں شامل کریں۔ احترام انسانی کو اپنے اوپر لازم کرلیں۔ معاشرہ کے ہر فرد کی عزت نفس اور نام و ناموس کا احترام و تحفظ اپنے لئے فرض سمجھیں۔ اسلامی معاشرہ کی خوبصورتی ان عناصر پر عمل کرنے سے بنتی ہے اور جو حقوق العباد کی تقویت کا باعث ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے اس پہلو کو اجاگر کرنے اور اس کی پابندی مندرجہ آیات قرآنی کے ذریعہ لازمی قرار دیا ہے۔

"دیکھو! اپنے اعزہ اقارب، اہل احتیاج اور ضرورت مند مسافر سب کو ان کا حق دو، لیکن مال و متاع کو بیجا خرچ نہ کرو۔ جیسا بے محل خرچ کرنا ہوتا ہے"

[الاسراء ۱۷ آیت ۲۶]

"اے انسان! اپنے نزدیکی رشتہ داروں، محتاجوں اور مسافروں کو ان کا

Marfat.com

حق[معلوم] دو۔ ایسا کرنا ان لوگوں کے لئے باعث حسنہ ہے جو اللہ کی رضا کے طلب گار ہیں۔ دیکھو! یہی لوگ دینوی و اخروی حسنہ حاصل کرنے میں کامیاب ہونے والے ہیں۔''

[الروم۳۰ آیت ۳۸]

اپنے اردگرد کے لوگوں سے حسن سلوک۔ حاجت روائی اور احسان وغیرہ یہ سب حقوق العباد کا حصہ ہیں۔ اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

''یادرکھو! اللہ تعالیٰ تمہیں عدل[انصاف کرنے اور دوسروں کا حق پورا پورا دینے] اور احسان[حق سے زیادہ دینا اور مالی تعاون کرنے] کا اور رشتہ داروں کو رزق دینے کا حکم دیتا ہے' نیز الفحشآء ، یعنی بخل و بے حیائی' نیز غیر فطری و قبیح کاموں اور حد سے تجاوز کرنے سے منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں پندو نصیحت کرتا ہے تاکہ بامقصد غور و فکر کرو''

[النحل۱۶ آیت ۹۰]

اللہ تعالیٰ قرابت داروں سے تعلقات قطع کرنے کی بجائے انہیں مضبوط اور استوار کرنے کا حکم مندرجہ آیات کریمہ میں دے رہا ہے۔ جس پر عمل کر کے حقوق العباد کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔

''یہی اہل عقل سلیم اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو وفا کرتے ہیں لیکن پیمان شکنی نہیں کرتے''

''اور وہ ان رشتوں اور تعلقات کو قائم رکھتے ہیں جن کو قائم رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے[کیونکہ ایسا کرنے میں ان کی بھلائی ہے] ؛ اور اپنے پروردگار و آقا[کے قانون مکافات عمل] سے ترساں رہتے ہیں ؛ نیز اعمال کے حساب کے المناک نتیجے[یعنی حسنات کے خسارے] سے خوف بداماں رہتے ہیں''

[الرعد۱۳ آیات ۲۰،۲۱]

Marfat.com

رشتوں کے تقدس کو مندرجہ آیات کریمہ سے اجاگر کیا گیا ہے۔ اور ان کو قائم رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

"فاسق لوگ وہ ہیں جو اللہ سے [بذریعہ کلمہ طیبہ] عہد و پیمان کو پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔ اورا ن [معائدوں اور رشتوں کو] منقطع کردیتے ہیں۔ جن کو استوار رکھنے کا اللہ نے قطعی حکم دیا ہے اور اس طرح دنیا یا ملک میں بدنظمی و برہمی پیدا کرتے ہیں۔ یہی لوگ [دنیا میں حیاب طیبہ و حسنہ اور آخرت میں جنت سے محروم ہو کر] گھاٹے میں رہنے والے ہیں"

[البقرہ ۲ آیت ۲۷]

ناراضگی کی صورت میں قطع رحمی نہ کرنے کی اس طرح تلقین کی گئی ہے۔

"دیکھو! جو لوگ تم میں بزرگی و برتری اور مالی کشادگی رکھتے ہیں وہ اس بات کا حلفاً ارادہ نہ کریں کہ وہ اپنے اقربا محتاجوں اوراللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو[مالی] امداد نہیں دیں گے۔ بلکہ انہیں چاہیے کہ ان [کی سہو و خطا] سے درگزر اور صرف نظر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری سیأت محو کرے اور ان سے تمہاری حفاظت کرے یا تمہارے گناہ اور خطا ئیں معاف کرے؟ یقینا اللہ سیآت محو کرنے اوران سے تحفظ فراہم کرنے والا۔ بڑا ہی ترس کھانے درگزر کرنے اور رجوع برحمت کرنے والا ہے"

[النور ۲۴ آیت ۲۲]

ہمسائے ایک دوسرے سے سائے کی طرح قربت رکھتے ہیں۔ اور اپنی قربت کی بنا پر رشتہ داروں کی دور رہائش رکھنے کی بنا ان سے زیادہ ایک دوسرے کی ہمدردی۔ غمگساری اور فوری اور ضرورت کے کاموں میں مددگار ثابت ہوسکتا ہیں۔ اچھے ہمسائے اکثر اپنے خاندان کا حصہ ہی تصور کئے جاتے ہیں ہر ہمسایہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اس کا ہر طرح دھیان رکھنا دینی فریضہ ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

''اور صرف الله کے قوانین و احکام اور تعلیمات کے مطابق زندگی کرو۔ اور اس کی ذات و صفات اور قوانین و احکام میں کسی اور ہستی کو شریک و سہیم سمجھو نہ بناؤ۔ [کیونکہ وہ وحدہٗ لاَ شریک ہے] ۔ اور اپنے ماں۔ باپ سے' اور اعزہ و اقارب ' یتیموں یعنی یتیم بچوں اور بے یارو مددگار افراد سے' نیز اہل احتیاج' قریبی ہمسایوں' دور کے ہمسائیوں' ہم جلیس و ہم کار رفیقوں' حاجتمند مسافروں۔اورا پنے زیر دست و کفالت افراد سے احسان یعنی احسن طریق سے مالی تعاون و حسن سلوک کیا کرو[اور اسے اپنا حسن معمول بنالو]۔ یادرکھو ! الله اترانے والوں اور ڈینگیں مارنے والوں کو ہر گز پسند نہیں کرتا''

[النساء۴ آیت ۳۶]

حقوقِ یتیم

اسلامی معاشرہ کو صحت مند روایات کا پابند بنانے کے لئے اس کے تمام گوشوں اور تمام جہتوں کو زیر نظر رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے اور کسی چیز کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ کنبہ چونکہ معاشرہ کی ایک بنیادی اکائی ہے جتنی دیر تک اس کا توازن برقرار رہتا ہے اتنی دیر تک اس کا نظام خوش اسلوبی سے رواں دواں رہتا ہے لیکن جب اس میں کوئی رختہ یا کمی واقعہ ہوتی ہے تو کنبہ کا انتظام درہم برہم ہو جاتا ہے خاص طور پر جب کنبہ کا سربراہ وفات پا جائے تو اس کے پسماندگان اکثر بے یارو مددگار رہ جاتے ہیں اور نابالغ افراد کنبہ جو یتیم کہلاتے ہیں کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسے افراد معاشرہ کی اصلاح احوال اور ان کے تحفظ کیلئے راہنما اصول اور ہدایات اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کی گئی ہیں۔ ان آیات کی روشنی میں عمل کر کے ایسے یتامیٰ کی دلجوئی۔ حفاظت اور ان کے مال و جان کو تحفظ دے کر زندگی کی روانی میں بآسانی شامل کیا جا سکتا ہے اور یہی اسلامی معاشرہ کی خوبصورتی ہے۔

Marfat.com

"......لوگ آپ سے یتیموں ' یعنی ایسے بچوں اور بڑوں کے بارے میں جو بھری دنیا میں تنہا و بے یارو مددگار ہوں' دریافت کرتے ہیں۔ ان کو بتا دیجئے کہ ان[کے احوال و ظروف اور اخلاق و کردار] کی اصلاح و درستگی اور تحسین کرنا' حسنہ یا حسن عمل ہے، لیکن اگر ان کے ساتھ حسن نیت سے مل جل کر رہو اور ان کے کاروباری معاملات میں شریک ہو جاؤ۔ تو احسن ہے' کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اور اللہ [حسن نیت اور بدنیتی کی حقیقت کو اور اسی کو] خوب جانتا ہے کہ احسان و اصلاح کرنے والا کون ہے اور دوسروں کے حق کو خورد برد کرنے اور معاشرتی زندگی بگاڑنے والا کون ہے؟...."

[البقرہ۲ آیت ۲۲۰ جزو]

مزید یہ کہ یتیم بچوں کی پرورش۔ تعلیم و تربیت اور اخلاق و کردار کی اصلاح ان کے سرپرستوں کی ذمہ داری ہے۔ اور ان کی یہ ذمہ داری اس وقت تک رہتی ہے کہ جب تک وہ سن بلوغت کو نہ پہنچ جائیں۔ اور وہ اپنی بقیہ زندگی خوش اسلوبی اور فہم و فراست سے گزار سکیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید ہدایات مندرجہ ذیل آیات کے ذریعے دی گئی ہیں۔

"جب تک یتیم یا بے یارو مددگار بچے سن بلوغت و مناکحت کو نہ پہنچ جائیں' ان کی سوجھ بوجھ اور اہلیت کی آزمائش کرتے رہو۔ اگر ان میں ذہانت و اہلیت دیکھو تو ان کا مال و دولت ان کے حوالے کردو اور اس ڈر سے کہ کہیں وہ بڑے ہو کر اپنا مال و دولت واپس لینے کا مطالبہ نہ کردیں اسے جلد جلد فضول خرچ کرنا شروع نہ کردو۔[ان کے سرپرست] جو آسودہ حال و بے احتیاج ہوں۔ ان کو[یتیموں کی کفالت کے اخراجات کے طور پر] ان کے مال و دولت میں سے کچھ لینے سے گریز کرنا چاہیے؛ البتہ جو سرپرست اہل احتیاج ہوں وہ[کفالتی اخراجات کے طور پر] اپنی حیثیت کے مطابق دیانتداری سے خرچ کرنے کے مجاز ہیں۔

Marfat.com

جب ان کا مال و دولت ان کو واپس کرنے لگو تو گواہ کرلیا کرو۔ ویسے اللہ حساب رکھنے اور حساب لینے کیلئے کافی ہے [لہٰذا یہ حقیقت کبھی نہ بھولنا]

[النساء۴ آیت ۶]

مزید ارشاد الٰہی ہے کہ

''اور یتیموں یا بے یارومددگار افراد کے مال و منال [جو تمہاری تحویل میں ہو] ان کو من و عن واپس کردو؛ نیز ان کے نفیس و کارآمد مال کو اپنے گھٹیا اور ناکارہ مال سے ہرگز تبدیل نہ کرنا؛ اور نہ ان کے مال و دولت کو اپنے مال و دولت میں ملا کر ہضم کرجانا۔ یقین جانو! یہ بہت ہی بڑا جرم و گناہ ہے''

[النساء۴ آیت ۲]

''دیکھو! یتیم یا بے یارو مددگار بچے کے مال' یعنی منقولہ وغیرہ منقولہ جائیداد کو ہاتھ نہ لگاتا' مگر حسن نیت و طریقے سے' یہاں تک کہ وہ بالغ و جواں ہوجائے تو [اس سلسلے میں کیا ہوا] عہد وفا کرو [یعنی یتیم کا مال و منال شرائط کے مطابق واپس کردو] کیونکہ عہدو پیمان کا محاسبہ ہونا شدنی ہے''

[الاسراء۱۷ آیت ۳۴]

یتیموں کے مال و دولت میں دانستہ خرد برد اور ضائع کرنے والوں کو مندرجہ آیت کریمہ میں تنبیہ کی گئی ہے۔

''جو لوگ یتیموں یا بے یارو مددگار افراد کا مال و دولت زبردستی ہضم کرجاتے ہیں۔ وہ بلاشبہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ یقینا دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ بالفاظ دیگر' وہ خود ظلم کی راہ پر چلتے ہیں۔ جو انہیں ان کی منزل آخر جہنم میں جاگرتی ہے''

[النساء۴ آیت ۱۰]

Marfat.com

اہل احتیاج یعنی یتیموں۔ بیواؤں اور بے یارو مددگار افراد معاشرہ کی کفالت کرنے والوں کو رسول اکرم ﷺ و اکبروآخر نے انتہائی پسندیدگی کے زمرہ میں شامل فرمایا۔ اور اس عمل کو جہاد سے مشابہ۔ اور اپنے قریب تر قرار دیا۔

اہل احتیاج سے بے رخی کرنے والوں کی کیفیت کا اظہار درج ذیل آیت سے عیاں ہے۔

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو مال و منال تمہیں دیا ہے اس میں سے [اللہ کے بندوں پر] خرچ کرو۔ تو منکران حق [کفر کی راہ اختیار کرنے والے] اہل ایمان [اہل تسلیم و رضا] کو جواب دیتے ہیں : کیا ہم ان [اہل احتیاج اور محروم لوگوں] کی کفالت کریں' جن کی کفالت اگر اللہ چاہتا تو خود کرتا [یہ عقیدہ و کردار رکھنے والو!] یقینا تم تو صاف اور قطعی طور پر غلط روش پر ہو''

[یٰس ۳۶ آیت ۴۷]

بے شک اللہ رب العالمین اپنی تمام مخلوقات کا تنہا خالق و رازق ہے۔ اور ہر کوئی اس کا محتاج ہے۔ اس نے اس کائنات میں جو کچھ بھی یعنی نعمتیں پیدا کی ہیں وہ اس کی تمام مخلوقات کے لئے عموماً اور خصوصاً بنی نوع انسان کے لئے مشترکہ اثاثہ ہیں یعنی اس میں ہر فرد کا حصہ اور حق ہے۔ لہٰذا صاحب اقتدار طبقہ کا فرض ہے کہ دنیا میں ایسا انتظام و انصرام وضع کیا جائے اور کفالت اجتماعیہ کا نظام قائم کیا جائے کہ ہر حقدار کو اس کا حق بخوبی ادا ہو سکے۔ اور معاشرہ مساویانہ طرزِ زندگی کا عادی ہو جائے اور یہی دین حق کا مقصد اولیٰ ہے۔

دنیاوی زندگی حقوق و فرائض سے عبارت ہے۔ ہر طبقہ زندگی اگر نیک نیتی اور ایمان داری سے اپنے فرائض کی ادائیگی کو یقینی بنالے اور اپنے حقوق کے حصول میں توازن پیدا کرلے تو اسلامی معاشرہ کے خدوخال نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اور زندگی خوش اسلوبی سے مقصد حیات کی جانب رواں دواں رہتی ہے۔ ظاہر ہے اس زندگی کو خوش گوار۔ خوش حال اور خوش نما بنانے کے لئے کنبہ کے کردار کو نظر انداز کرنا محال ہے۔ کیونکہ کنبہ ہی معاشرہ کی ایسی اکائی ہے کہ جس سے تمام چشمے پھوٹتے ہیں۔ کنبہ کا مرکز دو افراد یعنی میاں بیوی یا ماں باپ پر مشتمل ہوتا ہے جس کے گرد تمام ارکان گردش کرنے پر مجبور ہیں۔ ان دو افراد میں ہم آہنگی۔ باہمی کشش۔ پیار محبت۔ ذہنی تعاون۔ اور مشترکہ کوششوں سے گھریلو ماحول اور

Marfat.com

خاندانی تعلقات میں خوشگواری کو تقویت بخشی جا سکتی ہے۔ لہٰذا ان دو اہم ترین ارکان خاندان یعنی ارکان معاشرہ کو اپنے حقوق و فرائض میں توازن کر کے اور عدل و احسان کو بنیاد بنا کر زندگی کرنے کا اہتمام کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ معاشرہ کی خرابیوں کا نقطہ آغاز یہی ہے۔ چونکہ میاں۔ بیوی ایک سکہ کے دو رخ یا ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں جن کی ہم آہنگی اور تعاون کے بغیر زندگی کے سفر کی تکمیل ممکن نہیں رہتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

11

اخلاقِ حسنہ

اللہ رب العالمین کا پسندیدہ انسان اور مسلمان بننے اور نفس مطمئنہ کا درجہ حاصل کرنے کے لئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنا لازمی ہے۔ حقوق اللہ کے لئے بغیر ریا۔ نیک نیتی۔ تسلسل اور باقاعدگی سے خشوع وخضوع کے ساتھ عبادات کی ادائیگی اور حقوق العباد کیلئے اخلاق حسنہ کو کل زندگی سے پیوست کرنا انتہائی ضروری بھی ہے اور انتہائی اہم بھی کیونکہ ارکان معاشرہ کے نفیس اور پاکیزہ اخلاق ہی اسلامی معاشرہ کی جان اور روح کا درجہ رکھتے ہیں۔

اجتماع شرک وکفر سمیت تمام انسانیت اس حقیقت سے انکار کرنے کی جرات نہیں کرسکتی۔ کہ بہترین۔ اعلیٰ ترین اور بے مثال زندگی صرف اور صرف رسول ﷺ اکرم واکبر وآخر سے وابستہ ہے اور اسی لئے خالق کائنات رب العالمین نے آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنا کل انسانیت کے لئے لازمی قرار دے رکھی ہے۔ اور اس اسوہ حسنہ کی پیروی سے مکمل اور پورا پورا فائدہ صرف وہی لوگ اٹھانے کے مستحق ہیں۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کی واحدنیت۔ قرب و رضوان پر مکمل اور پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ اور یوم آخر یعنی روز جزاوسزا کے انعقاد پر مکمل اور شک وشبہ کے بغیر یقین رکھتے ہیں اللہ رب العزت کو کثرت سے یاد کرتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے داشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا اس طرح اظہار رکھا ہے۔

''اور بلاشبہ آپ ﷺ کا خلق انتہائی ارفع و احسن اور آفاقی ہے''
[القلم ۶۸ آیت ۴]

رسول ﷺ امین و صادق کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے جن نعمتوں کی فراوانی کر رکھی ہے۔ان میں سے حسن حق یا خوش خلقی سب سے اعلیٰ اور بہترین ہے۔آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا کہ روز قیامت اعمال کے میزان میں سب سے زیادہ وزنی عمل حسن خلق ہی ہوگا۔

اخلاق حسنہ ایک ایسی مضبوط، ہمہ گیر اور عالمگیر قوت ہے کہ جو انسانی زندگی کو حیات طیبہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔اس کا دائرہ کار بہت وسیع اور ہمہ جہتی ہے۔یہ حسن کلام و بیان۔عدل و احسان۔حق و صداقت۔امانت و دیانت۔صبر و استقامت۔حلم و بردباری۔لطف و کرم۔محبت و شفقت ہمدردی و غمگساری اور ایثار و قربانی جیسی انمول اچھائیوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ان اچھائیوں کو اپنے اندر سمو کر آدمی انسان بنتا ہے اور انہیں بشرف اسلام کر کے ایک اچھا۔نفیس اور پاکیزہ مسلمان بنتا ہے۔

حسن خلق کے بارے انسان اکمل و محکم حضرت محمد رسول اللہ کے ارشادات گرامی اس طرح ہیں۔

۱۔ نیکی تو حسن خلق ہے۔

۲۔ بالحاظ ایمان کامل مومن وہ ہے جن کا خلق حسین تر ہے۔

۳۔ تم میں سب سے زیادہ و نیک وہ شخص ہے جس کا اخلاق سب سے زیادہ حسین یا اچھا ہے۔

۴۔ مومن اپنے حسن خلق کی بدولت شب بیدار عابد اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے والے شخص کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

۵۔ تم میں سے مجھے وہ شخص بہت پیارا ہے جو صاحب حسن خلق ہے۔

۶۔ میں حسن اخلاق کی تکمیل کرنے کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔

۷۔ اے اللہ تو نے میری ظاہری خلقت یا پیکر و صورت کو حسین بنایا تو میرے خلق کو بھی حسین بنا دے۔

اخلاق درحقیقت دوسروں کے ساتھ رویوں کا نام ہے۔اگر روّیے احسن ہوں ملنے پر خوشی و مسرت ہو۔اطمینان

Marfat.com

وشفی ہو اور اسے بار بار ملنے کی تمنا پیدا ہو کسی قسم کا خوف یا نفرت پیدا نہ ہو اور نہ ہی کوئی خطرہ یا دکھ و تکلیف کا خدشہ پیدا ہو تو ان رویوں کو اخلاق حسنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کے برعکس اگر ملنے سے اجتناب کی کیفیت ظاہر ہو اور خطرہ و تکلیف کا اظہار اور نفرت پیدا ہو تو ایسے روّیوں کو اخلاق سئیہ کہا جاتا ہے۔

اخلاق حسنہ کی مثال خوش گفتاری و نرم خوئی اچھی مشاورت احسان کرنا۔ اقرار وعدہ کی پابندی۔ حسن ظن۔ خوش گمانی۔ عجز و انکساری۔ عفو درگزر۔ فراخ دلی۔ غصہ پر قابو۔ برائی سے اجتناب نیک کاموں میں تعاون سچ بولنا۔ آداب کو ملحوظ رکھنا۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا وغیرہ وغیرہ ہے۔ اس کے برعکس اخلاق سئیہ یا بد اخلاقی کی مثال قول و فعل میں تضاد۔ جھوٹ بولنا۔ جھوٹی گواہی۔ وعدہ اخلاقی جھوٹی قسموں کا تکرار۔ چال بازی۔ مکر و فریب۔ ریا کاری۔ خود نمائی۔ دھوکہ بازی۔ الزام تراشی۔ تہمت۔ بہتان۔ غیبت۔ عیب جوئی۔ کینہ۔ حسد۔ تندخوئی۔ بد مزاجی۔ تکبر و غرور۔ اترانا۔ شیخی بگھارنا۔ برے القاب سے پکارنا۔ بیہودہ مذاق خوشامد پسندی۔ حرص۔ بخل۔ بدگمانی پیدا کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ المختصر اخلاقِ حسنہ کے معیار کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

"کسی کے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے کو نہ تو نقصان پہنچے اور نہ ہی دکھ"

اخلاقیات کا احاطہ قرآن حکیم و مجید نے متعدد آیات مقدسہ میں کیا ہے اُن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے۔

گفتگو

انسانوں کے درمیان پہلا رابطہ بذریعہ گفتگو ہوتا ہے۔ گفتگو میں اعتدال۔ لہجہ میں نرمی۔ اور آواز میں خوش خلقی مد مقابل پر خوشگوار اثرات کا باعث ہوتی ہے۔ گفتگو کا رسیلا پن اور کڑوہ پن انسانی رویوں کا اظہار ہوتا ہے اور اس کی خوش الحانی اور چاشنی باعث کشش۔ اس لئے اچھی گفتگو کی تلقین مندرجہ ذیل آیات قرآن کی وساطت سے کی گئی ہے۔

"اور [مسلمانو!] جب کوئی شخص تمہیں تمہاری سلامتی و بقا کی دعا دے [یعنی السلام علیکم کہے] تو تم اس سے بہتر الفاظ میں دعائے

Marfat.com

سلامتی و بقا دو] یعنی السلام علیکم کے ساتھ ورحمتہ اللہ و برکاتہ ' کے الفاظ کا اضافہ کردو] یا جواب میں ویسی ہی دعا دو۔ یقین رکھو! اللہ تعالیٰ ہر شے[قول و فعل] کا حساب رکھنے والا ہے"

[النساء۴ آیت۸۶]

"اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات' یعنی تعلیمات و احکام اور قوانین کو تسلیم بالیقین کرتے ہیں تو] ان کی پذیرائی اس طرح کریں] ان سے کہو: تم پر سلامتی ہو' یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے![یہ اصل عظیم ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ] تمہارے پروردگار و آقا نے رحمت کو اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے' یعنی اپنے بندوں سے محبت و احسان کرنا' ان کو دینوی و اخروی حسنہ سے نوازنا اور ان پر رحم و کرم کرنا اس کی ناقابل تغیر و تبدل سنت حسنہ ہے....."

[الانعام۶ آیت۵۴ جزو]

"حسنہ اور سیئہ یکساں نہیں ہیں[آپ لوگوں کی سختی اور برائی کو اپنے] حسن سلوک اور خوب تر بات یا حسنہ سے دور کریں۔ تو[آپ دیکھیں گے کہ] جس شخص میں آپ میں دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گا جیسا ایک جگری دلی دوست"

"یہ[رفعت و] صفت انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو تحمل و برداشت سے کام لیتے ہیں۔ اور یہ مقام انہیں کو حاصل ہوتا ہے جو بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں"

[حٰم السجدۃ۴۱ آیات۳۴' ۳۵]

"نیز اسلام کے خلاف بالخصوص طنزیہ گفتگو اور ہر قسم کی لا یعنی ناشائستہ باتیں اور کلام سننے اور دیکھنے سے اعراض یا کنارہ کشی

Marfat.com

کرتے ہیں۔

[المومنون ۲۳ آیت ۳]

"...اور جب جہالت کے مارے لوگ ان کے منہ آئیں تو وہ سلام کر کے پیچھا چھڑا لیتے ہیں۔[لیکن ان سے بحث و تمحیص نہیں کرتے"]

[الفرقان ۲۵ آیت ۶۳ جزو]

"نیز جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اپنے اعمال کا نتیجہ خود بھگتیں گے اور تم اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتو گے۔ تمہیں سلام ہے اور ہم نادانوں سے میل ملاپ پسند نہیں کرتے"

[القصص ۲۸ آیت ۵۵]

بات چیت یا گفتگو کے حوالے سے اللہ رب العزت کا مزید حکم ہے کہ

"....نیز لوگوں کے لئے تمہارا بیان و کلام حسین و دلآویز ہو' بول بھی حسین و مسرت انگیز ہوں اور اقوال و نگارشات بھی' اور اظہار و بلاغ بھی بلیغ و شیریں ہو......"

[البقرہ ۲ آیت ۸۳ جزو]

موقع کی مناسبت سے موزوں۔ اصلاحی۔ مصالحانہ گفتگو جو بغیر کسی الجھاؤ۔ ابہام اور تلخی سے کی جائے تو اس سے گناہوں کی بخشش اصلاح اعمال اور کامیابی کے فوائد حاصل ہونا یقینی ہے جیسا کہ درج ذیل آیات جلیلہ سے ظاہر ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے قرب و حضور کی آرزو کرو' اور اس کے قوانین سے ڈرتے رہو' نیز سیدھی ' کھری اور محکم بات کیا کرو"

"[اس کے نتیجہ میں] وہ[اللہ تعالیٰ] تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا' اور تمہارے گناہ بخش دے گا! جو کوئی اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتا

Marfat.com

اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرتا ہے وہ عظیم الشان کامیابی حاصل کرتا ہے"

[الاحزاب ۳۳ آیات ۷۰،۷۱]

حسن خلق کا تقاضا ہے کہ بات اس انداز اور پیرائے میں کرنے کی کوشش کی جائے کہ وہ مدمقابل کے دل میں اتر جائے اور نتیجہ خیز ثابت ہو۔ ارشاد ربانی ہے۔

"اللہ تعالیٰ ان [منافق] لوگوں کے دلوں کے بھید خوب جانتا ہے ان سے درگزر کریں۔ اور انہیں پند و نصیحت کریں، نیز ان کو موثر و دل میں اتر جانے والی باتیں کہیں"

[النساء ۴ آیت ۶۳]

عفوودرگزر اور غصہ

معاشرتی اور معاشی ناہمواری معاشرہ میں طبقات کو جنم دیتی ہے۔ جس سے قوم وملت میں ہم آہنگی اور یک جہتی کمزور ہو جاتی ہے۔ نتیجۂ معاشرہ کا ہر فرد ذہنی دباؤ۔ باہمی نفرت۔ حسد۔ تلخ کلامی۔ بےاعتمادی۔ بداخلاقی اور غصہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس سے اخلاقی مسائل کا پیدا ہونا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ یہ مسائل طبقات کے درمیان الجھاؤ۔ بُعد اور دشمنی کو پروان چڑھانے کا سبب بنتے ہیں۔ جو روزمرہ کے معمولات میں آلودگی پیدا کرتے ہیں جن سے بول چال۔ کاروباری معاملات خاندانی روابط۔ دوستانہ تعلقات۔ گھریلو اور دفتری حالات میں تلخی اور غصہ کا عنصر پیدا ہوتا ہے۔ بداخلاقی۔ تلخ کلامی۔ زیادتی بداعتمادی لڑائی جھگڑا۔ روزمرہ کا معمول بن جاتا ہے۔ جس سے بےسکونی اور بےیقینی در کر آتی ہے۔ اعلیٰ درجہ پر فائز افراد معاشرہ خودنمائی۔ کبر وتکبر۔ بڑاپن کا شکار ہو جاتے ہیں ان کے رویے تحکمانہ۔ متکبرانہ۔ توہین آمیزانہ۔ فسادانہ۔ ظالمانہ۔ بےرحمانہ۔ جلادانہ۔ اور حاسدانہ کی وجہ سے وہ ادنیٰ درجہ کے افراد سے تحقیر آمیز سلوک کرنا۔ ان کو ذلیل کرنا اور دوسرے تیسرے درجہ کا شہری سمجھنا اپنا حق برتری اقرار دیتے ہیں۔ اس قسم کے رویوں کی وجہ سے اعلیٰ وادنیٰ میں

Marfat.com

تفاوت۔ غم وغصہ اور نفرت کا پیدا ہونا فطرتی عمل ہے۔ ان کشیدہ حالات میں رویوں کو اعتدال میں رکھنے اور بھائی چارے کو تقویت پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات قرآنی پر عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔

ارشاد ربانی ہے کہ:

"اور جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔[کہ یہی برائیاں انفرادی و اجتماعی بربادی اور خسارے کا باعث ہیں] اور [اس بات میں ممتاز ہیں کہ] جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں"

[الشوریٰ ۴۲ آیت ۳۷]

مزید فرمایا گیا:

"......اور غصے کو پی جانے والے' نیز لوگوں کے قصوروں سے در گزر کرنے والے ہوتے ہیں۔[یہ محسن ہیں] اور اللہ لوگوں سے احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

[آل عمران ۳ آیت ۱۳۴ جزو]

کسی کی غلطی اور زیادتی سے درگزر کرنا اور معاف کر دینا بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔

"اور کسی کو ضرر پہنچانے کا بدلہ مضرت رسانی کے برابر [مقرر کیا گیا] ہے پھر جو کوئی معاف کردے ۔ اور معاملہ درست کردے۔ تو اس کا صلہ دینا اللہ کے ذمے ہے بلاشبہ وہ زیادتی کرنے اور ضرر پہنچانے والوں کو پسند نہیں کرتا"

[الشوریٰ ۴۲ آیت ۴۰]

"اور جو شخص [قدرت رکھتے ہوئے بھی] اپنے آپ کو انتقام لینے سے روک لے اور قصور معاف کردے تو یہ یقینا بڑی عزیمت و حوصلہ مندی کے کام ہیں"

[الشوریٰ ۴۲ آیت ۴۳]

Marfat.com

”......لہٰذا [میرے پیغمبر اعظم و آخر ﷺ] آپ ﷺ [دشمنان اسلام کی حجت تردیدی اور دشنام طرازی سے] احسن طریقے سے درگزر کریں“

[الحجر۱۵آیت۸۵جزو]

مزید حکم دیا گیا:

”دیکھو! اگر تم [دشمنوں کی زیادتیوں کا] بدلہ لو تو اسی قدر لو جس قدر تمہیں اذیت پہنچائی گئی ہے۔لیکن اگر تم صبر کرو یعنی برداشت اور درگزر کرو[اور انتقام نہ لو] تو یہ یقینا برداشت و درگزر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے“

[النحل۱۶آیت۱۲۶]

پہلے اپنی اصلاح

روزمرہ کے معمولات میں یہ عمل یا بات عام ہو چکی ہے۔کہ اپنا جائزہ لیے بغیر دوسروں کو اصلاح کرنے، غلطیوں کو دور کرنے۔خامیوں سے اجتناب کرنے کیلئے نصیحتوں کی بوچھاڑ کر دی جاتی ہے حالانکہ اکثر نصیحت کرنے والوں میں بھی ویسی غیر میعاری باتیں موجود ہوتی ہیں۔جس کی وجہ سے تلخ کلامی اور بدنظمی تک نوبت پہنچتی ہے۔اس طرح کے روّیوں سے لوگوں کو سنوارنے اور اُن کی اصلاح کرنے کا مقصد پورا ہونا ممکن نہیں رہتا اور اُس کے منفی اثرات مرتب ہونا ناگزیر ہو جاتے ہیں۔اس قسم کے معاشرتی اور سماجی واقعات کے سد باب کیلئے اصلاحی اقدام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو نصیحت کرنے سے قبل اپنی اصلاح کرنے کی ہدایت کی ہے کہ یہ بھی اخلاق حسنہ کا حصہ ہے۔

”اے لوگو جو ایمان لا کر اسلام میں داخل ہوئے ہو!تم فقط اپنے کئے کے ذمے دار ہو[تمہیں اگر ضرر پہنچے گا تو خود تمہارے اپنے ہاتھوں سے

Marfat.com

پہنچے گا] چنانچہ اگر تم راہ مستقیم پہ ہو گے تو وہ جو راہ راست سے بھٹک گئے ہوں گے تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے[یاد رکھو! مومنوں اور کافروں] سب نے[محاسبہ و جزاء کیلئے ایک دن] لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے' پھر جو کچھ تم نے کیا ہوگا۔ اسے تم پر آشکارا کرے گا"

[المائدہ۵ آیت ۱۰۵]

"یہ کیا کہ تم لوگوں کو البر یعنی حسنہ و خیر' انفاق و احسان اور اعمال صالحہ کرنے کی تلقین تو کرتے ہو۔ مگر اپنے آپ سے صرف نظر کئے رہتے ہو[یعنی خود یہ کام نہیں کرتے] حالانکہ تم الکتاب [اللہ کی کتاب] کو پڑھتے ہو اور اس کا درس دیتے ہو۔ پھر تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے' یعنی سمجھتے بوجھتے کیوں نہیں؟

[البقرہ۲ آیت ۴۴]

احسان کرنا

کرہ ارضی کے اندر اور اس کے باہر' نیز اس سے پیدا ہونے والی تمام چیزیں تمام بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے اور استعمال کرنے کے سب حقدار ہیں اور اسلامی نظام حیات درجہ بدرجہ ہر ایک کو مساوی حقوق مہیا کرنے کا پابند ہے۔ کسی کو اس کے جائز حقوق سے محروم رکھنا ظلم بھی ہے۔ اور تخریب کاری بھی اور قابل تعزیر اسلامی نظام حیات کو نظر انداز کرنا نافرمانی اور بغاوت کے مترادف ہے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کا سبب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جائز حقوق غصب کرنے کی بجائے ان کو ہر وقت اور پورا پورا ادا کرنا ہی اسلامی معاشرہ کی خوبصورتی ہے۔ اور ہر فرد کی ذمہ داری۔

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ حقوق کی ادائیگی سے اجتناب کرنیوالوں سے نفرت کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور ان کو دوست رکھتا ہے نیز احسان کرنے کی ترغیب بھی دیتا ہے۔

احسان کیا ہے؟ اسلامی نقطہ نظر سے ''احسان'' کرنے کا مفہوم اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

احسان ایک وسیع المعانی لفظ ہے۔ موجودہ عنوان کے تحت کسی فرد کا کسی دوسرے فرد کو خوشی اور برضا ورغبت اس کے حق سے زیادہ عطا کرنا احسان ہے بشرطیکہ اس عمل کے بعد اسے جتلانا یا اس کا اظہار کرنا یا اپنی برتری ظاہر کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ یہ ایک اخلاقی ذمہ داری ہے اور اس کی پابندی کرنا حسن عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور نصرت کا باعث ہے اس عمل کے احسن ہونے کا ثبوت درج آیات قرآنی سے حاصل ہوتا ہے۔

''یاد رکھو! اللہ تعالیٰ تمہیں عدل[انصاف کرنے اور دوسروں کا حق پورا پورا دینے] اور احسان [حق سے زیادہ دینا اور مالی تعاون کرنے] کا اور رشتے داروں کو رزق دینے کا حکم دیتا ہے......''

[النحل ۱۶ آیت ۹۰ جزو]

''اور صرف اللہ کے قوانین و احکام اور تعلیمات کے مطابق زندگی کرو اور اس کی ذات و صفات اور قوانین و احکام میں کسی اور ہستی کو شریک و سہیم سمجھو' نہ بناؤ [کیونکہ وہ وحدہ لاشریک ہے] اور اپنے ماں باپ سے اور اعزہ و اقارب ' یتیموں' یعنی یتیم بچوں اور بے یار و مددگار افراد سے نیز اہل احتیاج' قریبی ہمسائیوں' دور کے دہمسائیوں ہم جلیس و ہم کار رفیقوں ' حاجت مند مسافروں اور اپنے زیر دست و کفالت افراد سے احسان یعنی احسن طریق سے مالی تعاون و حسن سلوک کیا کرو[اور اسے اپنا حسن معمول بنالو] ۔ یادرکھو! اللہ اترانے والوں اور ڈینگیں مارنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا''

[النساء ۴ آیت ۳۶]

Marfat.com

وعدہ پورا کرنا

وعدہ پورا کرنا یا وعدہ وفائی اخلاقیات کا ایک اہم جزو ہے اور انسانی زندگی میں بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ عائیلی زندگی۔ خاندانی روابط۔ کاروباری تعلقات۔ سیاسی مصروفیت اور دیگر بے شمار معاملات کی پائیداری وعدہ وفائی کی مرہونِ منت ہے۔ اس کے بغیر معاشرتی اور معاشی زندگی کی روانی میں خلل کا پیدا ہونا ایک فطرتی نتیجہ ہے۔ اسلامی اور اخلاقی زندگی میں وعدہ وفائی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جسے ہر حال میں پورا کرنا لازمی ہے۔

روزمرہ کے معمولات کا خوش اسلوبی سے انجام پانا۔ تیز رفتاری اور روانی سے پایہ تکمیل تک پہنچنا۔ اور خوشگوار ماحول میں تمام معاملات کا طے پانا وعدہ ایفا کرنے سے ہی ممکن ہے اس کے برعکس اگر اس ذمہ داری کو نبھانے میں سستی۔ کوتاہی یا غفلت کا ارتکاب ہو جائے تو ماحول میں تلخی۔ غم وغصہ۔ بے اعتمادی اور ناخوشگواری کا پیدا ہونا فطرتی عمل ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ نبھانے کی تلقین کی ہے جس کا اظہار مندرجہ ذیل آیات قرآنی سے واضح ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے عہد و پیمان اور معائدے پورے کیا کرو......"

[المائدۃ ۵ آیت ا جزو]

"یہی اہل عقل و سلیم اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو وفا کرتے ہیں لیکن پیمان شکنی نہیں کرتے"

[الرعد ۱۳ آیت ۲۰]

"......عہد وفا کرو۔ کیونکہ عہد و پیمان کا محاسبہ ہونا شدنی ہے"

[الاسراء ۱۷ آیت ۳۴ جزو]

"اصل یہ ہے کہ جو کوئی اپنا وعدہ وفا یا پورا کرتا ہے اور اللہ اور اس کی ہدایت کی طلب و جستجو رکھتا اور اپنی گمراہی اور اس کے قانون مجازات سے ڈرتا ہے تو یقین جانو کہ اللہ متقیوں یعنی اہلِ آرزو

Marfat.com

وخشیت کو دوست رکھتا یا اُن سے محبت کرتا ہے''

[آل عمران ۳ آیت ۷۶]

''نیز اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کو پورا کرو...''

[النحل ۱۶ آیت ۹۱]

عہد کا پورا نہ کرنا اخلاق حسنہ کے منافی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ۔

''ہم نے ان میں سے اکثر کو اپنے عہد پر قائم نہ پایا۔ بلکہ ہم نے ان میں سے اکثر کو فاسق یعنی بد عہد و بدکردار پایا''

[الاعراف ۷ آیت ۱۰۲]

''پھر جو اس عہد سے برگشتہ ہوجائیں یا زبان دے کر مکر جائیں تو وہی عہد شکن و بد کردار ہیں''

[آل عمران ۳ آیت ۸۲]

باہمی مشاورت

دوران زندگی ہر انسان کا بے شمار شعبوں۔ کاموں اور امور ضروریات سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اسے کاروباری معاملات میں اتار چڑھاؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خاندانی اور عائلی مسائل کو دیکھنا پڑتا ہے مصائب و تکالیف کو برداشت کرنا پڑتا ہے چونکہ ہر فرد ہر شعبہ ہائے زندگی اور ہر امر کا نہ تو کماحقہ تجربہ رکھتا ہے اور نہ ہی مناسب علم و فن۔ اس لئے اسے ان مسائل کے حل کے لئے دوسروں سے مدد درکار ہوتی ہے۔ مشاورت اخلاق حسنہ کا ایک ایسا حسین جزو ہے کہ جس سے ان مسائل کے حل میں آسانی پیدا ہوسکتی ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالےٰ نے باہمی مشاورت کی ہدایت کررکھی ہے جسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں ارشاد ربانی ہے۔

Marfat.com

"جو اپنے پروردگار و آقا کی آواز پر لبیک کہتے اور اس کا حکم مانتے ہیں اور صلوٰۃ کو [اپنے تقاضوں، فرائض اور شرائط کے ساتھ] قائم کرتے ہیں' اپنے اہم مسائل باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو [مال و دولت' علم و عرفان' عطائے جاریہ یا جاہ و منصب وغیرہ دیا ہے۔ اس میں سے [ہمارے بندوں کی بھلائی اور فلاح] کیلئے صرف کرتے ہیں"

[الشوریٰ ۴۲ آیت ۳۸]

"ان لوگوں کے بیشتر خفیہ مشورے خیر و حسنہ کے لئے نہیں ہوتے۔ البتہ جو لوگ صدقہ یا احسان یا مالی تعاون یا معروف یعنی حسن عمل کی تلقین و تاکید کرتے ہیں یا لوگوں کے درمیان صلح و آشتی کے منصوبے بناتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ محض رضائے الٰہی کے لئے تو ہم انہیں حسین اجر فراواں دیں گے"

[النساء ۴ آیت ۱۱۴]

مزید فرمایا گیا کہ:

"......[یہ اصول ہمیشہ یار رکھنا کہ] البر یا احسان و حسنہ اور تقوی' یعنی آرزوے ہدایت اور خشیت ضلالت کی راہ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو یعنی ساتھ دو اور مدد کرو لیکن اِثم یعنی سیئہ اور شر کے کاموں میں ایک دوسرے سے ہرگز تعاون نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی طلب و جستجو کرتے اور اس کے قانون مکافات عمل سے ڈرتے رہو۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ [کا قانون مجازات] گرفت کرنے اور سزا دینے میں بڑا ہی سخت ہے"

[المائدہ ۵ آیت ۲ جزو]

Marfat.com

اچھی باتوں پر عمل

اچھا انسان بننے کے لئے اچھی باتوں کی پیروی کرنا ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اچھا انسان ہی معاشرہ کو قوت مہیا کر کے اسے اسلامی معاشرہ میں تبدیل کرنے کا باعث بنتا ہے اور اللہ رب کائنات کے احکامات و ہدایات اور تعلیمات و قوانین کی پابندی اختیار کرنا آسان ہو جاتا ہے اور اس میں خوشدلی اور رغبت کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک کی مندرجہ آیت جلیلہ اس عمل کے لئے حوصلہ فراہم کر رہی ہے۔

"لہٰذا [اے پیغمبر ﷺ] میرے ان بندوں کو یہ نوید سنا دیجئے' جو [ہر] سخن [حق] کو [گوش حق نیوش سے] سنتے ہیں' پھر ان میں سے بہترین باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ [اپنے قوانین احترام آرزو اور ہدایت و تقوی کے مطابق کل زندگی میں] راہ مستقیم دکھاتا ہے اور یہی لوگ اہل عقل سلیم ہیں"

[الزمر ۳۹ آیت ۱۸]

نیک کام

اچھی باتوں کی پیروی کرنا یا اچھی نصیحتوں کے مطابق عمل کرنا ہی نیک کام یا نیک عمل ہے اور نیک اعمال ہی دین حق کا مقصد ہے اور حیات طیبہ کا حسن ہے اس حوالے سے مندرجہ آیات کا مطالعہ کرنا اور ان کے مطابق روزمرہ معمولات کو سنوارنا ہی حقیقت آشنائی ہے۔

"۔۔۔۔[یہ اصول ہمیشہ یاد رکھنا کہ] البر یا احسان و حسنہ اور تقوی' یعنی آرزوئے ہدایت اور خشیت ضلالت کی راہ میں ایک دوسرے سے

Marfat.com

تعاون کرو' یعنی ساتھ دو اور مدد کرو' لیکن اِثم یعنی سیئہ و شر کے کاموں میں ایک دوسرے سے ہرگز تعاون نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی طلب و جستجو کرتے اور اس کے قانون مکافاتِ عمل سے ڈرتے رہو۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ [کا قانون مجازات] گرفت کرنے اور سزا دینے میں بڑا ہی سخت ہے"

[المائدہ۵ آیت۲ جزو]

"....[عدل و احسان اور ایثار قربانی کے کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے میں لگے رہو...."

[البقرہ۲ آیت۱۴۸ جزو]

"اور وہ لوگ کہ جن سے جس قدر بن پڑتا ہے [اللہ کی راہ میں] خرچ کرتے ہیں' باوجود اس کے' ان کے دل [اس کے قانون مجازات کے خوف سے] لرزاں رہتے ہیں کہ انہوں نے [اپنے اعمال کا حساب دینے اور ان کا فیصلہ سننے کے لئے] اپنے پروردگار کے حضور لوٹ کرجانا ہے"
"یہی وہ لوگ ہیں جو [لوگوں سے] احسان کرنے اور حسنات حاصل کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور ان کے حصول میں دوسروں پر سبقت لے جاتے ہیں"

[المومنون۲۳ آیات۶۰، ۶۱]

عدل واحسان' خیر واصلاح۔ لوگوں کے حقوق کا دھیان رکھنے اور نیک کام سرانجام دینے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ختم نہ ہونے والا اجر ہے

"بے شک جو [اہل حسن و عشق] اسلام میں پورے پورے داخل ہوگئے اور انہوں نے خیر و اصلاح ' پاسداری حقوق انسانی اور عدل و احسان کے امور سرانجام دیے۔ ان کو ایسا صلہ ملے گا۔ جو لامتناہی ہوگا"۔

[حٰم السجدۃ۴۱ آیت۸]

Marfat.com

''لیکن جو لوگ ایمان لائے ہیں اور عدل و احسان 'خیر و حسنہ اور اصلاح و پاسداری حقوق انسانی کے کام کرتے ہیں ان کو ایسا صلہ ملے گا جو لا متناہی ہو گا۔

[الانشقاق ۸۴ آیت ۲۵]

''.......جو ایمان لاتے اور عدل و احسان' اصلاح اور حقوق انسانی کی پاسداری کرتے ہیں' اس کے نتیجے میں ان کو لامتناہی اجر ملے گا''

[التین ۹۵ آیت ۶]

نیکی کے کاموں اور عدل واحسان کو ظاہری طور پر کرنے کی بھی اجازت دی گئی ہے اور مخفی طور پر بھی۔ جیسا کہ درج ذیل آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔

''اگر تم احسان و حسنہ یا مالی تعاون و حسن سلوک کی بات کو ظاہر کردو یا مخفی رکھو یا سیئہ و شر سے صرف نظر کرلو تو[تمہیں اس کا صلہ دیا جائے گا] اللہ تعالیٰ تو ہے ہی سیآت کو محو کرنے والا۔ اعمال کی کیفیت و کمیت کی تعین کرنے میں قدرت کاملہ رکھنے والا''

[النساء ۴ آیت ۱۴۹]

اللہ تعالیٰ نیک اعمال کو بہت پسند فرماتا ہے اور اس کا اجر کبھی بھی ضائع نہیں کرتا۔

''اللہ تعالیٰ سچے مومنوں اور عدل و احسان کے کام کرنے والوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کرتا ہے یعنی ان کی تمام سیآت کو محو کر دینے اور ان کو تحفظ دینے' نیز عظیم الشان صلہ دینے کی بشارت دیتا ہے۔

[المآئدة ۵ آیت ۹]

اس سلسلے میں مزید فرمایا گیا۔

''یقینا جو لوگ ایمان لاتے اور عدل و احسان' نیز اصلاح و فلاح کے

Marfat.com

امورسر انجام دیتے ہیں' ہم[اپنے قانون معدلت اور انعام و فضل کے مطابق] حسن عمل کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے"

[الکھف ۱۸ آیت ۳۰]

"اصل یہ ہے کہ جس شخص نے حسین عمل کیلئے یا الکتاب حسنات کیا اور وہ مومن بھی ہوا تو[ہمارے قانون معدلت کے مطابق]اس کی سعی نامشکور نہیں ہوگی۔ یعنی اس کی ہرکوشش کی قدر کی جائے اور اسے اس کا اجر بالضرور ملے گا] کیونکہ ہم اس کے تمام اعمال رقم یا ریکارڈ کئے جاتے ہیں"

[الانبیاء ۲۱ آیت ۹۴]

"[اللہ تعالیٰ کے حکیمانہ قانون مکافات عمل کی حقیقت یہ ہے کہ] جو شخص [روز قیامت و جزا] اعمال صالحہ یا حسین اعمال کے حسین اثرات' یعنی حسنات کے ساتھ[ہمارے حضور]پیش ہوگا' اسے ایسے ہی حسین ثمرات دس گناہ زائد ملیں گے-----"

[الانعام ۶ آیت ۱۶۰ جزو]

سچ بولنا

سچ بولنا۔اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین۔یعنی اسلام کی اساس ہے۔اور مسلمان کے کردار واخلاق کی ایک اہم ترین صفت اور خوبی۔اگر مسلمان کی ذات۔اس کی ہر ہر رگ۔اس کے دل ودماغ اور اس کی نوک وزبان میں سچ رچ بس اور گھل مل گیا ہے۔تو ایسا مسلمان اپنے قول میں صادق۔فعل میں مضبوط وتوانا۔اعمال میں راہ راست اور اپنے رویوں کے مطابق قابل اعتبار مسلمان ہوتا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

"نیز جھوٹی اور غلط باتوں کی آمیزش سے سچ یا سچی باتوں کو مشتبہ و مشکوک نہ بناؤ اور نہ سچ اور سچی باتوں کو مخفی رکھو۔ حالانکہ تم [حقیقت سے] آگہی رکھتے ہو"

[البقرہ ۲ آیت ۴۲]

سچ ایک ایسی خوبی ہے کہ جس سے انسان کا وقار بڑھتا ہے اور اس کی عزت وشہرت میں اضافہ ہوتا ہے علاوہ اس عمل سے مزید فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں مثلاً

۱۔ سچ بولنے والے شخص کو یاد رکھنے کی قطعاً ضرورت نہیں رہتی کہ کسی مخصوص معاملہ میں وہ اس سے قبل کیا کچھ بیان کر چکا ہے یا اظہار کر چکا ہے کیونکہ سچ۔ سچ ہی ہے جب بھی کہا جائے سچ ہی ہوگا۔

۲۔ سچ بولنے والے شخص کی نیک نامی یا شہرت بطور ایماندار آدمی کے ہو جاتی ہے اور اس کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔

۳۔ لوگوں کی اکثریت سچے آدمی کی پیروی کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور وہ قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے۔

۴۔ سچے آدمی کو ذہنی دباؤ۔ منفی اثرات اور غیر ضروری تفکرات سے نجات حاصل ہو جاتی ہے اور وہ نسبتاً پر سکون زندگی گزار سکتا ہے۔

۵۔ سچائی اور ایمانداری آدمی کو پر اعتماد۔ بہادر اور جرأت مند بننے میں مدد دیتی ہے اور اس طرح عدم مساوات غیر ضروری غلبہ۔ دنگا فساد۔ جھگڑا وغیرہ کی صورت ہمت وحوصلہ سے مسائل کو حل کرنے میں مددگار ہو سکتا ہے۔

۶۔ سچائی کی بدولت سچا آدمی محرک۔ زیادہ با اثر اور ترغیب دینے والا اور ہر دلعزیز اور مقبول ہو جاتا ہے۔

۷۔ سچا آدمی اپنی سچائی کی بنا اپنے اور دوسروں کے لئے مفید اور فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔

اس طرح سچے آدمی کے لئے دنیاوی اور آخروی زندگی خوشگوار اور آسودہ ہو جاتی ہے لہٰذا ہر مسلمان کو اسے اختیار کرنے میں کوتاہی نہ کرنا چاہیے۔

Marfat.com

رسول اللہؐ کا فرمانِ حق ہے کہ:

ا: ہمیشہ سچی بات کہہ اگرچہ ناخوشگوار اور کڑوی ہو۔

۲: اچھی اور میٹھی بات بھی صدقہ ہے۔

اچھے اخلاق میں مندرجہ ذیل رویے بھی شامل ہیں:

جب کوئی کام بخوبی سرانجام پا جائے تو اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنا چاہیے یعنی ''الحمد اللہ'' کہنا چاہیے۔

''اور کہیں گے کہ شکر ہے اُس اللہ کا جس نے ہم سے غم دُور کر دیا۔ یقینا ہمارا رب بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔''

[فاطر ۳۵۔آیت ۳۴]

جب کسی کام کرنے کا ارادہ ہو تو اُس وقت ''انشاء اللہ'' کہنا ضروری ہے۔

''دیکھو! کسی شئے سے متعلق ہرگز نہ کہنا کہ میں اسے کل کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ (اپنے قانونِ مشیت و حکمت کے مطابق) چاہے تو (کردوں گا) پھر جب اپنے پروردگار کا نام لینا بھول جاؤ تو یاد آنے پر اس کا نام لے لیا کرو اور کہو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ کامیابی کی راہ مجھ پر کشادہ کر دے گا۔

[الکھف ۱۸۔آیات ۲۳،۲۴]

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مشاہدہ کرنے پر ''ماشاء اللہ'' کہنا چاہیے۔

''چنانچہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو (شکر نعمت کرتے ہوئے) تو نے کیوں نہ کہا: 'وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ (اپنے قانونِ تدبیری و حکمت کے مطابق) چاہتا ہے۔ ایسا کرنے کی قدرت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے------''

[الکھف ۱۸۔آیت ۳۹ جزو]

رسولِ اکرم و اکبرؐ کے فرمان کے مطابق اخلاق حسنہ میں مندرجہ ذیل عوامل بھی شامل ہیں لہٰذا اِن کو اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ

Marfat.com

بنا کر اُسوۂ حسنہ رسول کی پیروی لازم ہے۔

۱: گفتگو میں سچائی
۲: فقرِ اختیاری
۳: سائل کو عطا کرنا
۴: نیکی کر کے بدلہ اتارنا
۵: امانت کی حفاظت
۶: صلہ رحمی
۷: پڑوسی کی خدمت میں عار محسوس نہ کرنا
۸: دوست کی خدمت میں عار محسوس نہ کرنا
۹: مہمان کی تکریم کرنا
۱۰: شرم وحیا

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

12

اخلاق سیئہ

قرآن کریم کی متعدد آیات کریمہ میں انسان یا بشر کو نفس کہا گیا ہے۔ اہل فکر نے نفس کی تین کیفیات کی تشخیص کی ہے۔ پہلی کیفیت کو نفس امارہ کہا گیا ہے جس کا ذکر قرآن حکیم کی سورہ یوسفؑ [۱۲۔۵۳] میں کیا گیا ہے۔ نفس کی دوسری کیفیت کو نفس لوّامّا کا نام دیا گیا ہے۔ جسے سورہ قیامہ [۷۵۔۲] میں ظاہر کیا گیا ہے۔ تیسری کیفیت مطمینہ کہلاتی ہے اور سورہ الفجر [۸۹۔۲۷] کی زینت بنایا گیا ہے۔ ہر نفس اپنے اپنے منصب۔ فرض منصبی یا خدمت تک محدود ہے اور پابند بھی۔

خواہشات۔ تمنیات آرزوہیں اور جذبات شر پیدا کرنا اور ان کو سرعت سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ترغیب دینا نفس امارہ کی فطرت ہے۔ نفس امارہ اپنی خواہشات کی تکمیل میں تاخیر کا قائل نہیں۔ اور اس کے لئے جائز اور ناجائز کی پابندی اسے قبول نہیں اور تاخیر کی صورت حدوداللہ سے تجاوز کرنا اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اور وہ ناجائز۔ ناروا۔ حرام و باطل۔ ناشائستہ۔ اور قبیح ذرائع استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا اور شیطان سے گٹھ جوڑ کر کے اپنے آپ کو مضبوط قوی اور توانا بنا کر غیر شرعی اور برے کاموں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اور معاشرہ میں فساد برپا کرتا رہتا ہے۔

نفس امارہ کی مذموم حرکات اور اعمال خبیثہ کی ابتداء بُرے اخلاق سے ہوتی ہے۔ جس میں بتدریج اضافہ ہوتا

Marfat.com

جاتا ہے اور شدت آتی جاتی ہے آخر کار جس کا نتیجہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب نکلتا ہے حتیٰ کہ انسان اپنے آپ کو یقیناً دوزخ کا حق دار کر لیتا ہے۔

بُرے اخلاق یا خصائل مذمومہ کچھ اس طرح ہیں۔

قول و فعل میں تضاد:

آدمی اگر کہے کچھ اور کرے کچھ اور تو اسے قول و فعل میں تضاد سے تعبیر کیا جاتا ہے جو فساد برپا کرنے کی ایک قسم ہے اور دُور رس نتائج کا حامل ہے۔ اور قوموں کی زندگی میں گراوٹ اور نفاق کا سبب ہے۔ جو بھیانک نتائج کا شاخسانہ ہے۔

قول و فعل میں تضاد کا ذکر قرآن پاک نے اس طرح کیا ہے

''اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں' جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے''

[الشعراء۲۶ آیت۲۲۶]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم ایسی باتیں [زبان سے] کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے؟''

''اللہ کے نزدیک یہ بڑا ہی مذموم اور سخت ناپسندیدہ فعل ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہیں کرتے''

[الصف۶۱ آیات۲' ۳]

بذاتِ خود باعمل نہ ہونے کے باوجود دوسروں کو نصیحت کرنا بھی قول و فعل کا تضاد ہے۔ معاشرہ میں اس برائی یا بد اخلاقی کی جڑیں بہت مضبوط اور گہری ہیں اور ہر آدمی ہر موقع پر دوسروں کو نصیحت کرتا نظر آتا ہے حالانکہ اکثر ناصح خود اُن برائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ دوغلا پن یا منافقت اسلامی تعلیمات کے اُلٹ ہے اور اس سے اجتناب کرنا ہی پسندیدہ عمل ہے جس کا اظہار درج ذیل آیات قرآنی میں موجود ہے۔

''......وہ اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے تھے جو ان کے دلوں میں نہ تھا اور جو وہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں اللہ ان سے بھی کہیں زیادہ اس

Marfat.com

سے آگاہی رکھتا ہے"

[آل عمران ۳ آیت ۱۶۷ جزو]

"یہ کیا تم لوگوں کو البر یعنی حسنہ و خیر' انفاق و احسان اور اعمال صالح کرنے کی تلقین تو کرتے ہو۔ مگر اپنے آپ سے صرف نظر کئے رہتے ہو۔[یعنی خود یہ کام نہیں کرتے] حالانکہ تم الکتاب[اللہ کی کتاب] کو پڑھتے اور اس کا درس دیتے ہو۔ پھر تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے یعنی سمجھتے بوجھتے کیوں نہیں؟"

[البقرہ ۲ آیت ۴۴]

جھوٹ بولنا:

دروغ گوئی یا جھوٹ بولنا بہت بڑی بداخلاقی اور تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ بھی قول و فعل کے تضاد کے زمرہ میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ دروغ گو کی شخصیت اپنی اس عادت کی بنا پر کھلی ہو جاتی ہے اسے اپنا جھوٹ چھپانے کی خاطر یا اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے بہت سے مزید جھوٹ بولنا پڑتے ہیں جھوٹ چونکہ آخر کار ظاہر ہو ہی جاتا ہے اس لئے قرابت داروں۔ دوستوں وغیرہ میں اسکا وقار اور عزت و احترام ختم ہو جاتا ہے اور معاشرہ میں وہ بدنام ہو جاتا ہے۔ جھوٹ اور جھوٹے آدمی کے بارے قرآن حکیم و مجید مندرجہ ذیل آیات مکرمہ میں اظہار کرتا ہے۔ جن سے جھوٹے آدمی کی شخصیت کے متعدد پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔

"......نیز دروغ گوئی سے اجتناب کرو"

[الحج ۲۲ آیت ۳۰ جزو]

"......ہم باطل[کی ہر شکل جیسے جھوٹ' بہتان وغیرہ وغیرہ] کو سچ کی مار مارتے ہیں تو وہ اس کا کچومر نکال دیتا ہے۔ نتیجۃً وہ نابود ہوجاتا ہے۔ تم نے[اے باطل پرستو! آخر] تباہ ہو نا ہے اپنی ان [جھوٹی باتوں کی]پاداش میں جو تم بیان کرتے ہو"

[الانبیآء ۲۱ آیات ۱۸ جزو]

Marfat.com

''[لوگو!] کیا میں تمہیں بتاؤں که شیاطین کس پر اُترتے ہیں؟''
''وہ تمام جھوٹے اور بدکار لوگوں پر اُترتے ہیں''
''جو ان کی طرف کان لگائے رکھتے ہیں اور اکثر جھوٹ بولتے ہیں''

[الشعرآء۲۶ آیات ۲۲۱ سے ۲۲۳]

''وہاں وہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ''

[الانبا۷۸ آیت ۳۵]

قرآن حکیم و مجید کے مطابق جھوٹے آدمی کی گواہی قابل قبول نہیں۔

''.........تو[ان کی تہمت کی سزا یہ ہے که] اُنہیں اسی [۸۰] کوڑے لگاؤ۔ اور بعد ازاں ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو' اس لئے که یہ قانون شکن لوگو ہیں''

[النور۲۴ آیت ۴ جزو]

جھوٹا آدمی منافقین میں شمار ہوتا ہے۔

''اُن کے قلوب [= دل و دماغ] میں[نفاق] کی بیماری ہے۔ اللہ [اپنے قانون آرزو اور قانون مجازات کے مطابق] انکی یہ بیماری [منافقت] اور زیادہ کرتا جاتا ہے اوران کے لئے کریناك عذاب ہے اس لئے که وہ جھوٹ بولتے ہیں''

[البقرہ۲ آیت ۱۰]

جھوٹا آدمی ہدایت اور اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے

''.......بلاشبہ اللہ[اپنے قانون ہدایت و تقوی کیمطابق] اُسے اپنی حسین و راست اور قائم و دائم رہنے والی شاہراہ کی طرف رہنمائی نہیں کرتا جو جھوٹا۔سخت منکر توحید ہو''

[الزمر۳۹ آیت ۳ جزو]

Marfat.com

"بلاشبہ جو لوگ پاک دامن اور معصوم مومن عورتوں پر اتہام لگاتے ہیں، اُن پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت ہے یعنی وہ اللہ کی رحمت و مغفرت سے دور و محروم ہوں گے، نیز انہیں بڑا کربناک عذاب ملے گا"

"اس روز[حساب و جزا] ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں، ان کے خلاف جو وہ کیا کرتے تھے، گواہی دیں گے"

[النور۲۴ آیات۲۳، ۲۴]

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن جھوٹ نہیں بولتا یعنی جھوٹا شخص مومن نہیں ہوسکتا۔ روزمرہ کے معمولات میں جھوٹ اور خیانت کا شامل ہوجانا بے برکتی اور روزی میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ علاوہ بے سکونی اور بے اتفاقی کا پیدا ہونا بھی اس کا نتیجہ ہے۔

وعدہ خلافی:

سب لوگ خواہ وہ کسی بھی مذہب۔ مسلک یا قوم سے متعلق ہوں بخوبی جانتے ہیں کہ وعدہ وفائی بہت بڑی نیکی اور وعدہ خلافی بدترین بدی ہے۔ گھریلو یا خاندانی معاملات ہوں۔ دور و نزدیک کے قرابت دار ہوں یا وسیع تر معاشرتی ماحول۔ کاروباری لین دین یا سیاسی تعلقات ہوں یا بین الاقوامی روابط ہوں ان میں وعدہ یا میثاق بہت اہمیت کا حامل ہے اکثر وعدہ خلافی کی بنا پر کشیدگی پیدا ہوجاتی ہے اور بعض اوقات اس میں شدت پیدا ہونے سے لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے ایسا معاشرہ جس میں وعدہ خلافی عادت بن چکی ہے وہ کسی صورت نیک اور قابل ستائش نہیں کہلاتا ہے۔ اس بداخلاقی کے طرز عمل کے بارے قرآن مجید اس طرح اظہار کرتا ہے۔

"کیا یہ واقعیت نہیں کہ جب بھی انہوں نے[اللہ سے ایمان بالرسالت کے ذریعے] مضبوط عہد و پیمان کیا تو ان میں سے ایک گروہ نے اس عہد کو دور پھینک دیا[یعنی اس کا احترام کیا نہ اس کو پورا کیا] اصل یہ ہے کہ اس میں سے اکثریت ان کی ہے جو دل سے ایمان لاتے ہی نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکام اور تعلیمات کو تسلیم بالعمل کرتے ہی

Marfat.com

نہیں ہیں''

[البقرہ۲ آیت۱۰۰]

''پھر جو اس عہد سے برگشتہ ہو جائیں یا زبان دے کر مُکر جائیں تو وہی عہد شکن و بد کردار ہیں''

[آل عمران۳ آیت۸۲]

''ہم نے ان میں سے اکثر کو اپنے عہد پر قائم نہ پایا' بلکہ ہم نے ان میں سے اکثر کو فاسق یعنی بد عہد و بدکردار پایا''

[الاعراف۷ آیت۱۰۲]

اس بارے مزید تلقین اس طرح ہے۔

''نیز اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کو پورا کرو' جب اسے کرچکے ہو۔ اور اپنی قسموں کو پکا کردینے کے بعد نہ توڑو' حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن مقرر کرچکے ہو۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو''

[النحل۱۶ آیت۹۱]

ریاکاری:

ریاکاری بھی معاشرتی بیماری اور اخلاقی برائی ہے۔ اسے خودنمائی یا دکھاوے کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ریاکار لوگ دوسروں کی نظر میں اپنے آپ کو نیک اور پارسا ظاہر کرنے کیلئے اچھے کام کرتے ہیں حالانکہ ان کی نیت تقویٰ۔ پرہیز۔ پاکیزگی اور نیکی کرنے کی نہیں ہوتی۔ اور صریحاً دھوکہ دہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو ایک قابل سزا جرم ہے۔

قرآن پاک میں درج ہے۔

''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو [قوت کے نشے میں] اپنے گھروں سے [میدان جنگ جانے کے لئے] اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھاوے کی خاطر نکلے تھے۔ اب لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اللہ [کا

Marfat.com

علم] ان کے تمام اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے"

[الانفعال ۸ آیت ۴۷]

"جو ریاکاری یا دکھاوا کرتے ہیں ۔یعنی صلوٰۃ کو حسن عبادت۔ قرب و حضوری کا وسیلہ ' آنکھوں کی ٹھنڈک اور جنت کی کنجی اور اپنی ذات کے نور کی تکمیل کا ذریعہ سمجھ کر نہیں' بلکہ اپنے آپ کو عابد و زائد اور پرہیز گار ثابت کرنے کے لئے ادا کرتے ہیں"

[الماعون ۱۰۷ آیت ۶]

"......اور جب وہ صلوٰۃ قائم کرنے لگتے ہیں تو بے دلی و کاہلی سے قیام کرتے ہیں۔ محض لوگوں کو دکھانے یا ان کے دکھاوے کیلئے' نیز بہت کم اللہ تعالیٰ کا ذکر و اذکار کرتے ہیں"

[النسآء ۴ آیت ۱۴۲]

"اور جو لوگ اپنا مال و دولت لوگوں کے دکھانے یعنی نام و نمود کی خاطر خرچ کرتے ہیں وہ[دراصل] اللہ کے قوانین و احکام اور تعلیمات کو تسلیم بالیقین و عمل نہیں کرتے اور نہ روز قیامت نشاۃ ثانیہ اور روز حساب و جزا کو[ان کا ہم نفس و ہم نشین شیطان ہوتا ہے] جس نے شیطان کو اپنا ہم نفس و ہم نشین بنایا[وہ اس کی طرح ملعون و مغضوب ہوا کیونکہ] وہ بڑا ہی گھناؤنا اور خطرناک ہم نفس و ہم نشین ہے"

[النساء ۴ آیت ۳۸]

دل جس کام کے کرنے کو چاہے یا اس کی تصدیق میں حیل وحجت کرے اور مجبوراً وہ کام بیرونی دباؤ کے تحت کرے تو ایسے احسن اور نیک کام بھی ریاکاری کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ جن کا میزان ووزن نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ درج ذیل آیت مقدسہ اسی حالت کا اظہار ہے۔

Marfat.com

''اورا ن کے انفاق ' یعنی خرچ کئے ہوئے مال قبول نہ ہونے کا سبب صرف یہ یہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اوراس کے پیغمبر اعظم و آخر کو تسلیم بالیقین کرنے سے انکار کیا ہے' نیز وہ صلوٰۃ کیلئے آتے ہیں۔ تو تسائل و کسلمندی کے ساتھ' اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' مگر سخت ناگورای کے ساتھ۔''

[التوبہ۹ آیت۵۴]

دھوکہ بازی۔چال بازی اور مکروفریت:

اللہ تعالیٰ جو غیبت کو جاننے والا ہے انسانوں پر واضح کررکھا ہے کہ شیطان الرجیم بنی نوع انسان کو اپنی وسوسہ انگیزی اور چال بازی سے گناہ اور برے کاموں میں ملوث کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم اور بخشش ومغفرت سے دور کرتا رہتا ہے۔انسانوں کو دھوکہ بازی۔چال بازی اور مکروفریب میں مبتلا کرنا بھی شیطانوں کے فرائض میں شامل ہے لہٰذا مسلمانوں سمیت تمام انسانوں کو ہوشمندی سے کام لیتے ہوئے شیطانوں کے اس مذموم حربے سے بچنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔قرآن حکیم ان بداخلاقیوں کے بارے اس طرح وضاحت کرتا ہے۔

''جو کوئی عزت کی آرزو رکھتا ہے[اسے جان لینا چاہیے کہ] ہر قسم کی عزت دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اسی کی طرف پاکیزہ باتیں چڑھتی ہیں ۔ اور وہ عدل و احسان اور خیرو حسنہ کے کاموں کو بلند کرتا ہے۔ جو لوگ بھیانک چالیں[جن کے اثرات قبیح اور آتش انگیز ہوتے ہیں] چلتے ہیں۔ ان کو[قانون مکافات عمل کی رو سے ذلت و مسکنت اور محرومی و حسرت کی] انتہائی شدید اذیتیں سہنا پڑیں گی۔ کیونکہ ان کی چالیں بیکار ہیں''

[فاطر۳۵ آیت۱۰]

''کیونکہ وہ [اللہ کی] زمین میں سرکشی کرتے تھے اور ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے لیکن ریشہ دوائیاں اور بری چالیں تو ریشہ دوانی

Marfat.com

کرنے والے ہی کو ہلاک و برباد کرتی ہیں----''

[فاطر ۳۵ آیت ۴۳]

''اپنا مال و منال آپس میں ناجائز ہتھکنڈوں سے کھایا نہ کرو' اور نہ دولت کو[رشوت کا] ذریعہ بنا کر حکام کے پاس پہنچ جاؤ۔ تا کہ [فیصلہ اپنے حق میں کرا کر]لوگوں کے مال و دولت کا کچھ حصہ خود ناحق کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو[کہ یہ ظلم و گناہ ہے]

[البقرہ ۲ آیت ۱۸۸]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ یعنیٰ نظام اسلام میں داخل ہوچکے ہو! ایک دوسرے کا مال آپس میں جھوٹ اور غلط ہتھکنڈوں کے زریعے نہ کھاؤ---''

[النسآ ۴ آیت ۲۹ جزو]

تہمت اور بہتان تراشی ۔ الزام تراشی:

انسانی اخلاق و کردار میں دوسروں پر تہمت لگانا اور بہتان ترشی والزام تراشی ایک بہت بڑی برائی ہے جو اسلامی معاشرہ کی بدنامی کا باعث ہے۔ اور لوگوں کے باہمی تعلقات کو پراگندہ کرنے کی کوشش۔

کسی دشمن کو نیچا دکھانے یا اسے لوگوں کی نظروں سے گرانے یا بدنامی کرنے کیلئے تہمت یا بہتان تراشی کا حربہ اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کو چھپانے یا ان کے منفی اثرات سے بچنے کیلئے دوسروں پر الزام تراشی بھی کی جاتی ہے۔ اپنی نااہلی یا نالائقی کی وجہ کسی کام کے مکمل نہ ہوسکنے پر بھی دوسروں پر تہمت لگانا یا ذمہ دار ٹھہرانا بھی ایک بہت بڑی بداخلاقی ہے۔ اس بارے قرآن حکیم و مجید میں اس طرح درج ہے۔

''اور جو شخص قصور یا جرم تو خود کرے اور اسے کسی بے گناہ کے سرمنڈ ہے تو اس نے بہتان اور منہ بولتے گناہ[کے گھناو نے نتائج] کا بار گراں اٹھا لیا''

[النسآء ۴ آیت ۱۱۲]

Marfat.com

''دیکھو! جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر' بغیر کچھ ناروا کام نہ کرنے کے باوجود اتہام لگا کر تکلیف پہنچاتے ہیں' وہ بہتان لگانے کا اور کھلے گناہ کا بھی بوجھ اٹھاتے ہیں''

[الاحزاب ۳۳ آیت ۵۸]

مزید وضاحت درج ذیل آیت کریمہ میں کی گئی ہے۔

''بلاشبہ جو لوگ پاکدامن اور معصوم مومن عورتوں پر اتہام لگاتے ہیں۔ ان پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے دور و محروم ہوں گے؛ نیز انہیں بڑا کربناک عذاب ملے گا۔

[النور ۲۴ آیت ۲۳]

خالق کائنات اللہ رب العزت اپنے □وں پر رحم کرنے والا ہے اس لئے گناہ سرزد ہونے کے □ اگر کوئی گناہ گار احساس ندامت کے تحت اپنے پروردگار و آقا سے توبہ کیلئے التجا کرے اور معافی کا طلب گار ہو۔ تو اللہ معاف کرنے والا ہے۔

''اس سے مستثنی وہ لوگ ہیں جو اس کے بعد ندامت و عزم بالجزم کے ساتھ 'مغفرت کیلئے اللہ سے رجوع کرتے اور اپنی اصلاح کرلیتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سیآت محو کرنے اور ان سے تحفظ فراہم کرنے والا۔ بے حد ترس کھانے' بخشنے اور رجوع برحمت کرنے والا ہے۔''

[النور ۲۴ آیت ۵]

غیبت۔ چغل خوری۔ عیب جوئی:

انسان اپنی اخلاقی کمزوریوں اور شیطانی وسوسہ اندازیوں کی شہ پر طرح طرح کے بداخلاقی اور گناہوں کے مشاغل میں الجھتا جاتا ہے اور بغیر سوچے سمجھے اپنی دنیا اور عاقبت کو داغدار کرتا جاتا ہے۔ غیبت۔ چغل خوری اور عیب جوئی

Marfat.com

□ ایک اسی قسم کی اخلاقی لعنت ہے جو انسان۔ اس کے عزیز و اقارب اور معاشرتی زندگی کے لئے بدنما داغ ہے جس سے اجتناب کرنا انتہائی ضروری ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت شک [اور گمان] کرنے سے اجتناب کرو کہ بلاشبہ بعض بد گمانیاں گناہ ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے [کے عیوب] کی ٹوہ میں نہ رہو اور تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت ہی کرے۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا گوراہ ہو؟ دیکھو [یقینا] تمہیں خود اس سے گھن آتی ہے۔ اللہ [کے قرب و رضوان] کی طلب و آرزو اور تقوٰی اختیار کرو۔ اللہ بار بار توبہ قبول کرنے والا۔ ترس کھانے اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔"

[الحجرات ۴۹ آیت ۱۲]

"[وہ شخص] جو لگائی بجھائی کرنے اور چغلیاں کھانے کے لئے ادھر اُدھر آتا جاتا ہے"

[القلم ۶۸ آیت ۱۱]

"ہر اس شخص کیلئے بربادی مقدر ہے جو [بالمشافہ] طعن و تشیع اور پیٹھ پیچھے برائی کرنے کا عادی ہے"

[الھمزۃ ۱۰۴ آیت ۱]

برائی تشہیر کرنے سے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے۔

"اللہ سبحانہ ' تعالیٰ ہر گز پسند نہیں کرتا کہ کوئی انسان اس شخص کے سوا جو ستم رسیدہ اور مظلوم ہو' کسی کی برائی کی تشہیر کرتا پھرے اور [یادرکھو کہ] اللہ تعالیٰ تو ہے ہی سب کچھ سننے والا۔ سب کچھ جاننے والا۔"

[النسآء ۴ آیت ۱۴۸]

Marfat.com

کینہ۔حسد۔تنگ نظری:

کینہ۔حسد ایک ایسی ذہنی بیماری ہے کہ جو حاسد کی ذات تک محدود رہتی ہے اور اکثر جس سے حسد کیا جاتا ہے یا جس کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے اسے اس کی خبر نہیں ہوتی۔کسی کی پُرکشش ذات۔یا کوئی اچھی قیمتی چیز یا کسی کی دولت دیکھ کر یا کسی آسودہ حالی۔مال اور اولاد کو دیکھ کر کوئی شخص اپنے اندر کڑھتا اور جلتا رہتا ہے اور اس کی قوت برداشت جواب دے جاتی ہے۔اس بیماری سے حاسد چڑ چڑا۔کینہ پرور۔جھگڑالو ہونے کے علاوہ منافقانہ رویہ اپنا لیتا ہے۔اس عمل سے حاسد اکثر اپنی ہی ذات کو نقصان پہنچانے کا باعث بنتا ہے۔اس حوالے سے درج ذیل آیات کا ملاحظہ کریں"

"اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کو جو [نعمتیں] عطا کی ہیں اس باعث وہ ان سے حسد کرتے ہیں....."

[النساء۴ آیت ۵۴ جزو]

"اہل کتاب میں سے اکثر لوگ اپنے حسد کے باعث چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر تمہیں کفر کی طرف لوٹا دیں حالانکہ حق پوری طرح ان پر واضح ہوچکا ہے....."

[البقرہ۲ آیت ۱۰۹ جزو]

حسد کے باعث کئی ضمنی اثرات یا خرابیاں اور نقصان دہ عادات انسانی شخصیت پر وارد ہوجاتی ہیں مثلاً قوت برداشت میں کمی۔تحمل، ختم ہوجانا۔صبر۔حوصلہ اور بردباری کا غائب ہوجانا۔علاوہ تنگ نظری تندخوئی۔جھگڑالوپن اور بد مزاجی کا طبیعت میں شامل ہوجانا وغیرہ وغیرہ۔یہ خامیاں انسان کو دوسروں کی نظروں سے گرانیکے علاوہ تعلقات کو کشیدہ کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

"سخت بد اعمال [و بد زبان] سرکش اور جفا کار ہے۔ اور ان سب عیوب کے ساتھ بد اصل [اور عالم میں رسوا] بھی ہے"

[القلم۶۸ آیت ۱۳]

Marfat.com

تکبر غرور۔ خودنمائی:

دوسروں کے مقا ￼میں اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اعلیٰ اور برتر تصور کرے یا دوسروں کو ادنیٰ اور کم تر خیال کرے تو ایسا شخص متکبر یا مغرور کہلاتا ہے۔ اوراس کی یہ عادت یا خصلت تکبر اور غرور کہلاتی ہے۔ یہ عادت انسان کیلئے ایک مہلک بیماری ہے جو اسے گھن کی طرح چاٹ جاتی اور کھوکھلا کر دیتی ہے اور اسے شیطان کا پیروکار ￼ دیتی ہے کیونکہ تکبر کی ￼ پرہی شیطان عزت ووقار کے عروج سے نکل کر راندہ ہوا درگاہ اور قیامت اور ￼از قیامت تک لعنت زدہ قرار پایا۔

اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ دین حق یعنی نظام اسلام کی وساطت سے دنیا میں ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے کو پسند فرماتا ہے کہ جو حسین وخوشگوار اور امن وسلامتی کا مرقع ہو، جہاں لوگ پیار ومحبت ۔ ￼ئی چارہ۔ آزادی۔ مساوات خوشحالی اور عدل واحسان ۔حق وصداقت سے زندگی بسر کر سکیں۔ لیکن تکبر جو کثیر الاجہتی اخلاقی بیماریوں کا مجموعہ اور بنیاد ہے۔ ایسا معاشرہ قائم کرنے کے راستے میں ایک مضبوط رکاوٹ ہے اللہ اعظم واکبر اور رسول مکرم تکبر اور متکبر کو پسند نہیں فرماتے اسی لئے قرآن حکیم میں اس موضوع کے حوالے سے متعدد آیات مقدسہ موجود ہیں جن سے اس کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ

"[اے بنی نوع انسان! یاد رکھو] تمہارا معبود و حاکم صرف ایک ہی معبود و حاکم ہے[اور وہ اللہ وحدہٗ لا شریک ہے] لیکن جو لوگ آخرت یعنی نشاۃ ثانیہ اور روز حساب و جزا کو تسلیم بالقین نہیں کرتے۔ان کے قلوب' یعنی دل و دماغ توحید اُلوہیت کا انکار کرتے ہیں' اور وہ زعم کبریائی میں مبتلا ہیں یعنی اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں"

[النحل۱۶ آیت۲۲]

"دیکھو! یہ لوگ جو باتیں چھپاتے اور جو کام چھپ کر کرتے ہیں' اور جو باتیں اور کام کھلم کھلا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یقینا سب کچھ جانتا ہے[کیونکہ وہ عالم الغیب والشمادۃ ہے۔] بلاشبہ وہ تکبر کرنے والوں

Marfat.com

یعنی اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا''

[النحل ۱۶ آیت ۲۳]

''.....لیکن جنہوں نے اس کی عبودیت و فرماں برداری میں عار محسوس کی اور تکبر کیا ' یعنی ایسا کرنے کو اپنی کسر شان سمجھا تو ہم [اپنے قانون مجازات کے مطابق] انہیں اذیت ناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔پھر وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے کوئی حامی و دوست پائیں گے نہ مددگار و شفیع۔''

[النسآء ۴ آیت ۱۷۳ جزو]

''اُن کو جتایا جائے گا : تمہارا یہ انجام اس لئے ہوا ہے کہ تم زمین [دنیا] میں غیر حق [اور باطل] پر مگن تھے اور اس پر اتراتے تھے''

''اب جاؤ جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ جہاں تم کو ہمیشہ رہنا ہے اور وہ بہت ہی بُرا اور غم انگیز ٹھکانہ ہے' تکبر کرنے والوں کا''

[المومن ۴۰ آیات ۷۵ ' ۷۶]

لوگوں کی کمزور مالی حالت یا دنیاوی وسائل کی کمی کی پر ان سے نفرت کرنا اور حقارت کی نظر سے دیکھنا تکبر ہے۔

''دیکھئے! ہر حال میں ان لوگوں کے ساتھ وابستہ رہنے پر قناعت کریں۔ جو اپنے پروردگار کے رضوان و قرب کی خاطر صبح و شام اسے پکارتے ہیں یعنی اس کی رحمت و مغفرت اور نصرت و ہدایت طلب کرتے رہتے ہیں۔ دیکھئے! آپ کی نظر التفات ان سے ہٹنے نہ پائے کہ [مبادا] آپ کے دل میں دینوی زندگی کی شان و شوکت کی خواہش راہ پانے لگے۔ نیز آپ ان لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ جن کے دل ہم نے [اپنے قوانین احترام آرزو و تقویٰ کے مطابق] اپنی یاد سے غافل کر دئیے ہیں۔ اور ان

Marfat.com

کا کہا نہ ماننا جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں یعنی ان کے مطابق عمل یا زندگی کرتے ہیں۔ اور ان کے امور حد سے تجاوز کر چکے ہیں۔"

[الکھف ۱۸ آیت ۲۸]

اترانا۔ شیخی بگھارنا۔ اکڑ کر چلنا۔ دوسروں کو حقارت سے دیکھنا توہین امیز گفتگو کرنا۔ ناجائز فخر کرنا۔ قوم۔ قبیلہ یا ذات کی ◻ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور فخر کرنا۔ یا حقارت سے دوسروں کا مذاق اڑانا۔ یہ سب تکبر کی شاخیں اور جڑیں ہیں۔ ان تمام اخلاقی خامیوں اور بیماریوں کو اللہ تبارک تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ لہٰذا اہل ایمان کو ہر قیمت پر ان سے چھٹکارا حاصل کرنا اولین ترجیح ہونا چاہیے اس حوالے سے قرآن حکیم و مجید میں مندرجہ ذیل آیات قابل غور اور قابل عمل ہیں۔

"[یہ سب کچھ اس لئے ہے] تاکہ جو کچھ بھی نقصان تمہیں ہوا یا جو کچھ تم سے لیا گیا اور اس پر تم [دل شکستہ نہ ہو اور] غم نہ کھاؤ اور کچھ اللہ تمہیں عطا فرمائے' اس پر اتراؤ نہ [اور نہ شیخی مارو] اور [یادرکھو کہ] اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اترانے والے اور شیخی باز ہیں"

[الحدید ۵۷ آیت ۲۳]

مزید فرمایا گیا۔

"دیکھو! زمین پر اتراتے ہوئے نہ چلنا۔ بلاشبہ تو زمین کو [پائے استکبار سے] شق نہیں کرسکتا۔ اور نہ کبریائی میں تو پہاڑوں تک ہی پہنچ سکتا ہے"

"ان سب کی سیئہ [یعنی ان کے قلب پر غم انگیز و سیاہ اثرات] تیرے پروردگار کو سخت ناپسند ہے"

[الاسراء ۱۷ آیات ۳۷' ۳۸]

"دیکھنا [کہیں نخوت و غرور سے] لوگوں سے منہ نہ موڑنا' اور زمین پر

Marfat.com

اکڑ اکڑ کر چلنا یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کسی شیخی خورے اورفخر کرنے والے کو پسندنہیں کرتا"

[لقمٰن ۳۱ آیت ۱۸]

تکبر کرنے والوں کے لئے سزا کا ذکر مندرجہ ذیل آیات جلیلہ میں کیا گیا ہے۔

"اب جہنم کے طبقات میں داخل ہوجاؤ۔ تمہیں ان میں ہمیشہ رہنا ہے دیکھو! تکبر کرنے 'یعنی اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھنے والوں کا کیا بھیانک ٹھکانہ ہے"

[النحل ۱۶ آیت ۲۹]

"تکبر سے گردن [حق سے] موڑ لیتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کی راہ راست سے بھٹکا دیں۔ [چنانچہ اس جرم کی پاداشت میں ہمارے قانون مجازات کے مطابق] ان کے لئے اس دنیا میں بھی ذلت و رسوائی ہے اور قیامت کے روز ہم انہیں جلادینے والے عذاب کا مزہ چکھائیں گے"

"[اے متکبر و ضدی انسان!] یہ سب کچھ تو نے خود اپنے لئے آگے بھیجا تھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ [اپنے قانون معدلت کے مطابق] اپنے بندوں سے ہرگز نا انصافی کرنے والا نہیں [بلکہ وہ تو ان کا رب عاشق ہے]

[الحج ۲۲ آیات ۹' ۱۰]

خوشامد پسندی:

اکثر لوگ اپنی ناجائز تعریف کو پسند کرتے ہیں ان کے لئے درج ذیل آیت قرآنی باعث عبرت ہے۔

"یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ جو لوگ اپنے کرتوتوں پر اتراتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ جو کارنامے انہوں نے سرانجام نہیں دیے ان سے منسوب کرکے ان کی تعریف و ستائش کی جائے وہ [اپنے اعمال سُوء کے آتشیں اثرات یا] عذاب سے گلو خلاصی پالیں گے [ہرگز نہیں' بلکہ قانون

Marfat.com

مجازات کی روسے] درد انگیز عذاب ان کا منتظر ہے"

[آل عمران ۳ آیت ۱۸۸]

تجسس۔بدگمانی۔شک وشبہ اور افواہیں پھیلانا:

لوگوں کے بارے تجسس کرنا اور شک وشبہ کرنا۔خواہ مخواہ بدگمانی پھیلانا۔غیر متعلقہ باتوں کا کھوج لگانا اور افواہیں اور غلط خبریں پھیلانا اخلاقی اور بری عادات میں شامل ہے۔ایسی باتیں آدمی کی ذات کی بے توقیری۔قرابت داروں میں بے اعتمادی۔نفرت اور بے اتفاقی پیدا کرنے کے علاوہ معاشرہ کو پراگندہ کرنے کا باعث ہیں۔ان سے اجتناب اور ہر طرح احتیاط سے کام لینا سے فوائد کو جنم دیتا ہے اور سے غلط فہمیوں اور ذہنی دباؤ سے نجات کا باعث ہوسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز نہ کرتے ہوئے قرآن مجید میں مندرجہ ذیل آیات کی وساطت سے انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ یا ہے۔

"[اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت شک[اور گمان]کرنے سے اجتناب کرو کہ بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے[کے عیوب] کی ٹوہ میں نہ رہو اور نہ تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت ہی کرے-----"

[الحجرات ۴۹ آیت ۱۲ جزو]

"جو عدل و احسان کے کاموں اور مال میں بخل کرنے والا' حدود شکن اور شک کرنے والا ہے"

[قٓ ۵۰ آیت ۲۵]

"اصل یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ محض قیاس و گمان کے پیچھے چلتے ہیں۔ حالانکہ قیاس و گمان کسی طرح بھی حق الیقین کے مقابلے میں کارآمد نہیں ہوسکتا۔ یادرکھو! تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا علم کلی رکھنے والا ہے"

[یونس ۱۰ آیت ۳۶]

Marfat.com

اس سلسلے میں مزید بتایا گیا کہ

"اور ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو تیری طرف کان [تو] لگاتے ہیں [لیکن گوش حق نیوش سے نہیں سنتے اور نہ دل سے تسلیم بالیقین کرتے ہیں...."

[محمد ﷺ ۴۷ آیت ۱۶ جزو]

"[اے نبی ﷺ] اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو مدینے میں جھوٹی افواہیں پھیلاتے ہیں' اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کے خلاف کھڑا کردیں گے' پھر اس کے بعد وہ آپ کے پڑوس میں تھوڑی ہی مدت رہ سکیں گے"

[الاحزاب ۳۳ آیت ۶۰]

کسی طمع یا لالچ یا ذاتی فائدہ کے لئے کسی پر احسان کرنا بداخلاقی میں شمار ہوتا ہے۔

"اور مت احسان کرو' بدلے میں زیادہ لینے کی خاطر"

"اور اپنے رب [کی رضا کے لئے اور تبلیغ دین] کی راہ میں پیش آنے والے مصائب و مشکلات کو استقامت و پامردی کے ساتھ برداشت کیجئے [۔اور دل برداشتہ نہ ہوں]

[المدثر ۷۴ آیات ۶' ۷]

فحش گفتگو۔ لغو گوئی۔ یاوہ گوئی۔ بے ہودہ باتیں۔ اخلاق سوز خبر۔

جاہلانہ رسم و رواج اور نیک اور شریف النفس لوگوں کو پریشان اور تنگ کرنا ناپسندیدہ فعل اور قابل نفرت کام ہیں اور بے حیائی بداخلاقی اور تکبر میں شمار ہوتے ہیں اخلاقی نفاست اور کردار کی بلندی کے لئے ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور اہم ہے۔

"بے شک جو لوگ اہل ایمان میں فحش یا بے حیائی کی باتیں پھیلانا یا ان کا چرچا کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں [ہمارے قوانین سعی و اکتساب و

Marfat.com

مجارات کے مطابق] دنیا اور آخرت دونوں میں کرب ناک عذاب دیا جائے گا۔ دیکھو! اللہ[بے حیائی کی اشاعت کی عبرت ناک نتائج و عواقب کا] علم رکھتا ہے لیکن تم علم نہیں رکھتے"

[النور۲۴ آیت ۱۹]

"اور بنی نوع انسان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو فضول باتوں کو ان کی حقیقت معلوم کئے بغیر لے لیتے ہیں۔ اور لوگوں کو اللہ کے راستے[صراط مستقیم] سے گمراہ کرتے ہیں۔ اور ان آیات کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو[اللہ تعالیٰ کے قانون مکافات عمل کے مطابق] ذلیل و رسوا کرنے والا عذاب دیا جائے گا"

[لقمان ۳۱ آیت ۶]

مزید فرمایا گیا کہ

"[کیا تمہیں یاد نہیں کہ] جب ہمارے احکام تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے تھے تو تم اپنی ایڑیوں پر اُلٹے پھر جاتے تھے"

"تم اپنی بڑائی کے نشے میں ان آیات قرآن کی تحقیر کیا کرتے تھے اور راتوں کو اپنی بیٹھکوں میں تم مل کر بد گوئی کیا کرتے تھے"

[المومنون ۲۳ آیات ۶۶' ۶۷]

"[وہ لوگ یاد رکھیں] جو بے شک مومن مردوں اور عورتوں کو ایذا ئین دیتے ہیں] پھر توبہ نہیں کرتے' ان کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا' اور انہیں آگ میں جلایا بھی جائے گا"

[البروج ۸۵ آیت ۱۰]

Marfat.com

برے کام۔

بری صحبت اور بے حیائی ☐ قابل نفرت اور بد اخلاقی کے کام ہیں۔ ان سے اپنے آپ کو بچانا ☐ احسن طریقہ کار ہے۔

"اے لوگو! گناہ کے ظاہر اور اسکے باطن دونوں کو ترک کردو' یعنی گناہ کے ظاہری اور مخفی پہلوؤں سب کو ترک کر دینا انسان پر لازم ہے چنانچہ جو لوگ گناہ [کی سیات] کماتے ہیں ' یاد رکھیں کہ ان کو قانون مجازات کے مطابق ان کے اعمال سُوء کا بدلہ ضرور دیا جائے گا۔"

[الانعام۶ آیت۱۲۰]

"اور جب لوگ بے حیائی کے کام کرتے ہیں۔ تو] اس کے جواز میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ] ہم نے اپنے اسلاف کو ایسا کرتے پایا ہے[جو متقی و پارساتھے]' اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان پر واضح کردو کہ اللہ تعالیٰ کبھی بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ تم کیوں اللہ سے وہ باتیں منسوب کرتے ہو جن کو تم جانتے تک نہیں؟

[الاعراف۷ آیت۲۸]

اس حوالے سے مزید وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

"آپ لوگوں کو بتلادیں کہ میرے پروردگار و آقا نے یہ باتیں حرام قرار دیں ہیں۔

ا۔ فواحش:

ہر قسم کی قبیح و بے حیائی کی باتیں' کھلم کھلا کی جائیں یا چوری چھپے۔

ب۔ تغافل و نافرمانی:

کسی کا حق معلوم غصب و سلب کرنا۔ یہ ناحق زیادتی ہے۔

Marfat.com

ج۔ بلاسند شرک باللہ:

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور قوانین و احکام میں کسی اور کو شریک و سہیم یا معاون سمجھنا اور ٹھہرانا' جس کے جواز کی سند اللہ تعالیٰ نے نازل نہ کی ہو۔

د۔ اللہ تعالیٰ سے متعلق ایسی بات کہنا' جس کا تمہیں علم نہ ہو۔

[الاعراف ۷ آیت ۳۳]

"پھر ان لوگوں کا حشر نہایت بھیانک اور غم انگیز ہوا جو اعمال سوء کرتے تھے۔ یعنی اللہ کے احکام کی قولاً و فعلاً تکذیب کرتے تھے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے"

[الروم ۳۰ آیت ۱۰]

"وہ جو غیر فطری و ناروا کام کرتے تھے ان سے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے۔ جو کرتے تھے بلاشبہ قبیح و غم انگیز تھا"

[المائدہ ۵ آیت ۷۹]

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

13

معاشیات

تجارتی یا کاروباری سرگرمیوں سے معاشرہ کے ہرفرد کا ہروقت واسطہ رہتا ہے خرید وفروخت کا عمل دن ہو یا رات جاری رہتا ہے اور اس کے اتار چڑھاؤ یا ردوبدل سے ہرکسی کا متاثر ہونا لازمی امر ہے۔ جسے نظر انداز کرنا انتہائی مشکل ہے۔

معاشرہ کا حسن اور اس کی خوبصورتی توازن اور اعتدال کی مرہون منت ہے۔ تمام شعبہ ہائے زندگی کی طرح اس اہم شعبہ میں توازن قائم رکھنا روزمرہ کے معمولات کا ضروری حصہ ہے۔ اس لئے کہ خالق کائنات نے کائنات کے ہرحصے اور ہرگوشہ کو حسن اور توازن پر تخلیق کیا ہے۔ اور اس کی ہرچیز اور جزو کو موزوں یا ہے۔ اور اسی توازن کے سہارے نظام کائنات خوش اسلوبی سے متحرک وروان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

"اور] یہ ہماری جمالیاتی۔ ارتقائی تخلیقی فعلیت کا اعجاز ہے کہ] ہم نے مدورکرہ ارض کو پھیلادیا ہے' اور اس میں گراں ذیل پہاڑ استوار

Marfat.com

کردیئے۔ نیز اس میں ہر قسم کی چیزیں ارتقائی و جمالیاتی انداز میں پیدا کیں' جو[اپنے قد و قامت' احوال و ظروف اور افادی اقدار کے اعتبار سے] متوازن و زیبا ہیں"

[الحجر ۱۵ آیت ۱۹]

کاروباری مصروفیات کے لحاظ سے قرآن پاک میں اس طرح درج ہے۔

"اور اسی [اللہ] نے آسمان کو بلند کیا۔ اور اسی نے میزان قائم کردی۔یعنی کائنات کے پورے نظام کو عدل و توازن پر قائم کیا ہے"

"اس کا تقاضا ہے کہ اس کے قائم کردہ عدل و توازن میں خلل نہ ڈالو [اور فساد پیدا نہ کرو]"

"اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور ترازو] یا ماپ تولی کے پیمانوں میں] ڈنڈی نہ مارو"

[الرحمٰن ۵۵ آیات ۷' ۸' ۹]

عدل وتوازن۔ عدل وانصاف یاعدل واحسان کے اس حکم ربانی کا اطلاق اگر اقتصادی۔معاشی۔عدالتی۔ تعلیمی اور دوسرے متعلقہ شعبہ ہائے زندگی پر ہو جائے تو اسلامی معاشرہ کا قیام ممکن ہوسکتا ہے جس سے معاشی تفاوت۔ فقدان عدل واحسان۔عدم انصاف اور محرومی اخوت ومحبت اور تعطل سکون واطمینان سے نجات ہوسکتی ہے۔

لالچ۔ حرص اور بخل کاروباری اور تجارتی بے انصافی اور بددیانتی کا نقطہ آغاز ہے۔ جو ناپ تول میں کمی۔ ناقص بیکار اور ملاوٹ شدہ اشیاء کی فروخت۔ ناجائز اور زیادہ قیمتوں کی وصولی۔ جعلی۔نقلی اور ناقص مصنوعات کی تیاری اور فروخت۔سودا کر کے مکر جانا اور وعدہ خلافی کرنا۔وغیرہ جیسے جرائم کے مرتکب ہوکر معاشرہ کو پراگندہ کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

ناپ تول میں کمی ایک ▯ بڑی ناانصافی اور بددیانتی ہے جو معاشرہ کو گندہ کرنے سمیت بددیانت افراد کے ذہنوں اور جسموں کو ▯ آلودہ کرنے کا باعث ہے اس کے لوگ نجانے میں اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن ▯نے میں

Marfat.com

مصروف رہنے کے باوجود کامیاب تصور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس خبیث عادت ۔ بدترین بداخلاقی اور انتہائی بددیانتی سے قرآن پاک کی متعدد آیات کے ذریعے ان میں ملوث انسانوں کو آگاہ کررکھا ہے جن پر عمل کرنا۔ اللہ تعالیٰ سے معافی و توبہ کرنا اور مستقبل میں اس برائی سے اجتناب کرنا وقت کی ضرورت ہے۔

''اور اے برادران قوم! ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کیا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو' اور ملک میں شرو فساد پھیلاتے نہ پھرو[ورنہ تباہ حال ہو جاؤ گے]

[ھُود ۱۱ آیت ۸۵]

''اگر پیمانے سے[سودا] دو۔ تو پورا بھر کر دو اور تولو تو درست ترازو یا آلہ وزن سے تولو۔ یہ طریقہ کار[تمہارے لئے] موجب خیرو برکت اور انجام کے لحاظ سے خوب تر ہے۔

[الاسراء ۱۷ آیت ۳۵]

مزید ہدایت اس طرح فرمائی گئی کہ

''پیمانے پورے بھرا کرو۔ اور ان [لوگوں] میں سے نہ ہو جانا جو لوگوں کو[وزن ' پیمانے' مقدار' کیفیت یا خالصیت کے لحاظ سے] ان کی چیزیں کم دینے کے عادی ہیں''

''اور ٹھیک ترازو سے تولا کرو''

''لوگوں کو ان کی چیزیں دینے میں کمی نہ کرو' اور ملک کے نظام کو درہم برہم کرتے نہ پھرو''

[الشعرآء ۲۶ آیات ۱۸۱' ۱۸۲' ۱۸۳]

مزید اس طرح تنبیہ کی گئی۔

''وہ مکار لوگ تباہ حال ہوں گے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں''

'' یہ [مکار لوگ] جب لوگوں سے سودا لیتے ہیں ۔ تو پورا لیتے ہیں''

''لیکن جب ان کو سودا دیتے ہیں۔ تو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں یعنی

Marfat.com

ڈنڈی مارتے ہیں، اور کم دیتے ہیں"
"کیا یہ لوگ اس [واقعیت] کو دھیان میں نہیں رکھتے کہ انہوں نے دوبارہ زندہ ہونا ہے"
"ایک بڑے روح فرما و شکیب رُبا دن، یعنی بروز قیامت [حساب دینے] کے لئے"
"اس روز تمام بنی نوع انسان تمام جہانوں کے رب کے حضور حاضر ہوں گے"

[المطففین ۸۳ آیات ۱ سے ۶]

تجارتی اشیاء کو اس نیت یا ارادہ سے جمع کرنا یعنی ذخیرہ کرنا کہ جب ان کی قلت واقع ہوگی اور ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا تب ان کو فروخت کیا جائے گا ۔ ایک قسم کی کاروباری بددیانتی اور بداخلاقی ہے جس کی اسلامی معاشرہ اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی یہ عمل نظام اسلام کے تقاضوں اور اصولوں پر پورا اترتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ

" ہرگز نہیں، [یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا] وہ تو شعلہ فگن آگ کی لپٹ ہوگی"
"جو گوشت پوست کو چٹ کرجائے گی"
"پکار پکار کر اپنی طرف ہر اس شخص کو بلائے گا جس نے [اللہ تعالیٰ کے احکام تعلیمات اور آئین و قوانین سے] منہ موڑا اور پیٹھ پھیری"
"نیز جس نے دولت جمع کی اور اسے سینت سنیت کرر کھا"

[المعارج ۷۰ آیات ۱۵ سے ۱۸]

تجارتی بددیانتی کثیر الاجہتی ہے جو کسی ملک۔ قوم اور معاشرہ کی اقتصادیات اور معاشیات کے لئے سم قاتل ہے جو نہ صرف اس کی مالی حالت کو کمزور۔ ناتواں اور دیمک زدہ ۔ دیتی ہے تباہی کے دھانے تک پہنچا دیتی بلکہ اس کے ایمان و اخلاق کو اسفل سافلین تک پہنچا دیتی ہے جو دنیا میں ذلت و بدنامی کا باعث اور آخرت میں دائمی عذاب النار کا سبب ہے اسی طرح کسی ملک میں عدالتی بددیانتی ملک و قوم کی جڑیں کھوکھلی کرنے۔ معاشرتی قدروں کو بدنما کرنے۔ اخلاقی اصولوں کو تباہ

Marfat.com

وبرباد کرنے اور عدل وانصاف کی بیخ کنی کرنے کیلئے کافی ہے۔اگر عدالتی نظام کی بنیاد عدل اور انصاف پر استوار ہو جائے تو ملک وقوم کی خوش نصیبی اور خوش بختی بن جاتی ہے۔

تعلیم وتربیت کا اعلیٰ بے عیب اور متوازن نظام ملک کی ترقی وخوشحالی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کے مترادف ہے۔ اس میں بددیانتی اور بداخلاقی کا درکر آنا ملک وقوم کے لئے تباہی وبربادی کا پیغام ہے۔ایسی قوم کو تعلیمی بددیانتی کی وجہ سے اپنا وجود قائم رکھنا دشوار ہو جاتا ہے۔یہ تجارتی بددیانتی سے کئی گنا زیادہ نقصان دہ ہے۔

دین اسلام تو ہمدردی۔خیر خواہی۔خلوص اور عدل واحسان سے عبارت ہے۔جس سے ہر فرد سکون واطمینان۔ امن وامان۔عدل وانصاف اور خوشحالی سے فیضیاب ہوتا ہے ان نعمتوں کے فقدان سے معاشرہ اسلامی نہیں رہ سکتا اور اللہ اور اس کے رسول مکرم کی ناراضگی کا سبب بن جاتا ہے۔

مال ودولت سے منسلک ایک اور بیماری جوامت مسلمہ میں رچ بس گئی ہے اور اس کی رگ وریشہ سے پیوستہ ہو چکی ہے۔جس سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی سود ہے۔جو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرمؐ کی ناراضگی بلکہ غیض وغضب کا سبب ہے۔آخر سود ہے کیا؟

جو خالق کائینات اور رہبر عالمین کو اتنا ناپسند ہے۔

کسی شخص کا مال ومنال جو کسی دوسرے شخص کے تصرف میں قرض یا ادھار زیر استعمال ہو اور مالک اس کے عوض استعمال کرنے والے سے اصل سمیت زائد یا فالتو رقم بٹورے یا حاصل کرے تو وہ فالتو یا اضافی رقم سود کہلاتی ہے۔

سودی رقم حاصل کرنے کی کیوں ضرورت پڑتی ہے؟ اختصار سے اس طویل سوال کا جواب اس طرح دیا جا سکتا ہے۔

موجودہ معاشروں کا جائزہ لیا جائے تو ہر معاشرہ طبقات میں منقسم نظر آتا ہے لوگ دنیاوی آسائشوں سے پوری طرح لبریز ہیں۔ان سے ہر قسم کی دنیاوی دولت گنی نہیں جاتی اور سنبھالی نہیں جاتی۔یہ بے دولت کے انبار ان کو بددیانتی اور بداخلاقی کے عمیق گڑھوں میں دھکیل دیتے ہیں اور ان کا طرزِ عمل۔روزمرہ کے مشاغل انسانیت سوز مصروفیت۔برُے اور اخلاق سے گرے کام کرنے پر اکساتے رہتے ہیں اور وہ ہر برائی۔ظلم وتشدّد۔بے انصافی۔

Marfat.com

بدامنی۔ دنگا فساد۔ قتل وغارت۔ بد دیانتی اور بداخلاقی میں ملوث ہونے کے باوجود اپنے آپ کو راہِ راست کا مسافر جانتے ہیں۔ اس کے برعکس لوگوں کی اکثریت اپنی بنیادی ضروریات یعنی خوراک۔ رہائش۔ تعلیم علاج ومعالجہ سے محروم ہیں۔ اور وہ اس کمی کے پورا ہونے کی آس میں زندگی گزارتے چلے جاتے ہیں ضروریات کی شدت ان کو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور کرتی ہے اور وہ قرض حاصل کرنے پر مجبور ہیں لیکن ناقابل برداشت شرائط پر۔

یہ سودی قرضہ ان کو مصائب کے گڑھوں میں اور زیادہ دھکیل دیتا ہے۔

اور وہ غربت میں پستے پستے اپنی شناخت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں پھر اپنا قرض اتارنے کے قابل نہیں ہو پاتے۔ یہ طبقاتی ناہمواری انسانیت کا منہ چڑاتی رہتی ہے۔

ایسے حالات پیدا ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ حکمران اور رعایا حاکم حاکمین کے قوانین واحکام اور ہدایات و تعلیمات کو نظر انداز کر چکے ہیں اور ان کو اپنی زندگی سے مکمل طور پر خارج کرنے کے درپہ ہیں۔

قرآن پاک کی متعدد آیات جلیلہ واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کر رہی ہیں کہ اس کائنات کی ہر چیز چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کا مالک کلی وحقیقی اللہ رب العالمین ہے۔ اور انسانوں کو یہ چیزیں مستعار دی گئی ہیں تاکہ وہ ان کو استعمال کر کے خود فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو فائدہ پہنچائیں اور اپنی دنیاوی زندگی کو آسودگی سے ہمکنار کریں۔ اور جو نعمتیں اللہ رب العزت نے ان کو عنایت فرمائی ہیں اگر ان کی ضرورت سے زیادہ ہیں تو وہ ان کو محروم ضرورت مندوں کو دے دیں۔

فرمایا گیا۔

"....آپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ میں کتنا مال و منال خرچ کریں؟ ان سے فرما دیجئے کہ جو العفو' یعنی جائز ضرورت سے زائد اور فالتو ہو۔ اللہ اسی طرح اپنے احکام و تعلیمات تمہارے لئے صاف صاف بیان کیا کرتا ہے تاکہ تم تفکر بالحق یعنی با مقصد غور و فکر کرو[اور ایسا کرنے کو اپنا شعار بنالو]

[البقرہ۲ آیت۲۱۹]

Marfat.com

اس حکم کو مزید تقویت مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے بہم پہنچائی گئی ہے۔

''[میرے پیغمبر ﷺ! سربراہ مملکت کی حیثیت سے زکوٰۃ کی طرح] لوگوں سے العفو' یعنی حسن ضرورت سے زائد' بیکار و مجہول اور خوابیدہ مال و متاع وصول کرو اور انہیں عدل و احسان کا حکم دو' لیکن جائلوں سے کنارہ کشی اختیار کرو] اور ان کی اس بارے میں کوئی حجت نہ سنو!]

[الاعراف ۷ آیت ۱۹۹]

مذکورہ بالا آیات کریمہ کی روشنی میں بات بالکل واضح ہے کہ جن افراد معاشرہ کی ملکیت میں ان کی جائز ضرورت سے زیادہ یا فالتو۔ بے مصرف مال و دولت پڑا ہو وہ ان لوگوں کو جو مال و دولت سے محروم۔ محتاج۔ بیکس اور ضرورت مندوں کو دینا واجب ہے۔

اگر امت مسلمہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زکوٰۃ۔ صدقات خیرات۔ عشر اور قرض حسنہ کی ادائیگی کو اپنا فریضہ سمجھے اور اس کی باقاعدگی سے پا□ی کرے تو معاشی ناہمواری کا خاتمہ کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے اور اس طرح غربت۔ محتاجی۔ مفلسی میں کمی اور سود کی لعنت سے چھٹکارہ ممکن ہوسکتا ہے۔

سود کی ممانعت کی وجوہات میں سے چند اس طرح ہیں۔

۱۔ سودی رقم کو آمدنی کا ذریعہ سمجھنے کا تصور عام ہو چکا ہے اور اس کی آڑ میں محنت و مشقت کی عادت انحطاط کا شکار ہے کیونکہ جب محنت و مشقت کے بغیر آمدنی ہو رہی ہو تو اس محنت کی ضرورت ناپید ہو جاتی ہے۔

۲۔ سودی آمدنی سے مال و دولت کی حرص اور لالچ بڑھ جاتا ہے۔

۳۔ لالچ بخیلی اور ذخیرہ اندوزی کی ابتداء ہے جو معاشرتی اور معاشی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

۴۔ جب کوئی سرمایہ دار اپنی دولت تجارت یا صنعت میں صرف کرتا ہے تو اسے یقینی طور پر جسمانی اور ذہنی قوتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانا پڑتا ہے۔ دن رات تگ و دو کرتا ہے اس کے باوجود نفع یا نقصان متوقع ہوتا ہے۔ سودی سرمایہ دار محنت و مشقت نہ کرنے کے باوجود ایسے خدشات سے مبرا ہوتا ہے لیکن کاہلی۔ سستی۔ تن

Marfat.com

آسانی۔ بے ہمتی۔ بزدلی۔ کا عادی ہو کر اپنی خداداد صلاحیتوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

۵۔ سود خوری کے نتیجہ میں جاگیرداری۔ زمینداری۔ ساہوکاری۔ سرمایہ کاری وغیرہ کو فروغ ملتا ہے جو معاشی ناہمواری کا باعث ہے۔

۶۔ سود خوری کے سبب ملکی دولت۔ قومی وسائل۔ صنعتی اجارہ داری۔ زرعی پیداوار اور سیاسی قوت چند ہاتھوں اور خاندانوں تک محدود ہو جاتی ہے اور ملک و قوم کی اکثریت مفلوک الحال اور محتاج و دست نگر ہو جاتی ہے۔

۷۔ سود کی وجہ سے انسانی طبقے پیدا ہونے کے خدشات رہتے ہیں۔ جن کے درمیان حسد و عناد اور منافرت کا پیدا ہونا فطرتی ہے جو ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا سبب ہے۔

مندرجہ بالا کے علاوہ دیگر وجوہات کی □ پر اللہ رب العزت نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اس کی حرمت کے حوالے سے مندرجہ قرآنی آیات نازل فرمائی ہیں۔

”مسلمانوں! سود کھاؤ نہ سود درسود' الله کے قرب و رضوان اور رحمت و ہدایت کی آرزو کرتے اور اسکے قانون مجازات سے ڈرتے رہو۔ تاکہ دینوی و معنوی ترقی کرسکو۔

”خوف و حزن اور جہنم کی آگ سے گریزان و ترسان رہو یعنی ڈر کے مارے اس آگ سے دور رہو' جو الله کے احکام خصوصاً حرمت سود سے متعلق احکام ماننے سے انکار کرنے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے“

[آل عمران ۳ آیات ۱۳۰' ۱۳۱]

دیکھو! جو سود تم دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو وہ الله کے نزدیک لوگوں کے مال میں ہرگز افزائش نہیں کرتا۔ بر خلاف اس کے' جو زکوٰۃ تم الله کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ادا کرتے ہو یقینا وہی لوگ قوم کے مال و دولت میں کئی گنا اضافہ کرتے ہیں۔

[الروم ۳۰ آیت ۳۹]

Marfat.com

سودی کاروبار کرنے والوں کی حالت زار کا ذکر درج ذیل آیات میں کیا گیا ہے اس سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

''جو لوگ ربٰو یا اصل زر پر زائد وصول کی جانے والی رقم جسے حرف عام میں بیاج سود یا انگریزی میں Usury, intrest, mark.upکہتے ہیں۔لے کر کھاتے ہیں۔ وہ اس طرح نقل و حرکت کرتے ہیں جس طرح سانپ سونگھنے سے کوئی مخبوط الحواس ہو گیا ہو یعنی دولت کی ہوس میں ان کا رویہ پاگلوں ایسا ہوجاتا ہے ۔ ان کی یہ حالت اس لئے ہوتی ہے ۔ کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ کاروبار بھی تو ربٰو ایسا ہے [یعنی نفع کے اعتبار سے یہ دونوں ایک جیسے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے' کیونکہ] اللہ نے کاروبار کو حلال یا شرعاً جائز اور ربٰو یا سود کو حرام یا شرعاً ناجائز و ممنوع قرار دیا ہے چنانچہ جس شخص کے پاس یہ حکم پہنچ گیا۔ نتیجتہً اس نے سود خوری بند کردی تو پہلے جو وہ کھا چکا سو کھا چکا اس کا معاملہ اللہ کے پاس ہے اور جو اس حکم کے بعد پھر سود کھانا شروع کریں گے تو وہ اہل نار ہیں اور [دنیا میں آتش خوف و حزن میں جلتے رہیں گے اور آخرت میں بھی] جہنم میں[جلتے] رہیں گے''

''اللہ[اپنے دین اسلام یا نظام حیات کلی کے ذریعے ' جس سے سرمایہ داری و بخل حرام ہیں۔ کیونکہ ان سے گردش دولت میں جمود و تعطل پیدا ہوتا اور اس کا دائرہ سکڑتا جاتا ہ] ربٰو[سود و سود کاری کی ہر قسم] کو نابود کرتا اور صدقات یا احسان[مالی امداد] اور قرض حسنہ[ایسا قرض جس پر سود لیا جاتا ہے نہ واپسی کی شرط سے مشروط ہی ہوتا ہے] کو افزوں کرتا ہے۔[اس لئے کہ اس سے گردش دولت کی حرکت افزوں اور اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔

Marfat.com

اور اللہ [ربٰو کی حرمت اور سود کاری کے تباہ کن نتائج و عواقب اور صدقات یا احسان یاقرض حسنہ کی برکات اور حسین و بار آور نتائج و عواقب کے] سب زیاں کار منکروں کو قطعاً پسند نہیں کرتا[یعنی نفرت کرتا ہے]"۔

[البقرہ ۲ آیات ۲۷۵، ۲۷۶]

سود کی حرمت کے باوجود جو لوگ اس سے باز نہیں آتے اور بدستور اپنے سودی عمل میں ملوث رہتے ہیں تو ان کے لئے سخت تنبیہ ہے۔ جس کا اظہار مندرجہ ذیل آیات جلیلہ میں کیا گیا ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقوٰی کرو، یعنی اس کے قرب و رضوان کی طلب و جستجو کرتے رہو اور اس کے قانون مکافات عمل اور اس کی ناراضگی و دوری سے ڈرتے رہو۔ اگر تم اللہ کے احکامات و تعلیمات کو تسلیم بالیقین کرنے والے ہو تو پھر[تم پر لازم ہے کہ] ربٰو یا سود میں سے جو باقی رہ گیا ہے۔ اسے چھوڑ دو[ورنہ تم ایمان سے محروم ہو جاؤ گے]"

"اگر تم ایسا نہیں کرتے[یعنی ربٰو میں سے جو باقی رہ جائے اسے نہیں چھوڑتے] تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں اپنے ساتھ جنگ کرنے کا آخری انتباہ دیتے ہیں۔ اور اگر تم پشیمان ہو کر توبہ کرلو۔ یعنی امتثال امر الٰہی میں باقی ماندہ ربٰو یا سود چھوڑ دو تو راس المال یا اصل زر لینے کے حق دار ہوگے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے[ثابت ہوا کہ سود خود و سود کار اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کے دشمن و متحارب اور غارتگر نظام اسلام و سنت حسنہ ہوتے ہیں]"

[البقرہ ۲ آیات ۲۷۸، ۲۷۹]

سود کے بارے رحمت اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے متعدد ارشادات میں سے چند کا خلاصہ اور مفہوم اس

Marfat.com

طرح ہے۔

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ ایک وقت آئے گا کہ سودخوروں کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔

۲۔ جوشخص جانتے بوجھتے سود کا ایک درہم ☐ کھاتا ہے اس کا یہ فعل چھتیس [۳۶] زنا کرنے سے بڑھ کر ہے۔ مزید فرمایا گیا۔ کہ جو گوشت مال حرام [سود] سے بنتا ہے وہ جہنم کا سزاوار ہے۔

۳۔ سود کے ستر اجزا ہیں۔ ایک معمولی سا جزیہ ہے کہ جیسے کوئی اپنی ماں سے جماع کرے۔

ان حقیقتوں کی روشنی میں ملت مسلمہ کے ہر فرد کو بشمول۔ حکومتوں اور مالی اداروں سے منسلک لوگوں کو غور وفکر کر کے اس لعنت اور دائمی عذاب سے چھٹکارا حاسل کرنے کی تدا ☐ کرنا چاہیے۔

درج ذیل آیت تنبیہ پر ہر فرد کو غور وفکر کرنا چاہیے۔ اور فوراً اپنی اصلاح کر کے متوقع عذاب سے جان بچائے اور اللہ غفور رحیم سے توبہ استغفار کرے۔

''لوگوں کے اعمال سوء کے نتیجے میں' عالم آب و گل ' یعنی زمین اور سمندر یا خشکی و تری' میں فساد رونما ہوگیا ہے[یعنی حیات انسانی کا توازن بگڑ گیا ہے۔ اورا سمیں برہمی و بے نظمی اور انتشار و پراگندگی کا ظہور ہوگیاہے۔ اللہ نے اپنے قوانین تدبیری و مجازات کے مطابق ایسا اس لئے ہونے دیا] کہ ان کے بعض اعمال کا انہیں مزہ چکھائے ' تاکہ وہ اللہ سے رجوع کریں' یعنی توبہ کریں''

[الروم ۳۰ آیت ۴۱]

رشوت خرد برد وغیرہ۔

مال منال اور جاگیر و جائیداد کی طلب اور حرص ولالچ کی شدت نے انسان کو جائز و ناجائز اور حلال وحرام کی حدود پامال کرنے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ جس کے نتیجے میں حریص اور لالچی لوگ رشوت۔ دھوکہ دہی۔ دوسروں کا مال ناحق کھانا۔ سرکاری امانتوں کا خرد برد۔ اور کاروباری شراکت میں ناجائز مراعات کا حصول وغیرہ جیسے معاملات سے اجتناب نہیں کرتے اور اس کو جائز ثابت کرنے کیلئے غلط اور باطل تحویلوں کا سہارا لیتے ہیں۔ جو سراسر غلط روش زندگی ہے۔

Marfat.com

اللہ رب العالمین اسلامی معاشرہ کی بنیاد ہمدردی غم گساری ایمانداری اور دیانتداری۔ عدل وانصاف۔ فلاح و بہبود۔ رحمت ومحبت۔ اور ایثار وقربانی اور رزق حلال پر رکھتا ہے۔ تا کہ ملک وقوم کی شناخت اور اس کی سالمیت وسلامتی۔ معیشت وثقافت اور اتحاد و یک جہتی مضبوط وتوانا رہے۔ اور تمام بداعمالیوں کا تدارک ہو سکے۔ اس لئے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی کے ذریعے لوگوں کو راہ راست اختیار کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔

"اپنا مال و منال آپس میں ناجائز ہتھکنڈوں سے کھایا نہ کرو اور نہ دولت کو [رشوت کا] ذریعہ بنا کر حکام کے پاس پہنچ جاؤ۔ تاکہ [فیصلہ اپنے حق میں کرا کر] لوگوں کے مال و دولت کا کچھ حصہ خود ناحق کھا جاؤ' حالانکہ تم جانتے ہو [کہ یہ ظلم و گناہ ہے]"

[البقرہ ۲ آیت ۱۸۸]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو' یعنی نظام اسلام میں داخل ہو چکے ہو! ایک دوسرے کا مال آپس میں جھوٹ اور غلط ہتھکنڈوں کے ذریعے نہ کھاؤ۔ البتہ باہم رضا مندی سے نفع کا سودا ہوجائے تو یہ جائز ہے۔ [نفع بذریعہ کاروبار جائز ہے' سود کاری یا سودی سرمانہ کاری کا نفع حرام ہے' لہٰذا تمام استحالی طریقوں کے ذریعے] اپنے آپ کو ہلاک و برباد نہ کرو [یعنی اپنے آپ کو دینوی و اُخروی حسنہ سے محروم کرکے خسارے میں نہ ڈالو اور اپنے آپ کو اہل نار نہ بناؤ] اور اللہ تو ہمیشہ تمہیں اپنی شفقت و رحمت سے نوازنے والا ہے"

"اور جو کوئی ایسا [یعنی دوسروں کا مال باطل طریقوں اور] جبرو ظلم سے ہتھیائے گا' ہم اسے جلد ہی [خوف و حزن اور جہنم کی] آگ میں ڈالیں گے اور ایسا کرنا اللہ پر [جو عزیز و قدیر ہے] نہایت آسان ہے"

[النساء ۴ آیات ۲۹' ۳۰ جزو]

انسان کائنات اور نظام کائنات کے مرکزی اور کلیدی محور کی حیثیت رکھتا ہے اس کی اصلاح۔ فلاح و بہبود اور

Marfat.com

اسے شیطانی اور ابلیسی حرکات مذمومہ سے محفوظ رکھنے کیلئے لاکھوں نفوس پاک ومطہر مصروف رہے تاکہ جسمانی۔ ذہنی۔ قلبی۔ حسی۔ نفسی۔ اور جنسی غلاظت سے پاک ومنزہ۔ طاہر ومطہر۔ اور حسین ومنور رہے۔ نفس مطہر بن کر زندگی کرے۔ حیات طیبہ گزارے اور اپنی منزل مقصود یعنی حس قرۃ العین کو پا سکے۔

طہارت وپاکیزگی کا اعلیٰ درجہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اوصاف حمیدہ سے مزین ہو اور سیآت خبثہ سے پاک وصاف ہو۔

کسب حلال کرنے اور رزق حلال وطیب کھانے سے انسانی ونما سے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ حلال رزق سے بننے والا ہر قطرہ خون۔ گوشت کا ہر ٹکڑا۔ انسانی کا ہر عضو اور جزو حلال۔ پاک اور طیب وپاکیزہ بنتے ہیں۔ اس سے ا نے والی سوچ آنے والا خیال پاک وطیب ہوگا نتیجتہً اعمال صالح ایسے انسان کا محور ہوگا۔ اور اس کی زندگی حیات طیبہ ہوگی اس کا نفس نفس مطمنہ ہوگا اور اس کا مقام ابدی حس قرۃ العین ہوگی۔

لہٰذا رزق حلال سے پیار ومحبت ہی انسان کو کامیابی کی جانب رواں دواں رکھنے کا زینہ ہے۔

"اے رسولو! پاکیزہ و صحت بخش اور خوشگوار ماکولات و مشروبات خورد و نوش کرو' اور عدل و احسان' فلاح و بہبود کے اور توازن آفرین آمور سرانجام دیتے رہو۔ دیکھو! جو کچھ تم کرتے ہو۔ مجھے اس کا علم کلی ہے"

[المومنوں ۲۳ آیت ۵۱]

"لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جو حلال یا جائز اور پاکیزہ صحت افزا روزی تمہیں عطا کی ہے' اس میں سے خورد نوش کرو' یعنی کھاؤ پیو' اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو' یعنی ان نعمتوں سے خود بھی تمتع کرو اور دوسروں کو بھی متمع کرو' اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو' یعنی اللہ کی حمد و پرستش اور صرف اسی کے احکام پر عمل کرتے ہو"

[النحل ۱۶ آیت ۱۱۴]

Marfat.com

مزید فرمایا گیا کہ

''اے بنی نوع انسان! زمین میں جو بھی چیزیں حلا ل یا جائز۔ پاکیزہ' خوش گوار اور صحت افزاء ہیں[شوق سے] کھاؤ۔ پیو !لیکن شیطان کے نقوش قدم پر نہ چلنا۔ کیونکہ وہ تمہارا بلاشبہ کھلا دشمن ہے''

[البقرہ۲ آیت ۱۶۸]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ہم نے جو چیزیں تمہیں عطا کی ہیں۔ ان میں سے پاکیزہ و لطیف اور صحت بخش و لذیز چیزیں [شوق سے] خورد و نوش کرو اور اللہ کا شکریہ ادا کرو' اگر تم صرف اسی کی اطاعت و بندگی اور اسی کے قوانین و احکام اور تعلیمات کے مطابق زندگی کرنے والے ہو''

[البقرہ۲ آیت۱۷۲]

''اللہ تعالیٰ نے جو حلال و طیب ماکولات و مشروبات تمہیں عطا کی ہیں۔ انہیں مزے سے کھاؤ پیو' لیکن اللہ تعالیٰ جس پر تم ایمان رکھتے ہو' اس کے قرب و رضوان کی طلب و جستجو کرتے اور اس کے قانون مجازات سے ڈرتے رہو''

[المائدہ۵ آیت ۸۸]

ایمان دار اور نیک کام کرنے والون □ر انعام واکرام اللہ تعالیٰ ان کو عزت اور آبرومندانہ رزق حلال عطا فرماتا ہے جیسا کہ درج ذیل آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے لہٰذا اسے مدنظر رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو اس کے مطابق اپنے اعمال کو سنوارنا ضروری ہے۔

''لہٰذا جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے حسنات اِکتساب کیں۔ ان کے لئے مغفرت اور حسین و آبرو مندانہ رزق ہے''

[الحج ۲۲ آیت ۵۰]

حرام اور ناجائز کمائی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب کا باعث ہے۔ چند روزہ لذت اور غلط روش کے بدلے

Marfat.com

دائمی عذاب کا سودا عقل مندی اور ہوش مندی نہیں۔

''ارشاد ہوا: ہم نے جو ماکولات تمہیں عطا کی ہیں ان میں سے پاکیزہ و صحت بخش چیزیں کھاؤ لیکن حد سے نہ گزرنا [یعنی مساوی حق پیداوار یا حق معلوم کو ملحوظ رکھنا اور اس سے دوسروں کو محروم نہ کرنا] ورنہ [میرے قانون مجازات کی روسے] تم پر میرا قہر ٹوٹے گا۔ یاد رکھو! جس پر میرا قہر ٹوٹا وہ برباد ہوا''

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۸۱]

مزید وضاحت اس طرح کی گئی۔

''آپ ﷺ لوگوں کو [اس حقیقت سے] آگاہ کردیں کہ ناپاک و حرام اور خرابی و برہمی پیدا کرنے والی چیزوں اور پاکیزہ و نشوونما دینے والی اشیاء [خواص و نتائج کے اعتبار سے] ایک جیسی نہیں' اور نہ ہو ہی سکتی ہیں' چاہے خبیث اشیاء کی بہتات تمہارے لئے کتنی دل انگیز کیوں نہ ہو [عقل و دانش کا تقاضا یہ ہے کہ ہر چیز اور ہر عمل کے نتائج و عواقب کو دیکھنا لازم ہے] لہٰذا اے اہل عقل سلیم! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ کرو' یعنی اس کے قرب و رضوان اور رحمت و ہدایت کی طلب و آرزو کرتے اور اس کے قانون مجازات سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ' یعنی تمہیں خوف و حزن سے نجات اور دینوی و آخروی حسنہ نصیب ہو''

[المآئدہ ۵ آیت ۱۰۰]

حرام روزی اور حرام مشاغل و کسب انسان کے کردار و اعمال کے لئے باعث تباہی ہے اس کے حصول میں کتنی کشش ہو یا کثرت۔ اس کا نتیجہ دنیا اور آخرت میں تباہ کن اور ہلاکت ہے اور اللہ اور اُس کے رسول مکرمؐ کی ناراضگی کا باعث۔ جواء۔ لاٹری۔ پانسہ بازی۔ قمار بازی اور قرعہ اندازی وغیرہ جیسے مشاغل اور عادات سب شیطانی کام ہیں ان کے بارے مندرجہ آیات قرآنی پیش نظر ہیں۔

''اے لوگو جو ایمان لاکر اسلام میں داخل ہوئے ہو! مسکرات [نشہ آور

Marfat.com

چیزیں] جوا' بُت اور فال کے تیر نجس[اور] شیطان کی اختراع و مشغلہ ہیں۔ لہٰذا ان سے احتراز کرو۔ یا ان سے دور رہو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ یعنی خوف و حزن سے نجات اور نشوونما پاؤ"

"شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ منشیات یا مسکرات اور قماربازی کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور کینہ ڈلوادے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر' یعنی قرآن مجید[کی تلاوت بالحق] اور صلوٰۃ[کی اقامت] سے روک دے۔ [ان تصریحات کے باوجود] کیا تم ان سے باز آو گے؟[یعنی تمہیں ان سے ضرور باز رہنا چاہیے]

[المآئدۃ۵آیات۹۰' ۹۱]

اور یہ فرمایا گیا۔

"[اے میرے پیغمبر اعظم و آخر ﷺ!] آپ سے منشیات [نشہ آور چیزیں] اور قمار بازی کے بارے دریافت کرتے ہیں ان کو بتادیجئے کہ ان دونوں میں[مادی اور معنوی] نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ اور لوگوں کے لئے کچھ [مادی] فوائد بھی ہیں۔ لیکن[یادرکھوکہ] ان کے نقصانات ان کے فوائد سے بہت زیادہ اور دور رس ہیں"

[البقرہ۲آیت۲۵۹جزو]

مزید وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

"[اے بنی نوع انسان!] تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ چیزیں [کھانے کے لئے] حرام یا ممنوع کردی گئی ہیں۔

۱۔ مردار جانور
۲۔ خون
۳۔ سور کا گوشت
٤۔ وہ [جانور] جن کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔
۵۔ گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور

Marfat.com

۶۔ چوٹ کھا کر مرا ہوا یا چوٹ لگا کر مارا ہو۔

۷۔ وہ جو بلندی سے گر کر مر جائے اور جو کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے۔

۸۔ وہ جسے درندے [جزوی طور پر] پھاڑ کھائیں۔

۹۔ لیکن وہ جانور [حرام نہیں] ہے جسے تم [اس کے مرنے سے پہلے] ذبح کرلو۔

۱۰۔ جو جانور جو کسی مزار' آستانے یا استھان پر چڑھاوے کے طور پر ذبح کیا جائے۔

۱۱۔ اسی طرح [وہ گوشت یا چیز بھی حرام ہے جو جوا کے طور پر] قرعہ اندازی سے تقسیم کی گئی ہو۔ اور ایسا کرنا بھی ممنوع ہے۔"

[المائدۃ ۵ آیت ۳ جزو]

[قرآن حکیم کی سورہ الانعام ۶ آیات ۱۲۱، اور ۱۴۵ اور سورہ النحل ۱۶ آیت ۱۱۵ میں ایسی چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے]

اللہ تعالیٰ کے ذکر یعنی یاد۔ قرآن پاک کی تلاوت اور الصلوٰۃ کی ادائیگی سے بذریعہ رزق حرام اور برے وقبیح مشاغل اور کسب سے اہل اسلام کو روکنا اور ان کے درمیان دشمنی اور کینہ ڈالنا شیطان کا بڑا۔ اہم اور موثر حربہ ہے۔ اور وہ کامیابی سے ہر اس شخص پر یہ حربہ استعمال کرتا ہے جس میں ایمان موجود ہے اسی لئے اللہ تبارک تعالیٰ بار بار انسانوں کو شیطانی حربوں سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا عقلمندی اور ہوشمندی کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے ازلی اور ابدی دشمن سے محتاط اور خبردار رہے۔ اور ان مشاغل۔ کسب اور پاکیزہ۔ طیب اور حلال اشیاء تک محدود رہے تا کہ اس کی دنیا اور آخرت حسین اور خوشگوار ہو سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

14

حجاب

اللہ تعالیٰ کی سلطنت یا مملکت زوجین یا جوڑوں یعنی نر اور مادہ پر مشتمل ہے۔ اسی قانون کے تحت حضرت آدمؑ کا زوج پیدا کیا گیا۔

"اے بنی نوع انسان! اپنے پروردگار و مالک کے قرب و رضوان اور دینوی و اخروی حسنہ کی طلب و جستجو کرتے رہو اور اس کے قانون مجازات سے ڈرتے رہو۔ جس نے [کرہ ارض میں پانی سے] صرف ایک حیاتیاتی جرثومے سے تمہاری درجہ بدرجہ [ترویجی] تخلیق کی تھی پھر اس ایک جرثومہ حیات سے اس کا زوج تخلیق کیا۔ یعنی اللہ کے قانون تدبیری کی رو سے ایک جرثومہ حیات زوجین [نر اور مادہ] میں منقسم ہوگیا۔ پھر زوجین یا جوڑے سے کثرت سے مرد اور عورتیں پیدا کرکے ان کو روئے زمین پر پھیلا دیا۔۔۔۔"

[النساء ۴ آیت ۱ جزو]

Marfat.com

کائنات کی اساس زوجین یا جوڑوں کی حامل ہے۔ یہ کثیر الاجہتی مقاصد رکھتی ہے۔ ان میں سے اہم ترین مقصد نسل کو قائم رکھنا اور اسے ترقی دینا ہے۔ اس کے علاوہ انسانی جوڑوں کے حوالے سے مندرجہ ذیل آیات قرآنی مزید وضاحت کر رہی ہیں۔

''وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے [اے بنی نوع انسان!] تمہیں اکیلے مشخصہ سے [درجہ بدرجہ ارتقائی منہاج میں] پیدا کیا' اور اس میں [مضمر] اس کے زوج کو [اپنے قانون خلق و جذبہ پیدائی کے مطابق] علیحدہ کردیا۔ [اور وہ زوجین بن گئے] تاکہ تم ایک دوسرے سے تسکین حاصل کرو.....''

[الاعراف ۷ آیت ۱۸۹ جزو]

''اُس کی اعجازی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے۔ کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے [مرد کیلئے عورت اور عورت کے لئے مرد] پیدا کردیے' تاکہ اس کی وجہ سے تمہیں سکینت حاصل ہو۔ اور تمہارے [یعنی متضاد جنسوں کے] درمیان محبت اور رحمت کے جذبات پیدا کردیے۔ اس نفسیاتی واقعیت میں بے شک ان لوگوں کے لئے بڑی ہی [معرفت حقیقی کی] نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرنے والے ہیں''

[الروم ۳۰ آیت ۲۱]

ان آیات مقدسہ کے مطابق اللہ رب العزت نے تخلیقی مراحل کے دوران ہی زوجین یعنی مردوں اور عورتوں کے درمیان رحمت اور محبت کے جذبات ودیعت کردیئے تاکہ وہ ایک دوسرے سے سکون حاصل کرسکیں۔ محبت وسکون کے ان جذبات نے مرد اور عورت کے درمیان کشش کو جنم دیا اور یہ ایک دائمی فطرت کا روپ دھار گئی جس کے عورت اور مرد کا علیحدہ رہنا یا ایک دوسرے سے دور رہنا مشکل ہو گیا۔ لہٰذا جدائی ان کے لئے سوہان روح ثابت ہوتی ہے۔

آگے بڑھنے سے قبل مندرجہ آیات کریمہ غور و فکر کی طالب ہیں

''اور اے آدمؑ! تو اور تیری زوجہ اسی جنت یعنی اس دنیا کے ثمرور باغ

Marfat.com

میں رہو سہو' اور اس میں جہاں سے چاہو' شوق سے نوش جان کرو' یعنی کھاؤ پیو' لیکن اس شجرہ نسب سے مقاربت نہ کرنا' ورنہ تم بھی اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ"

[الاعراف ۷ آیت ۱۹]

"دیکھو! ہم نے [از راہ تنبیہ] کہا تھا: اے آدمؑ! [یاد رکھو!] یہ ابلیس تمہارا اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں [اس خود گھنے اور ثمرود] باغ سے باہر نکال دے تو تمہیں [روزی کمانے کے لئے] محنت و مشقت کرنا پڑے"

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۱۷]

"پھر ہوا یہ کہ شیطان نے دونوں کو بہکاوے دے کر چت کر ہی دیا۔ اور وہ لذت جنس سے آشنا ہوگئے تو ان کی عورات یا شرمگائیں ایک دوسرے پر آشکارا ہوگئیں [شرم کے مارے] وہ ان کو چھپانے کی خاطر باغ کے پتے تہ بہ تہ کرکے ان پر چپکانے لگے۔ اس پر ان کے پروردگار و آقا نے ان کو ڈانٹا کیا میں نے تمہیں اس جنس مرزع کی مقاربت سے منع نہیں کیا تھا؟ اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟ [لیکن تم نے حکم عدولی کی]"

[الاعراف ۷ آیت ۲۲]

درج شدہ آیات کریمہ سے ظاہر ہے۔

۱۔ شیطان دھوکہ باز۔ فریب کار۔ دروغ گو اور وسوسہ انگیز ہے۔

۲۔ شیطان انسان کا بدترین دشمن ہے۔

۳۔ متضاد یعنی مخالف جنسوں کے [نر اور مادہ] کے درمیان محبت و پیار کے جذبات ہونا قدرتی عمل ہے جس کی وجہ سے ان میں قربت کی خواہش کا پیدا ہونا جبلتی امر ہے۔

Marfat.com

۴۔ مخالف جنسوں میں جنسی چاہت والفت موجود ہوتی ہے جو مقاربت کا باعث بنتی ہے۔

۵۔ مرد وزن میں شرم وحیا ودیعت کردی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ اعضاء کو چھپانے پر مائل ہوئے ناشاستہ حرکات و سکنات اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرنا ان کی فطرت میں شامل ہو گیا۔

چونکہ شیطان اپنی ذات میں۔ خباثت۔ شرارت۔ تخریب۔ فریب اور فراست خبیثہ کا ماہر ہے اور انسان کا دشمن مبین وہ ان انسانی صفات اوصاف کو بروئے کار لا کر اور اپنی فطرتی چالاکی اور وسوسہ انگیزی سے انسان کو ورغلاتا اور پھنساتا رہتا ہے۔

چنانچہ شیطان کے حربوں کو باطل کرنے اور انسان کو اس کے شکنجہ سے نجات دلانے کے لئے اللہ غفور ورحیم نے حجاب کو لازم کر دیا اور شرم وحیا کو مقوی کرنے کے اسباب پیدا کر دیئے۔

جیسا کہ ذکر ہو چکا کہ عورت اور مرد میں ایک دوسرے کیلئے پیار ومحبت اور سکون و اطمینان کے جذبات و اوصاف ودیعت کر دیئے گئے ہیں اور ساتھ جنسی چاہت والفت بھی موجود ہونے کی وجہ سے باہمی کشش طلب میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ نفس امارہ کی آرزو حسن وجنس اور شیطان کی بھرپور مدد اور تعاون انسان کو بے راہ اور گم راہ کرنے کا سبب ہے۔ اور اس طرح راہ حق سے اجنبی رہنا اس کا معمول ہو جاتا ہے۔

تقویٰ ہی انسان کو احکام وقوانین اور ہدایات وتعلیمات پر کار بند رہنے کی قوت مہیا کرتا اور اللہ تعالیٰ اسے ان پر عمل کرنے کی توفیق مہیا کرتا ہے۔ تقوی کی مضبوطی سے انسان حق وصداقت۔ رشد وہدایت اور رضائے الٰہی کا متلاشی بھی بنتا ہے۔ اور باطل وکذب۔ شقاوت اور ضلالت اور سیہ وشر کا دشمن۔ تقوی انسان کے باطنی نظاموں یعنی حسی۔ نفسی اور قلبی نظاموں کو مقوی۔ فعال اور متحرک بنا کر اسے متقی بناتا ہے۔ اور قرآن پاک کے ذخیرہ علم وحکمت۔ نور وہدایت۔ حسنہ وخیر اور حسن وحق سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ تقویٰ انسان کو جرم وگناہ اور ظلم وبخل سے بچاتا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم۔ رحمت ومغفرت سے محرومی اور اس کی ناراضگی سے محفوظ رکھتا ہے۔ تقوی انسان کو مطمئن صالح اور باحیا بناتا ہے۔

حیا ایک مضبوط ومحفوظ ڈھال ہے جو انسانی بدن وروح اور ذہن وقلب کو محیط کئے رکھتی ہے۔ حیا کی ڈھال

Marfat.com

انسان کو اعمال خبیثہ ذہنی انتشار۔ جنسی فساد کے خطرات سے بچانے اور فحشآء ومنکرات کا دفاع کرنے پر مامور ہے۔ اور معاشرہ کی پاکیزگی اور طہارت کی ذمہ دار ہے۔ یوں تو دونوں مرد وزن حسن حیا سے مزین ہیں لیکن عورت کو اس کی زیادہ ضرورت ہے اس کی اپنی ذات کے لئے خصوصاً اور معاشرہ کی تطہیر کے لئے عموماً۔ حیا ایک قلعہ اور تمنیات خبیثہ سے محفوظ رہتا ہے اور شیطان کی وسوسہ اندازی۔ فریب کاری اور بے حیائی کے اقوال وفعال سے سلامت رہتا ہے۔

دینی اور معاشرتی پاکیزگی کے لئے آزادانہ ماحول۔ بے باکانہ طرز عمل اور بے حجابانہ ملنا جلنا اور آنا جانا نقصان دہ ہوسکتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسی تدابیر اختیار کر رکھی ہیں۔ پابندیاں عائد کر رکھی ہیں اور احکام وقوانین نافذ کر رکھے ہیں جس سے اس بداعتدالی کا خاتمہ کرنا ناگریز ہوجاتا ہے۔

شرم وحیا کی اہمیت درج ذیل آیت کریمہ سے ظاہر ہورہی ہے۔

”......اور جب تم کھانے سے فارغ ہو جاؤ۔ تو[اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ باتیں کرنے کے شوق میں بیٹھے نہ رہو۔ تمہاری ایسی حرکتوں سے نبی ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔ انہیں تم سے حیا آتی ہے [اور وہ کچھ نہیں کہتے] لیکن اللہ سچی بات کہنے سے نہیں جھجکتا....“

[الاحزاب ۳۳ آیت ۵۳ جزو]

مزید اس طرح نصیحت فرمائی گئی

”اے ایمان والو! تمہارے جو مملوک ہیں اور تمہارے بچے جو ابھی سن بلوغت کو نہیں پہنچے انہیں تین وقت اجازت لے کر تمہارے پاس آنا چاہیے۔ صبح کی صلوٰۃ یا نماز فجر سے پہلے۔ دوسرے دوپہر کے وقت‘ جب تم [موسم گرما میں معمول کے مطابق] اپنا لباس اتار دیا کرتے ہو۔ تیسرے‘ صلوٰۃ عشاء کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہاری پردگی کے ہیں۔ ان اوقات کے علاوہ‘ اگر وہ بغیر اجازت تمہارے پاس آئیں تو نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ ان پر۔ انہیں اکثر تمہارے پاس اور تمہیں ان کے پاس آنا جانا ہوتا ہے۔ جس طرح اللہ نے یہ احکام واضح طور پر بیان کئے ہیں‘

Marfat.com

اسی طرح وہ اپنے تمام احکام تم سے صاف صاف بیان کرتا ہے۔[کہ یہ اس کی سنت ہے جو غیر مبدل ہے]۔ یاد رکھو! اللہ علم کلی رکھنے والا ہے نہایت دانشمند اور کمال دانشمندی سے اپنے امور فرماں روائی سرانجام دینے والا ہے''

[النور۲۴ آیت ۵۸]

مزید احتیاط برتنے کے لئے اور ممکنہ بداعتمادیوں اور بدخیالیوں سے بچنے بچانے کے لئے درج ذیل آیات راہنمائی کررہی ہیں۔

''لیکن جب تمہارے یا تمہارے خاندان کے لڑکے بالغ ہوجائیں تو انہیں تمہارے پاس آنے کیلئے اجازت لینا لازم ہے۔ جیسے ان کے بڑے ان سے پہلے اجازت لیتے رہے ہیں۔ جس طرح اللہ نے یہ احکام صاف صاف بیان کئے ہیں۔ اسی طرح وہ اپنے تمام احکام و قوانین اور تعلیمات و ہدایات تم سے بالصراحت بیان کرتا ہے۔ یقینا اللہ علم کلی رکھنے والا۔ از بس دانشمند اور کمال دانشمندی سے اپنے امور فرماں روائی سرانجام دینے والا ہے''

''جہاں تک سن یاس کو پہنچی ہوئی عمر رسیدہ عورتوں کا تعلق ہے جن میں مناکحت کی یا جنسی خواہش کا فقدان ہو' اگر وہ اپنا لباس [چادر وغیرہ] اتار دیا کریں [تو کوئی مضائقہ نہین' لیکن ان کی زینت ' یعنی اعضائے مخصوصہ ظاہر نہ ہونے پائیں تو وہ مورد الزام نہیں۔ مگر وہ ایسا کرنے سے اگر اعتراز کریں تو ان کیلئے بہتر ہے۔ یادرکھو! اللہ سب کچھ سننے والا ۔ سب کچھ جاننے والا ہے''

[النور۲۴ آیات ۵۹' ۶۰]

دوسروں کے گھروں میں بغیر روک ٹوک کے آنا جانا بھی خانگی آزادی کی ضد ہے۔ اس سے کئی اقسام کی خرابیوں۔ بے اعتدالیوں اور بداخلاقیوں کے امکانات پیدا ہونے کے خطرات ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے احتیاطی تدابیر

Marfat.com

کے طور پر مندرجہ ذیل آیات کے ذریعہ مسلمانوں کو آگاہ کر دیا ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں بغیر اجازت کے ہرگز داخل نہ ہونا۔ اور [جب اجازت مل جائے تو] گھر والوں کو سلام کرنا۔ یہ [طرز عمل] تمہارئے لئے بہتر ہے اگر تم سوچو تو"

"دیکھو! اگر ایسا ہو کہ تم اس گھر میں کسی کو بھی موجود نہ ہو پاؤ تو اس میں ہرگز داخل نہ ہونا۔ جب تک کہ تم اجازت نہ حاصل کرلو۔ اگر تمہیں لوٹ جانے کے لئے کہا جائے تو لوٹ آؤ کہ ایسا کرنا' تمہاری تحسین اخلاق کے لئے احسن ہے۔یاد رکھو! جو تم کرتے ہو' اللہ اس سے خوب آگاہ ہے [کیوں کہ وہ دلوں کے بھید جانتا ہے]"

"اگر تم غیر آباد گھروں میں داخل ہو جاؤ تو کوئی مضائقہ یا حرج نہیں۔ دیکھو! جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔ اللہ کو اس کا سب علم ہے"

[النور ۲۴ آیات ۲۷' ۲۸' ۲۹]

نفس امارہ کی شدید اور قوی خواہشات اور شیطان کی کثیر الجہتی وسوسہ اندازی اس انداز اور منصوبہ بندی سے انسان کو گھیر لیتی ہیں کہ انسان بے بسی کا شکار ہو کر جائز و ناجائز میں امتیاز کرنے کی صلاحیت بھی کھو دیتا ہے اور پھر انسان بڑی تیزی سے تنزلی اور گراوٹ کی جانب گامزن ہو جاتا ہے۔اس کے برعکس تقوٰی اور حیا ایسے دفاعی ہتھیار اگر انسان کو میسر ہوں تو انسان خواہ وہ مرد ہو یا عورت ان خطرات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا حوصلہ اور ہمت و جرات پا سکتا ہے۔ کیونکہ تقوٰی ہی صدق و ایمان۔ عدل و احسان اور شہادت و صالحیت فراہم کرتا ہے۔ عورت کے لئے خاص طور پر تقوٰی حجاب و حاجب کا درجہ رکھتا ہے اور اسکی عزت نفس۔ عفت و عصمت اور ناموس و آبرو کا محافظ ہے۔ جہاں تک حیا کا تعلق ہے یہ ایک ایسا مضبوط قلعہ ہے کہ جو انسان کو اپنے آپ سے۔ اللہ رب العزت سے اور اپنے اردگرد کے لوگوں سے عزت و احترام۔ قدر و منزلت اور وقار مہیا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اور پاکیزہ اور مطہر زندگی کرنے کی تمنا پیدا کرتی ہے اور اس طرح کسی مرد

Marfat.com

کیلئے کسی غیر عورت سے ہم نظری اور قربت کی خواہش میں رکاوٹ بنتی ہے اور کسی عورت کا کسی غیر مرد سے نظری رابطہ۔ جان پہچان اور نزدیکی میں بعد پیدا کرتی ہے۔اس کی وجہ سے ایک باحیا عورت غیر مرد کے لئے ناقابل تسخیر قلعہ ثابت ہوتی ہے۔

کسی مرد اور عورت کے درمیان پہلا رابطہ نظروں کے ذریعہ ہوتا ہے۔نظروں میں اگر جنسی ہوس موجود ہو تو یہ رابطہ برائے راست دلوں تک پہنچتا ہے۔ اگر عورت کی وجہ قطع اور حلیہ حجاب سے محروم ہو تو مرد کی نظریں عورت کے خدوخال۔نشیب وفراز۔انداز واد ااور زیب وزینت تک رسائی حاصل کر لیتی ہیں جس سے جنسی تحریک پیدا ہو کر بے حیائی کو جنم دیتی ہے۔ان خدشات کے پیش نظر اللہ مدبر و حکیم نے مندرجہ ذیل آیات قرآن مبارک کے ذریعہ اس کا سدباب کر رکھا ہے۔

"مومنوں کو تاکید کریں کہ وہ اپنی آنکھوں کو[نامحرم صنف جمیلہ کے جمال یا جنسی نظارہ یا جنسی منظر وغیرہ وغیرہ دیکھنے سے] نیچا رکھا کریں اور اپنے جنسی حصوں یا شرم گاہوں کی[نمائش یا ان کو غلط و ناجائز استعمال کرنے سے] سخت احتیاط کریں۔ایسا کرنا ان کے حسن اخلاق و کردار کے لئے زیادہ مفید ہے۔ ویسے اللہ تعالیٰ ان کی کارستانیوں سے کامل آگاہی رکھنے والا ہے"

[النور۲۴ آیت ۳۰]

عام رواج یا سوچ یا روایت یہ ہے کہ پردہ یا حجاب اور شرم وحیا صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے اور ان کو اس پابندی کا مکلّف قرار دیا گیا ہے لیکن آیت مبارکہ کی رو سے عورتوں سے پہلے مردوں کو اس پر پابند کیا گیا ہے۔چونکہ مرد بعض امور میں عورتوں پر فضیلت وفوقیت رکھتے ہیں۔اس لئے ان سے جو اصلاحی کام شروع کیا جائے گا۔وہ پائیدار۔دیرپا اور قابل عمل ہوگا۔لہٰذا مرد جو اس حکم کو بھول چکے ہیں اور لاپروائی اور حکم عدولی کے مرتکب ہو رہے ہیں اُن کو اس کا قائل اور پابند کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معاشرہ کے روزمرہ کے معمولات میں بہتری کا آغاز ہو سکے۔

اسی حوالے سے مزید حکم دیا گیا کہ

Marfat.com

''علاوہ بریں' اہل ایمان عورتوں کو بھی تاکید کردیں۔ کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں[تاکہ غیر محرم مرد کی نظروں سے ان کا تصادم نہ ہو۔ یہ تصادم نظر یا ہم نظری ہی ہے جس سے جنسی محبت پیدا ہوا کرتی ہے] اور وہ بھی اپنی شرمگاہوں اور عورات کی حفاظت کریں[تاکہ کوئی غیر محرم ان کو دیکھنے یا ان سے التفات کرنے نہ پائے]۔ نیز اپنی زینت' یعنی اپنے جمال یا آرائش جمال کو ظاہر نہ کریں، اس سے متستنیٰ وہ کچھ ہے جو عموماً کھلا رہتا ہے[چہرہ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ وغیرہ، لیکن ان پر لازم ہے کہ] وہ اپنی چادریں' دوپٹے وغیرہ وغیرہ اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں[گلہائے شباب کے ابھار چھپانے کے لئے]، نیز اپنی زینت[جمال اور آرائش جمال] کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، بہ جز اپنے شوہروں یا اپنے باپوں کے' یا اپنے شوہروں کے باپوں کے' یا اپنے بیٹوں کے' یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے[جو دوسری بیوی یا بیویوں کے بطن سے ہوں] یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے' یا اپنی ملنے جلنے والی عورتوں کے' یا اپنی خارماؤں کے' یا مردوں میں سے ایسے خادموں کے جو جنسی خواہش سے محروم ہوچکے ہوں۔

یا ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کی جنسی باتوں سے آگاہ نہ ہوں۔

علاوہ ازیں چلتے وقت وہ اپنے پاؤں اس دھج سے زمین پر نہ ماریں کہ ان کی اشیائے آرائش کا پتا چل جائے۔

دیکھو' اے مومنو[یعنی ایماندار مردوں اور عورتو]! تم سب کے سب اللہ کی مغفرت و رحمت کے لئے' اس سے رجوع کیا کرو۔ تا کہ تم فلاح پاؤ' یعنی دنیا میں آتش خوف و حزن کے کرب سے اور آخرت میں آتش جہنم کے عذاب سے نجات پاؤ۔''

[النور۲۴ آیت ۳۱]

Marfat.com

مندرجہ بالا آیت کریمہ کو درج آیت سے بھی تقویت مل رہی ہے۔

''عورتوں کے لئے اپنے باپ دادا' اپنے بیٹوں' اپنے بھائیوں' اپنے بھتیجوں' اپنے بھانجوں' اور اپنی ملنے جلنے والی عورتوں' اپنی خادماؤں کے سامنے بے پردہ آئے میں کوئی گناہ نہیں اور اللہ کی طلب و آرزو کرو اور اسکی دوری سے ڈرو۔ یقینا اللہ ہر شے کا نگہبان ہے''

[الاحزاب ۳۳ آیت ۵۵]

اپنی ذاتی طہارت۔ کنبہ اور خویش واقربا کی پاکیزگی اور معاشرہ کی صفائی کے حوالے سے حکم وہدایت کے ذریعہ تمام امکانات کا ذکر کر دیا گیا ہے کہ جن کی وجہ سے جنسی خرابی اور بے اعتدالی پھیلنے کا خدشہ ہوسکتا ہے اس لئے ایسے خدشات کے سدباب کی خاطر حجاب یا پردہ کے قواعد وضوابط کو متعین کر دیا گیا ہے۔ اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان کا پابند کر دیا گیا ہے۔

اگر سطحی طور پر بھی غور کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ متضاد جنسوں کے درمیان نظروں کا تصادم نہایت سرعت سے دونوں جانب دلوں کی گہرائیوں تک پہنچ کر جنسی خواہش اور طلب حسن وجنس کو متحرک کر دیتا ہے اور انسان تمام پابندیوں کو تہ وبالا کرنے کے درپہ ہو جاتا ہے اگر انسان تقوٰی اور حیا سے عاری ہو تو وہ دینی۔ اخلاقی اور معاشرتی بندھن توڑ کر شتر بے مہار ہو جاتا ہے۔ بداخلاقی اس کا طرز عمل ہو جاتا ہے۔ پستی کردار اس کا مقدر بن جاتا ہے اس کا جسم وجان شیطنت کی آماجگاہ بن جاتا ہے، اس طرح مرد اپنے جمال وجلال سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ وہ اپنی قوت وہیبت خالی اور رعب وسطوت کھو دیتا ہے اور اس کی مردانہ شجاعت گرد آلود ہو جاتی ہے۔ عورت ایک پھول ہے اگر وہ باحیا ہے تو اس کی خوشبو ارد گرد کو مطہر رکھتی ہے۔ وہ اپنی اور اپنے قرب وجوار کی عزت وابرو بھی ہے اور اپنی عفت عصمت کی محافظ بھی۔ باحیا عورت اپنے جمال وجلال۔ دلکشی وجاذبیت جمالیاتی ثروت اور حسن وحیات کی پاسبان ہوتی ہے اور اگر عورت بے حیا ہو جائے اور تقوٰی کو نظر انداز کر دے تو وہ ہزاروں رواجی اور روایتی پردوں کے باوجود بے پردہ ہے وہ ایسی حرکات وسکنات کی مرتکب ہوتی ہے اور ایسے ایسے گل کھلاتی ہے کہ جس کا تصور کرنا مشکل ہے اور انسانیت کے چہرہ پر بدنما داغ بن جاتا ہے۔

تقوٰی کیا ہے اور اس کا حصول کیسے ممکن ہے۔ آسان ترین الفاظ میں تقوٰی کا مفہوم اس طرح بیان کیا جاسکتا

Marfat.com

ہے۔ کہ اللہ رب العالمین کی قربت اس کی طلب۔ اس کی ہر معاملہ یا عمل میں رضامندی اس کی جستجو برائے حق وصداقت اور رشدوہدایت۔ علاوہ اس کی ناراضگی اور اس سے دوری سے بچنا۔ اور باطل۔ جھوٹ۔ عیب۔ برائی۔ ظلمت۔ سنگ دلی۔ گناہ۔ شروغیرہ سے اجتناب کرنا اور محفوظ رہنا تقویٰ کی حدود ہیں۔ تقویٰ سے سیراب ہونے کا آسان ترین حل عبادات کی ان کے تمام تقاضوں۔ اصولوں اور آداب کے مطابق پابندی کرنا۔ علاوہ اسوۂ حسنہ کی دل جمعی۔ رغبت اور محبت سے زندگی کرنا تقویٰ سے مستفید ہونے کی شرط ہے۔ اس حوالے سے قرآن پاک کی مندجہ ذیل آیات پیش خدمت ہیں۔

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں ' جس طرح تم سے پہلے لوگوں [یعنی امتوں] پر فرض کئے گئے تھے ' تا کہ تم میں تقویٰ یعنی آرزوے ہدایت اور خشیت گمراہی کا احیاء ہوجائے [اگر تقویٰ نشو ونما نہ پائے تو یقین کرو کہ روزے اکارت گئے] “

[البقرہ ۲ آیت ۱۸۳]

”دیکھو! اپنے اہل و عیال کو صلوٰۃ قائم کرنے کا حکم دیتے رہو۔ اور خود بھی اس پر قائم و دائم رہنا۔ ہم تم سے روزی نہیں چاہتے [کیونکہ تم خود ہمارے محتاج و سائل ہو اور] ہم خود تمہیں روزی دینے والے ہیں۔ یادرکھو! عاقبت ' یعنی جنت کی اُخروی زندگی تقویٰ ، کے لئے ہوگی ' یعنی ان کے لئے ہے جن کو، اس کی طلب و جستجو ہوگی “

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۳۲]

مزید اس طرح فرمایا گیا۔

”اللہ تعالیٰ کو قربانی کے جانوروں کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون؛ اُسے کوئی شے پہنچتی ہے تو وہ تمہارا تقویٰ ' یعنی تمہارا نذرانہ ' جذبہ محبت و آرزو مندی------ “

[الحج ۲۲ آیت ۳۷ جزو]

”حج کے مہنے متعین اور سب کو معلوم ہیں۔ چنانچہ جوکوئی ان

Marfat.com

مہینوں میں حج کی پکی نیت کرے تو [اس پر لازم ہے کہ] وہ حج کے دوران نہ جنسی فعل ' نہ نافرمانی اور نہ جھگڑا ہی کرے۔ [یاد رکھو!] خیر و حسنہ کا جو کام بھی کرو گے یا کرتے ہو وہ اللہ کے علم و نظر میں ہوتا ہے۔ حج کا سفر اختیار کرو تو توشہ سفر ساتھ لے جاؤ۔ [یاد رکھو!] تقویٰ ' یعنی میرے قرب و رضوان کی طلب و جستجو اور میرے قانون مجازات کا خوف سب سے افضل و اعلیٰ زاد راہ ہے۔ اے اہل عقل سلیم ! میرے قرب و رضوان کی طلب و جستجو میں رہو۔ لیکن میرے قانون مجازات سے خوف بداماں رہنا بھی لازم ہے"

[البقرہ۲ آیت ۱۹۷]

"اے بنی نوع انسان! اپنے پروردگار۔ و آقا کے کل احکام کی اطاعت' بندگان تسلیم و رضا بن کر کرو' جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو تخلیق کیا ہے۔ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو [یعنی اس کے قرب و رضوان کی طلب و جستجو کرو اور اس سے دوری و مہجوری کے عذاب سے ڈرو]

[البقرہ۲ آیت ۲۱]

اس سے ظاہر ہوا کہ تقوی کے حصول کا تیر بہدف نسخہ اللہ تعالیٰ کی عبادات میں مضمر ہے۔ اور کامیابی و کامرانی کی راہ بھی۔

یہ رواج ہے اور ضرورت بھی کہ معاشرہ کا ہر فرد اپنی قیمتی اشیاء کو ہر ممکن طریقہ سے حفاظت سے رکھتا ہے۔ اسی طرح انسانوں کے جم غفیر میں صنف جمیلہ ایک قیمتی اور گراں قدر اثاثہ ہے۔ یہ ایک ایسا انمول سرمایہ ہے کہ جس کی حفاظت کا بندوبست اللہ تعالیٰ نے خود حجاب کی صورت کر رکھا ہے۔ ابھی تک کرہ مشرقی میں تاریخی تعلق۔ معاشرتی ضرورت۔ معاشی حاجت اور اخلاقی اقدار کے تحت عورت ایک قیمتی قدر و منزلت اور اعلیٰ مرتبہ کا مقام رکھتی ہے۔ اور اسے شمع محفل بنانے کے عمل کو اچھی نظر سے دیکھا نہیں جاتا اور دینی اور اسلامی نقطہ نظر سے اسے معیوب اور خلاف آداب سمجھا جاتا ہے۔

Marfat.com

لیکن وقت کی تیز رفتار تبدیلیوں نے معاشی۔ معاشرتی۔ اور سماجی آداب واطوار کو ادل بدل دیا ہے جس کی بنا پر معاشی دباؤ۔ تعلیمی خواہش۔ گھریلو ضروریات اور خانگی معاملات نے اس قیمتی خزانہ یعنی عورت کو گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا ہے نیز قومی جذبہ تعمیر و ترقی نے اس عمل میں تیزی پیدا کردی ہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے باہر نکلنے پر پابندی تو عائد نہیں کی لیکن اس کے آداب سے آگاہ کر دیا ہے جن پر عمل کرنا اس وقت انتہائی ضروری ہے۔

"اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں ' بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہہ دیں کہ [جب وہ باہر نکلیں تو] وہ اپنی اوڑھنیاں جسم کے ساتھ اچھی طرح لپیٹ لیا کریں؛ اس طرح وہ پہنچانی جائیں گی اور [ان سے چھیڑ چھاڑ کر کے] انہیں تنگ نہیں کیا جائے گا۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ اللہ سینسات کو مٹانے والا اور ان سے تحفظ دینے والا۔ بے حد ترس کھانے درگزر کرنے' دلدر دور کرنے اور رجوع برحمت کرنے والا ہے"

[الاحزاب ۳۳ آیت ۵۹]

لیکن عورت کے گھر سے بے مقصد نکلنا اور آزادانہ گھومنا پھرنا۔ دعوت نظارہ دینا ہی خرابی اور جنسی بے راہروی کی ابتدا ہے۔ اس حقیقت کو نظر انداز کرنا اور اس بات کا انکار کہ صنف جمیلہ کی عصمت وعفت اور جمال و تقدس کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ مہلک اور خطرناک چیز ہوس سے لبریز صنف جلیلہ کی نظر ہے جو باہر نکلی عورت کا تعاقب کرتی ہے۔ نظر کی اس خیانت یا چوری پر بھی اللہ تعالیٰ کی ہر وقت نظر رہتی ہے جو سب کی عزت و ناموس کا محافظ ہے۔

"[اللہ کے علم کلی رکھنے کا حال یہ ہے کہ] وہ آنکھوں کی خیانت [چوری] کو بھی جانتا ہے اور وہ راز بھی اس سے مخفی نہیں جو سینوں میں [اپنے باطنی نظام کی بدولت] چھپے ہوئے ہیں"

[المومن ۴۰ آیت ۱۹]

جنسی آلودگی اور جنسی ناہمواری نے مغربی معاشرہ کو اپنے بازوؤں میں بڑی سختی اور مضبوطی سے جکڑ رکھا ہے بظاہر وہ تہذیب یافتہ معاشرہ کہلاتا ہے لیکن در حقیقت وہ دیمک زدہ ہو چکا ہے اور اپنی تمام اخلاقی اقدار اور دینی پاکیزگی کھو

Marfat.com

بیٹھا ہے یہ عفریت بڑی سرعت رفتاری سے مشرقی معاشرہ کو بھی آلودہ کرتا جارہا ہے۔اس کی تازہ مثال یہ ہے۔کہ مشرقی ممالک کے ذرائع نشر واشاعت اور الیکٹرانکس میڈیا مغربی معاشرہ کے طور طریقوں اور طرزِ عمل پر مکمل طور پر ایمان لا چکا ہے اور اُس کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اسکی طرح تقلید کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔عورت بے پردہ کرنا اسے ننگا کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرنا اور تمام جنسی خرافات اجاگر کر کے عورت کے تقدس کو پامال کرنا ان کا وطیرہ بن چکا ہے یہاں تک کہ مغرب کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کے قوانین واحکام اور تعلیمات وہدایات اور اسوہ حسنہ رسول کریم ﷺ کو مکمل طور پر نظر انداز کر چکے ہیں۔اور اپنے دین۔دنیا اور آخرت سے غافل ہو چکے ہیں۔اس ایک اہم پہلو سمیت بہت سی خرابیاں۔بداعمالیاں اور بداعتدالیاں مشرقی معاشرہ میں عموماً اور اسلامی معاشرہ میں خصوصاً داخل ہو چکی ہیں۔اس کے نتیجہ میں بہت سی دوسری بداخلاقیوں سمیت اجتماعی زیادتی کے واقعات تیزی سے بڑھتے جارہے ہیں۔

یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی معصوم پھول جیسی بچیوں کو درندگی کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ایسے واقعات کا ذکر مزے لے کر اخباروں اور ٹیلی ویژن میں نشر کئے جاتے ہیں۔اور بعدازاں خاموشی چھا جاتی ہے نہ انتظامیہ متحرک ہوتی ہے نہ عدلیہ کو اس کے سدباب کی توفیق ہوتی ہے اور نہ بڑے بڑے اسلامی ادارے اور سیاسی جماعتیں اس عفریت کو روکنے کا کوئی بندوبست کرتا ہے اس برائی کے حوالے اللہ کا فرمان اس طرح ہے۔

”[دیکھو! اگر تم نے زناکاری جیسے بھیانک گناہ سے بچنا ہے تو] زنا یا جنسی بدکاری کے قریب بھی نہ پھٹکو، کیونکہ وہ بے حیائی ہے اور جنسی تسکین کا اندوہناک اور بھیانک طریقہ ہے۔“

[الاسراء ۱۷ آیت ۳۲]

”[یہ ہمارا قانون مجازات و تدبیری ہے کہ] جنسی بدکاری کرنے والی عورت اور جنسی بدکاری کرنے والے مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ دیکھو! اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے نظام حیات کلی میں رحم اس حکم پر عمل کرنے میں مانع نہ آئے۔ نیز ان دونوں کی سزا کے وقت اہل ایمان کی ایک جماعت کو' درس عبرت کے

Marfat.com

لئے اس کا مشاہدہ کرنا چاہیے"

[النور۲۴ آیت۲]

اس عفریت سے بچنے کا طریقہ تقویٰ وحیا کا احیاء اوسنت نکاح کے ادارہ کو مضبوط۔ مطہر اور پابند احکام الٰہی کرنے سے ہے۔

اصلاح معاشرہ کے لئے نظام نکاح مستعد۔ مفید اور کارگر ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے اور قوموں کی زندگی میں اتحاد و یگانگت اور نظم وضبط کو رواج دے کر ترقی کی منازل کو آسان کرنے کا باعث ہے۔ اس سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۱۔ زوجین یعنی نر اور مادہ کے جوڑوں کی تکمیل۔

۲۔ باہمی محبت والفت کا پروان چڑھنا اور مضبوط واستوار ہونا۔

۳۔ ایک دوسرے سے سکون واطمینان حاصل کرنا اور معاشرتی اور خانگی زندگی کو خوشگوار ماحول میسر آنا۔

۴۔ نسل انسانی کا جاری وساری رہنا۔

۵۔ خاندان کی تشکیل۔ کنبہ۔ قبیلہ قوم وغیرہ کا آغاز۔

۶۔ جنسی خواہشات کی تکمیل کا باوقار۔ شریفانہ اور حکیمانہ انداز۔

۷۔ احکام الٰہی کے پابند معاشرہ کی تشکیل۔

۸۔ تزکیہ افراد اور تزکیہ معاشرہ کا حصول۔

۹۔ نکاح کا عمل رشتہ داریاں پیدا کرنا ہے۔ اور اس سے بھرپور انداز میں زندگی گزارنے کا موقع ملتا ہے۔

۱۰۔ ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہو کر انسانی اخوت ومحبت میسر آتی ہے۔

۱۱۔ عورت کی عزت وآبرو اور عصمت وعفت کی حفاظت کا باوقار اور آبرومندانہ انداز اور طریقہ۔

۱۲۔ شیطانی شرارتوں۔ وسوسوں سے نجات۔

۱۳۔ بے راہ روی۔ بے حیائی بدکاری۔ نظربازی کا تدارک۔

Marfat.com

۱۴۔ پاک دامن۔ایماندار۔پاکیزہ خیال خواتین پر تہمت لگانے کا انسداد۔

نکاح کا ادارہ اپنی حدود میں بہت وسیع وعریض ہے اس کی مزید تفصیلات جاننے کے لئے متعلقہ باب سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

بعثت رسول اکرم ومکرم ﷺ سے قبل خطہ عرب ہر قسم کی برائی۔بدکاری۔بے حیائی۔بددیانتی۔ظلم وتشدد اور قتل وغارت وغیرہ میں آلودہ تھا جس کی وجہ سے انسانی شرافت۔عزت نفس۔احترام۔آبرو۔تحفظ وغیرہ مکمل طور پر مجروح تھا۔ انسانی تکریم کی بحالی اور اصلاح معاشرہ کے لئے بہت سی تدبیریں اختیار کی گئیں۔پردہ وحجاب کا نفاذ اور ادارہ نکاح کے متعلق مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے یاددہانی اور ذہن نشینی کی خاطر اس کا خلاصہ دیا جارہا ہے۔

۱۔ آزادانہ ماحول اور بے باکانہ طرز عمل کو مقید کرنے کے لئے سب سے پہلے لوگوں کو ایک دوسرے کے گھروں میں بغیر اجازت داخل ہونے کی ممانعت کردی گئی۔گھر میں صرف عورتوں کی موجودگی میں نامحرم افراد کے داخلہ پر پابندی لگادی گئی۔

۲۔ تخلیہ یا پردہ وتنہائی کے اوقات یعنی نماز فجر سے پہلے۔ظہر یعنی دوپہر اور بعد نماز عشاء دوسروں کے گھروں میں جانے سے منع کردیا گیا۔

۳۔ گھروں کے اندر روزمرہ معمولات اور کام کاج میں مصروف آزادانہ ماحول میں عورتوں کو صرف مخصوص قریبی عزیزوں کے سامنے آنے کی اجازت دی گئی۔دیگر کے سامنے آنے سے قبل مکمل حجاب کا حکم دیا گیا۔

۴۔ کسی غیر مرد کے گھر کے دروازہ پر آنے کے وقت اندر سے عورت کے لہجے اور طرز پر محتاط رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔

۵۔ فحش اور بے حیائی کی باتیں کرنا۔پھیلانا اور ان کا چرچا کرنے سے منع کردیا گیا۔

۶۔ عفیفہ۔پاکدامن اور معصوم مومن عورتوں پر الزام تراشی اور بہتان لگانے کو شدید غیر اخلاقی فعل قرار دیا گیا اور کربناک عذاب کا مستحق قرار پایا۔

۷۔ چونکہ جنسی برائی کی ابتدا مخالف جنس کی آنکھوں کے تصادم سے ہوتی ہے اس لئے مردوں اور عورتوں کو اپنی

Marfat.com

نظروں کو نیچا رکھنا لازمی قرار دیا گیا۔ تا کہ برائی کو شروع ہونے سے قبل ہی ختم کیا جا سکے۔ اسی طرح مردوں اور عورتوں کے جنسی حصوں یا شرم گاہوں کو دوسروں سے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا تا کہ ان حصوں کو دیکھنے سے جنسی تحریک پیدا ہی نہ ہو سکے۔ اور برائی پھیلنے سے رک سکے۔

۸۔ عورتوں کو اس بات کا پابند کر دیا گیا کہ وہ اپنا حلیہ۔ لباس یا دوسری چیزوں کو اس انداز میں ظاہر نہ ہونے دیں تا کہ جس سے غیر مردوں کی توجہ یا کشش پیدا نہ ہونے پائے اور برائی جڑ نہ پکڑے۔

۹۔ خاندان کے لڑکے جب سن بلوغت کو پہنچ جائیں تو ان کو اس عمل کا پابند کر دیا جائے کہ جب وہ بڑوں کے پاس آنا چاہیں تو وہ اجازت لے کر ان کے قریب آئیں۔

۱۰۔ جب عورتیں عمر رسیدہ ہو جائیں اور ان میں جنسی خواہش مفقود ہو جائے یا ان کو نکاح کی حاجت نہ رہے تو ان کے حجاب میں رعایت دے دی گئی ہے اگر وہ چادر وغیرہ اوڑھنا نہ چاہیں تو ان کو اس بات کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ ان کی زینت یا مخصوص اعضاء ظاہر نہ ہونے پائیں۔ اگر وہ حجاب کا احترام کریں تو ان کے لئے بہتر ہے۔

۱۱۔ عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے یعنی سودا سلف۔ ملازمت۔ بیمار پرسی۔ غمی وغیرہ کے موقعوں پر اپنے آپ کو پوری طرح دبیز اور وسیع چادر میں لپیٹنا لازمی قرار دے رکھا ہے تا کہ عورت کی عزت و ناموس۔ عصمت و عفت اور تقدس مجروح نہ ہو۔

۱۲۔ ایسے مسلمان مرد یا عورتیں جو شادی کے قابل ہوں۔ یعنی غیر شادی شدہ ہوں۔ طلاق یافتہ ہوں یا بیوہ ہوں ان کی شادی کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ تا کہ معاشرتی و اخلاقی زندگی میں توازن قائم کیا جا سکے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ آیت قرآنی پر غور کرنا لازمی ہے۔

"[مسلمانو!] تم میں جو مرد و زن مجرد ہوں یعنی شادی شدہ نہ ہوں۔ نیز تمہارے غلام اور خادمائیں جو شادی کے قابل ہوں۔ ان سب کے نکاح کر دو۔ اگر وہ محتاج ہیں تو اللہ [اپنے قانون انعام و فضل کے مطابق] انہیں خوش حال کر دے گا۔ یاد رکھو! اللہ بے انتہا وسائل کا مالک اور

Marfat.com

وہاب۔ علم کلی رکھنے والا ہے۔

[النور۲۴ آیت ۳۲]

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا چاہیے کہ وہ ہمیں اس امر کی استطاعت نصیب کرے کہ مسلمان کو نکاح کے تقدس کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ گھریلو۔ عائلی یا خانگی ماحول میں تلخیاں بڑھنے کا کافی رجحان ہے خاص طور پر ہمسایہ ممالک کے ٹی۔ وی کے اثرات نے بہت کام کیا ہے جس سے بے حیائی اور دوسری خرافات میں تیزی سے اضافہ ہوتا جارہا ہے اور مرد وزن یا میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کے واقعات میں بتدریج اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

حجاب کے تقدس۔ اس کی ضرورت اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ جنت کی مطہر اور پاکیزہ مخلوق یعنی حوروں کو بھی باپردہ رہنا لازم کردیا گیا ہے۔

"وہ حوریں [بڑی بڑی اور خوبصورت آنکھوں والی] خیموں میں ٹھرائی ہوں گی۔

[الرحمٰن ۵۵ آیت ۷۲]

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

15

بدترین انسانی دشمن

اللہ ربّ العزت خالق کاہنات کی مخلوق کروڑوں، اربوں اجناس واقسام پر محیط ہے۔ تمام مخلوق اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر زندگی بسر کرنے کی پابند ہیں سوائے انسان اور جن۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے زندگی گزارنے میں اختیار وارادہ کی سہولت سے نواز رکھا ہے لہٰذا وہ اپنے اختیار وارادہ سے زندگی گزارنے میں آزاد ہیں خواہ اچھی اور پاک زندگی ہو یا بُری اور ناپاک زندگی۔

مندرجہ ذیل آیات قرآنی جنّوں اور انسانوں کے اختیار وارادہ کے حامل ہونے کو ظاہر کرتی ہیں۔

۱۔ اور بے شک ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو [رسول بنا کر] بھیجا۔ اور ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ [قائم کر] دی۔ پھر ان [کی اُمّت] میں سے [کچھ] نے تو ہدایت اختیار کی [اور صراطِ مستقیم پر چلے) اور بہت سے اُن میں سے نافرمان رہے۔

[الحدید ۵۷۔ آیت ۲۶]

Marfat.com

۲۔ وہی تو ہے جس نے [اپنی تخلیقی فعلیت سے] تم کو [ارتقائی انداز میں] پیدا فرمایا۔ پھر تم میں سے [اُس کے قوانین احترام آرزو، تدایت و تقویٰ اور مکافات عمل کی رُو سے] بعض [حق ناشناس] کافر ہیں اور بعض مومن۔ اور [یاد رکھو!] جو کچھ بھی تم کرتے رہتے ہو۔ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے [اس سے غافل نہیں]

[التغابن ۶۴۔ آیت ۲]

۳۔ اور یہ کہ ہم میں سے بعض اللہ کے مطیع و فرماں بردار ہیں اور ہم میں سے بعض حق سے منحرف و ظالم ہیں، تو جنہوں نے اسلام [اطاعت و فرماں برداری کا راستہ) اختیار کیا۔ تو وہی تلاشِ حق میں کامیاب ہوئے [اور نجات کی راہِ راست اختیار کر لی]

[الجن ۷۲۔ آیت ۱۴]

٤۔ نیز ہم نے بلاشبہ اُسے [فِطرۃً کل زندگی کرنے حُسین و فطری سیدھا] راستہ دکھا دیا۔ چاہے وہ [جِسی۔ قلبی نظام اور فطری ہدایت ایسی نعمتوں کی] قدر کرے۔ اور اُن سے کام لے یا اُن کی نہ تو قدر کرے اور نہ کام ہی لے۔

[الدھر ۷۶۔ آیت ۳]

ابلیس جو ایک جن ہے اپنے اختیار و ارادہ کی بنا پر پوری کائنات کی مخلوقات میں سے سب سے پہلے اللہ کا نافرمان نکلا اور حکم عدولی کا مرتکب ہوا۔ قصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ابلیس نے انسان کو سجدہ کرنے یا اُس کی برتری تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُسے معزول کر دیا۔ چونکہ ابلیس کی معزولی انسان کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئی تھی اس لئے اُس دن سے ابلیس اور اُس کا لشکر انسانوں کا بدترین دشمن بنا ہوا ہے اور ہر دُشمن جو کچھ کر سکتا ہے وہ پوری قوت سے کر رہا ہے۔

انسان کی خلافت ارضی کے حسد نے ابلیس کو آگ بگولا کر رکھا ہے اور اس غصہ میں پاگل ہو کر وہ اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

سامنے اکڑ گیا اور اپنی گستاخی پر نادم ہونے اور معافی کا خواستگار ہونے کی بجائے مبارزت پر اُتر آیا۔

ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابلیس بولا: پروردگار! بدیں وجہ کہ تُونے مجھے [عمداً] غچاّ دیا ہے۔ میں اُب دنیا میں بنی نوع انسان کو [اِہ کے مشرکانہ عقائد و رسوم۔ اعمالِ سُو۔ غیر فطری و قبیح اور حرام خواہشات و اشیاء، الغرض سیّأت کو اپنی وسوسہ اندازی اور جمالیاتی فریب کاری سے] حُسین بنا کر دکھاؤں گا اور اس طرح ان سب کو ورغلا کر [Seduce] گمراہ کروں گا"

[الحجر ۱۵۔ آیت ۳۹]

اس حوالے سے اُس نے مزید کہا۔

"اس پر ابلیس بولا۔ جس طرح تُونے مجھے غُچا دے کر گمراہ کیا۔ میں بھی [انتقام کے طور پر] بنی نوع انسان کو ورغلانے کے لیے جنت کو جانے والی راہ راست پر گھات لگائے رکھوں گا"

"پھر میں [ان کو ورغلانے کے لیے] اُن کے آگے سے پیچھے سے دائیں اور بائیں سے [الغرض ہر طرف سے] ان کے پاس آؤں گا۔ اور تُو ان میں بہتوں کو [اپنی نعمتوں کا] شکر گزار نہیں پائے گا۔"

[الاعراف ۷۔ آیات ۱۶۔۱۷]

ابلیس یا شیطان جس کا نام عزازیل ہے اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ اُس کی دھوکہ بازی، دغابازی، فریب کاری اور وسوسہ اندازی کا اولین شکار حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا ہوئے۔ قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے کہ

"شیطان اِن دونوں کے دِلوں میں وسوسے ڈالنے یعنی اندیشے اور احتمالات پیدا کرنے لگا تاکہ ان کے جنسی اعضاء یا عورات [Sexual or

Marfat.com

[private parts] کو جن کا دیکھنا ان کے لیے ممنوع تھا ان کو کھلم کُھلا دکھلائے (اور اس طرح ان کے جنسی جذبات میں ہیجان پیدا کرے۔ [He may oxcite their sexual passions] اور اُس [شیطان] نے [نا صحانہ انداز میں] اُن سے کہا: تمہارے رَبّ نے تمہیں اس شجرۂ یعنی جنسی معروض یا شرم گاہوں [sex objects] سے اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ۔ نیز حیاتِ جاوید [Eternal life] نہ حاصل کر لو"

"اور اُن سے قسمیں کھانے [اور یقین دلانے] لگا کہ میں تمہارے مخلص خیرخواہوں میں سے ہوں۔"

"پھر ہوا یہ۔ کہ شیطان نے دونوں کو بہکاوے دے کر چت کر ہی دیا، اور وہ لذّت جنس [sex] سے آشنا ہوگئے تو اُن کی عورات یا شرم گاہیں ایک دوسرے پر آشکارا ہو گئیں۔ [شرم کے مارے) وہ اُن کو چھپانے کی خاطر باغ کے پتے تہ بہ تہ کر کے اُن پر چپکانے لگے۔ اس پر اُن کے پروردگار و آقا نے ان کو ڈانٹا۔ کیا میں نے تمہیں اس جنسی مرزع کی مقاربت سے منع نہیں کیا تھا؟ اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دُشمن ہے [لیکن تُم نے حکم عدولی کی۔]

[الاعراف ۷۔ آیات ۲۰ سے ۲۲]

شیطان یعنی ابلیس کے مغرورانہ۔ تکبرانہ اور حاسدانہ روّیہ کے برعکس وہ دونوں اپنی کوتاہی اور بُھول پر پریشان و پشیمان ہوئے اپنی کوتاہی کا اقرار کیا۔ استغفار و توبہ کی اور معافی کے طلب گار ہوئے۔

"دونوں نے عرض کیا: پروردگارا! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اگر تُو ہماری مغفرت نہیں فرمائے گا۔ یعنی ہمارے گناہ کے اثرات [سیآت] کو محو نہیں کرے گا۔ اور ہم پر ترس کھا کر ہمیں اپنی رحمت سے نہیں نوازے گا تو ہم [باعتبار حسنات] گھاٹے میں پڑ جائیں گے [یعنی اہل نار

Marfat.com

بن جائیں گے]

[الاعراف ۷۔آیت ۲۳]

اللہ غفور الرحیم نے اُن کی معافی کرنے کے بعد انہیں جہاں وہ مقیم تھے زمین کی طرف کُوچ کرنے کا حکم دیا اور

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم سب نے اسی زمین یا دُنیا میں زندگی کرنا بھی ہے اور مرنا بھی۔ اور سی سے [بالآخر] تُم (زندہ) نکالے جاؤ گے۔"

[الاعراف ۷۔آیت ۲۵]

یہ تھی انسان اور شیطان کی دُشمنی کی کہانی کی ابتدا جو صدیاں گزرنے کے باوجود ابھی تک جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ خالقِ کائنات نے انسان کو خاص الخاص ترکیب سے تخلیق کیا اس لیے وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اسے گمراہ ہونے سے بچا کر رکھنا چاہتا ہے وہ انسان کو بار بار تنبیہ کرتا رہا کہ شیطان کے جھانسے میں نہ آنا جیسے کہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہے۔

۱۔ "اے بنی نوع انسان! زمین میں جو بھی چیزیں [ماکولات و مشروبات، شرعاً] حلال یا جائز، پاکیزہ، خوش گوار اور صحت افزا ہیں [شوق سے] کھاؤ، پیئو! لیکن شیطان کے نقوشِ قدم پہ نہ چلنا کیونکہ وہ تمہارا بلاشبہ کھلا دُشمن ہے۔"

[البقرہ ۲۔آیت ۱۶۸]

۲۔ اے آدمؑ کی اولاد! کیا میں نے تُم کو حکم نہیں دیا تھا [اور تاکید نہیں کی تھی] کہ شیطان کی اطاعت و فرماں برداری نہ کرنا۔ وہ تمہارا کُھلا دُشمن ہے۔"

[یٰسین ۳۶۔آیت ۶۰]

۳۔ بے شک شیطان تمہارا [کُھلا] دُشمن ہے اس لیے تُم بھی اُسے اپنا دُشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے پیروکاروں کو محض اس لیے اپنی راہ پر بلاتا

Marfat.com

ہے تاکہ وہ اہل دوزخ میں شامل ہو جائیں۔

[فاطر 35۔ آیت 6]

٤۔ اصل یہ ہے کہ شیطان دِل شکن باتوں کے ذریعے] لوگوں میں اختلاف و فساد پیدا کرتا ہے۔ بلاشبہ شیطان انسان کا کُھلا دُشمن ہے۔

[الاسراء ۱۷۔ آیت ۵۳]

٥۔ اس کے باوجود شیطان نے تُم میں سے خلقِ کثیر کو گمراہ کر دیا۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

[یٰسین ۳۶۔ آیت ۶۲]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سمجھانے اور اُسے شیطان کے شکنجہ سے نچانے اور صراطِ مستقیم پر لگانے کے لیے قریباً سوا لاکھ اپنے مخصوص۔ مطہر اور برگزیدہ بندوں کو مبعوث فرمایا۔ لیکن انسان اپنے مستقبل سے لاپرواہو کر ہوش وحواس سے کام لینے سے عاری ہے۔

''[میرے پیغمبراعظم و آخر ﷺ] اللہ تعالیٰ شائد ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے اُمتوں، یعنی اقوام عالم میں اپنے رسُول بھیجے، لیکن شیطان نے [اپنے جمالیاتی فریب سے] ان قوموں کو اُن کے [اعمال] سُؤء کو خوشنما و خوبصورت بنا کر دکھایا [اور وہ اس نظر فریب دھوکے میں ماری گئیں] چنانچہ اب بھی وہی، یعنی شیطان اِن کا سرپرست [Patron] بنا ہوا ہے [اس کے نتیجے میں، گذشتہ اقوام کی طرح] انہیں بھی کربناک عذاب سہنا پڑے گا۔''

[النحل ۱۶۔ آیت ۶۳]

ارادہ واختیار میں آزاد انسان کا ذہن یا دماغ ایک لحہ کے لیے بھی فارغ نہیں رہتا حتیکہ سوتے میں بھی خواب کی صورت مصروف رہتا ہے جاگنے کی حالت میں جبکہ وہ جسمانی اور ذہنی کاموں سے بھی فارغ ہوتا ہے تب بھی اُس کا ذہن مختلف الاقسام خیالات میں اُلجھا رہتا ہے یہ خیالات کا سیلاب کبھی بھی اختتام پذیر نہیں ہو پایا۔ اگر اِن خیالات کو کشید

Marfat.com

کرنے کے عمل سے گزارا جائے تو اہل علم کی نظر میں انہیں رحمانی خیالات اور شیطانی وسوسوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ رحمانی خیالات یا سوچ نیک اور پاکیزہ کاموں کی بنیاد بنتے ہیں جبکہ شیطانی وسوسے یا سوچ ایسے عوامل کی نشاندہی کرتے ہیں جو غیر اسلامی، غیر شرعی اور غیر معیاری شمار ہوتے ہیں اور انسانی گراوٹ کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے انسان جو نہ تو اہل نظر ہوتے ہیں اور نہ ہی اہل علم وہ شیطانی وسوسوں کی ظاہری خوبصورتی اور خوش نمائی سے مسحور ہو کر اُن کی جانچ پڑتال سے قاصر و محروم رہتے ہیں اور شیطانی شکنجہ میں پھنس جاتے ہیں اور ان وسوسوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تصورّ کرتے ہوئے اُن کے مطابق عمل پر فخر کرتے ہیں اور اپنی بظاہر خوشگوار زندگی کی حقیقت سے نا آشنا رہتے ہیں اور حزب شیطان کے رکن بنے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور پھر بھی اسے اللہ رحمٰن کی توفیق سے سمجھتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ انسان کو غلط رستہ پر اپنی مرضی سے چلانے کا مکلّف نہیں ہوتا۔

شیطان اپنی سوچ اور فعل میں بہت سمجھ دار۔ موقع پرست اور موقع شناس واقع ہوا ہے۔ اُس کی عیاری۔ چالاکی اور سمجھداری کا مقابلہ کرنا یا اُس سے بچنا عام انسان کے بس میں نہیں۔ وہ انسان کی کمزوریوں سے بخوبی واقف ہے اور موقع کے مطابق اُن کمزوریوں میں سے کسی ایک یا ایک سے زیادہ کو استعمال کر کے انسان کو اپنے قابو میں کرتا رہتا ہے۔ یوں تو انسانی خواہشات اور کمزوریاں بے شمار ہو سکتی ہیں صرف چند کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

۱۔ حلال و حرام اشیاء خورد و نوش کی خواہش۔

۲۔ جائز و ناجائز مال و دولت کی حرص۔

۳۔ مال و دولت کے استعمال میں بخل یا بیجا مصرف۔

۴۔ ظاہری شان و شوکت کی طلب۔

۵۔ اقتدار کا حصول۔

۶۔ جنسی فحاشی سے محبت۔

شیطان کی فطرت جھوٹ، حسد، دھوکہ، فریب، بخل، بدعہدی، نافرمانی، بے حیائی، برائی، گمراہی اور وسوسہ اندازی سے مزّین ہے اور وہ اپنے انسانی دوستوں اور پیروکاروں کو اپنی فطرت پر چلانے کا خواہش مند رہتا ہے۔ اللہ

Marfat.com

تبارک تعالیٰ نے اُس مردود کے چند اوصاف کا مندرجہ ذیل چند قرآنی آیات کے ذریعے انسانوں کو آگاہ کیا ہے تاکہ وہ خبردار رہیں۔

۱۔ [اور] یہ شیاطین ہر حال میں تمہیں خوف و غم لانے والے حرام کام اور بُخل و بے حیائی کرنے پر اُکساتے اور آمادہ کرتے رہتے ہیں۔ نیز اس کی بھی تحریک و ترغیب دیتے رہتے ہیں کہ اللہ [کی ذات و صفات اور احکام و تعلیماتٰ) کے بارے ایسی باتیں کہو۔ جن کا تمہیں علم نہیں"۔

[البقرہ۲۔آیت۱۶۹]

۲۔ "شیطان [ابلیسی ہو یا بشری] تمہیں [طرح طرح کے خطرات سے] خوف دلاتا رہتا ہے کہ [اگر تم اللہ کی راہ میں زکوٰۃ، الغفور، الماعون، قرض حسنہ وغیرہ وغیرہ دو گے تو] تم مفلس و محتاج ہو جاؤ گے اور [اس بنا پر] تمہیں بخل [دولت جمع کر کر کے رکھنے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی] اور خواہش [جنس فروشی، جمال فروشی اور ضمیر و قوم فروشی] کی ترغیب دیتا رہتا ہے۔"

[البقرہ۲۔آیت۲۶۸۔جزو]

۳۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! [سُنو] شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلنا۔ دیکھو! جو شخص شیطان کا کہا مانتا اور اس کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اسے الفحشاء، یعنی بخل اور بے حیائی [جیسے جمال فروشی، جنسی فروشی، فحاشی وغیرہ وغیرہ] اور المنکر، یعنی عقلِ سلیم، فطرت اور وحی کے خلاف قابل نفرین کام کرنے کی ترغیب دیتا اور تحریک کرتا ہے۔ دیکھو! اگر تُم پر اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہوتا نہ اُس کا رحم و احسان، تو تم میں سے کوئی شخص بھی پاک دل و پاک دامن اور صالح نہ بن سکتا تھا لیکن اللہ [اپنے قانون مشیت و حکمت کے مطابق] جس کا چاہتا ہے تزکیہ کرتا ہے یاد رکھو! اللہ سب کچھ سننے والا۔ سب کچھ جاننے

Marfat.com

والا ہے۔"

[النور۲۴۔آیت ۲۱]

٤۔ شیطان اُن کو بہکاوے دے دیتا اور سبز باغ دکھاتا رہتا ہے اور شیطان کے بہکاوے سراب و فریب کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔

[النساء۲۱۔آیت ۱۲۰]

٥۔ اے لوگو جو ایمان لا کر اسلام میں داخل ہوئے ہو۔ مسکرات [PIntoxicants] جُوا [Gambling] بُت [Idols] اور فال کے تیر [Arrows of chance] نجس [اور] شیطان کی اختراع و مشغلہ ہیں۔ لہٰذا [اِن سے] احتراز کرو یا اِن سے دُور رہو تاکہ تم فلاح پاؤ یعنی خوف و حزن سے نجات اور نشوونما پاؤ۔"

شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ منشیات یا مُسکرات اور قمار بازی کے ذریعے تمہارے درمیان دُشمنی اور کینہ ڈلوا دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر، یعنی قرآن مجید [کی تلاوت یا حق] اور صلوٰۃ [کی اقامت] سے روک دے۔ [ان تصریحات کے باوجود] کیا تُم ان سے باز آؤ گے؟ [یعنی تمہیں ان سے ضرور باز رہنا چاہئے۔]

[المائدہ۵۔آیات ۹۰اور ۹۱]

شیطان اپنے کام میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔ وہ انسان کی کمزوریوں سے پوری طرح آگاہ ہیں اور انسان کو بے راہ رُو کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں اور وہ ایسی جگہ اور ایسے انداز سے انسان پر وار کرتے ہیں کہ اس کے وہم و گمان میں نہیں ہوتا اور نہ ہی انسان اُس کا ادراک ہی کر سکتے ہیں ذہن میں آنے والے خیالات کو وہ نہیں جانتے کہ یہ رحمانی امر ہے یا شیطانی وسوسہ۔ اور اس طرح انسان اپنی خوش فہمی۔ غلط فہمی اور کم علمی کی بنا پر نہایت آسانی سے اُن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو آگاہ کر رکھا ہے کہ

"اے آدمؑ کی اولاد! ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں بہکاوا دے۔ جیسے اُس نے

Marfat.com

تمہارے والدین کو بہکاوا دے کر ثمرور باغ سے نکلوا دیا تھا۔ اور اُن کے لباس کو ان کے جسموں سے اُتروا کر عُریاں کر دیا تھا کہ ان کی شرمگائیں ان کو دکھائے [اور مقاربت پر آمادہ کرے] [یاد رکھو!] شیطان اور اس کے بھائی بند تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں کہ تُم انہیں دیکھ نہیں پاتے [ہمارا قانونِ احترام آرزو و تدبیری یہ ہے کہ] جو لوگ ہمارے قوانین و احکام اور تعلیمات کو نہیں مانتے ان کے رفیق و حامی شیاطین ہوتے ہیں۔"

[الاعراف ۷۔ آیت ۲۷]

شیاطین چونکہ انسان کو صراطِ مستقیم سے ہٹانے اور اللہ رَبّ العزت کا نافرمان بنانے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں اور انسان اپنی سادگی اور بیوقوفی کی وجہ سے اُن کے دھوکہ میں آسانی سے آجاتا ہے اس لیے اللہ رحمٰن ورحیم نے اُسے شیطانوں کے شکنجہ سے بچانے کے لیے مندرجہ ذیل قرآنی آیاتِ مقدسہ کے ذریعہ اُن کی راہ نمائی فرمائی ہے۔

"اور [اے مُؤمن!] اگر تُجھ کو شیطان کسی وسوسہ اندازی [اور جمالیاتی فریب کاری] میں مُبتلا کرنا چاہے۔ تو فوراً اللہ کی پناہ اور حفاظت و اِمان مانگ لیا کرو۔ یقینا وہ [اللہ] سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ اپنی کُل مخلوقات کے اقوال و افعال کا احسن و اکمل سمعی و بصر مشاہدہ کرنے والا ہے۔

[حٰمٓ السجدہ ۴۱۔ آیت ۳۶]

"اگر شیطان کی وسوسہ اندازی سے آپ میں کوئی وسوسہ خلش پیدا کرے تو آپ فوراً اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں اور اس کی پناہ میں آجائیں وہ یقینا وہ سب کچھ سننے والا۔ سب اشیاء کا علم کُلّی رکھنے والا ہے۔"

"اصل یہ ہے کہ جِن لوگوں کو راہ راست پر سفرِ زندگی کرنے کی آرزو اور گمراہی کی خثیت ہوتی ہے وہ اگر شیطان کی وسوسہ اندازی سے کوئی خلش محسوس کرتے ہیں تو چونک اُٹھتے ہیں اور (شیطان کے دامِ

Marfat.com

تزویر کو) صاف دیکھنے لگتے ہیں۔''
اور [بخلاف اس کے جو لوگ اہل آرزو و خشیت نہیں ہوتے] اُن کے بھائی بند ان کو کجروی و سرکشی میں کھینچے لیے جاتے ہیں اور اس میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے۔''

[الاعراف ۷۔آیات ۲۰۰ سے ۲۰۲]

اللہ تعالیٰ نے اس طرح مزید نصیحت فرمائی۔
''اور یہ دُعا مانگا کرو! پروردگار! میں شیطانوں کی ترغیبات و تحریکات سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں''
''نیز میرے رَبّ! میں اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں''

[المومنون ۲۳۔آیات ۹۷ اور ۹۸]

اس بات سے تو تمام مسلمان آگاہ ہے یاددھانی کے لیے یہ کہا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا ہے کہ جب قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگو تو شیطان الرحیم کے وسوسوں سے اللہ کی پناہ میں آجایا کرو۔
''دیکھو! جب قرآن [عظیم] پڑھنے لگو تو شیطان مردُود [کے وسوسوں] سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو''

[النحل ۱۶۔آیت ۹۸]

شیطان کے وسوسوں سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کا کا انداز مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے۔
''[نیز] فناس یعنی شرانگیزی کرنے کے بعد ہٹ جانے والے کی وسوسہ اندازی کی مفرت و آفت سے [بھی اللہ کی پناہ کا طلب گار ہوں]''
''یہ وہ ہے جو لوگوں کے باطنی نظام میں وسوسے یعنی شکوک و شبہات، بُری خواہشات اور بدگمانیاں ڈالتا ہے۔''

[الناس ۱۱۴۔آیات ۴ سے ۶]

یہ بات بھی سب مسلمانوں کے ذہن میں رہتی ہے کہ الصلوٰۃ یعنی نماز کے آعاز پر ''تعوذ'' کا دہرانا لازمی ہے

Marfat.com

یعنی شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آنا ضروری ہے۔یعنی

اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

"یا اللہ! تیری رحمت و مغفرت سے محروم و مَردُود شیطان [کے وسوسوں اور جمالیاتی فریب کاری] سے محفوظ و مصئون رہنے کے لیے مجھے تیری پناہ کی حاجت و طلب ہے۔ مجھے اپنی حفاظت و امان میں لے لے"۔

ملک کو برائی سے پاک کرنے اور اسلامی معاشرہ کی تشکیلِ نو اور انسانوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کے لیے شیطانوں خواہ وہ جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے ہوں اُن کے اثر و رسوخ کو ختم کرنا لازمی ہوگا۔ اس لیے علماء کرام کو اسلامی تعلیم و تربیت کو فروغ دینا ہوگا۔ تعلیمی اداروں کو بشرف اسلام کرنا اور نظم و ضبط قائم کر کے انسانی اقدار کو بحال کرنا ہوگا۔ علاوہ حکومتِ وقت کو ملک میں ہر سطح پر نظام اوامر بالمعروف اور نظامِ نواہی عن المنکر کو قائم کرنا اور اُن پر حقیقی معنوں می عمل درآمد کرانا ہوگا۔

اصل اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کام یا عمل انفرادی طور پر کرنے سے ہی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین اور تعلیمات و ہدایات کے مطابق زندگی گزارنا ہی مقصد حیات ہے انسان کا فرض ہے کہ وہ شیطانی روّیہ کی نفی کرے اور حضرت آدم علیہ السلام کے کردار سے مستفید ہو۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ سلامتی اور اعتدال پسند دین کو چند افراد نے اسے شدّت اور تشدد میں تبدیل کر رکھا ہے اور معصوم انسانوں کو ہلاک کرنا اور دُکھ پہنچانا ہی دین سمجھ رہے ہیں اور دین اسلام کی نفی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

16

فطرتِ انسانی

انسان کی بناوٹ وساخت مٹی کو مختلف مراحل سے گزار کر تشکیل پائی اور اسے امر ربی یعنی روح سے تقویت بہم پہنچائی گئی اس لئے اس کے اوصاف کا دارومدار مٹی کے خواص اور روح کے خواص پر منحصر ہے۔اس کی پرورش وتربیت کے دوران اور گردوپیش کے ماحول کے اثرات پر جس جزو کی برتری ہوگی ویسی ہی اس کی فطرت روزمرہ کے معمولات میں نمایاں ہوگی۔وہ وہی اور ویسی ہی صفات۔اس سے اجاگر ہوں گی۔

اللہ خالق کائنات نے انسان کو اس کی پیدائش اور مقصد کی تفصیل سے اس طرح آگاہ کیا۔

"[اے بنی نوع انسان!] ہم ہی نے [اپنے قانون ارتقاء کے مطابق] تمہاری درجہ بہ درجہ تخلیق کی [جس طرح ہم ہر بچے کی تخلیق ارتقائی انداز میں اس کی ماں کے بطن میں کرتے ہیں. یہ ہماری سنت ہے اور ہماری سنت ناقابل تغیر و تبدل ہے] پھر ہم نے تمہاری صورت گری کی' یعنی تمہارے چہرے مہرے' اعضاء و جوارح اور قدو قامت کی تشکیل کی----"

[الاعراف ۷ آیت ۱۱ جزو]

Marfat.com

مزید فرمایا گیا۔

''اُسی نے تیری پیدائش ارتقائی انداز میں ' یعنی مرحلہ وار کی ' پھر تیرے اعضاء و جوارح میں ہم آہنگی و توازن پیدا کیا؛ پھر[تیرے قدو قامت میں] اعتدال اور تناسب پیدا کیا''

''پھر جس صورت میں چاہا' تجھے متشکل کردیا''

[الانفطار ۸۲ آیت ۷' ۸]

انسان اپنی پیدائش یعنی بچپن سے بڑھاپے تک مختلف مراحل سے گزرتا ہوا اپنی دنیاوی زندگی مکمل کرتا ہے اس دوران اس کی فطرت کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ جو اس کی اپنی ذات سمیت اردگرد کو بھی متاثر کرتا ہے۔ اور معاشرہ کو بھی۔ اس کے رویوں کا اظہار اس طرح کیا گیا ہے۔

''وہی تو ہے جس نے[اپنی تخلیقی فعلیت سے] تم کو[ارتقائی انداز میں] پیدا فرمایا' پھر تم میں سے[اس کے قوانین احترام آرزو' روایت و تقوی اور مکافاتِ عمل کی رو سے] بعض [حق ناسناس] کافر ہیں اور بعض مومن ۔ اور [یاد رکھو!] جو کچھ بھی تم کرتے رہتے ہو۔ الله اسے دیکھ رہا ہے۔ [اس سے غافل نہیں]''.

[التغابن ۶۴ آیت ۲]

''اپنی توجہ سب سے ہٹا کر دین[فطرت و الٰہی] پر مرکوز کردو۔ یہ الله کی فطرت[حسین] ہے۔ جس پر اس نے بنی نوع انسان کی تخلیق کی[یا فطرت بنائی ہے] الله تعالیٰ کی بنائی ہوئی ساخت و تخلیق بدلی نہیں جاسکتی[یعنی الله کی خلقت کو کوئی تبدیل نہیں کرسکتا] یہ درست اور قائم رہنے والا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ یہ حقیقت نہیں سمجھتے اور جانتے''

[الروم ۳۰ آیت ۳۰]

Marfat.com

'[واقعہ یہ ہے کہ ہم نے اسے تقوٰی و فجور' خیر و شر' اور ہدایت و ضلالت کے دونوں راستے دکھادئیے ہیں"

[البلد ۹۰ آیت ۱۰]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزادی۔ خودمختاری اور اپنے رویوں اور اعمال کو اپنی مرضی سے سرانجام دینے کا اختیار تفویض کررکھا ہے۔ وہ یعنی انسان اپنی صوابدیدہ کے مطابق اچھے یا برے رویوں کو اپنا کر اپنی زندگی گزارنے میں آزاد ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اخلاق حسنہ اور اخلاق سیئہ سے آگاہ کررکھا ہے۔ اور ان کے انجام سے بھی خبردار کررکھا ہے لہٰذا انسان خود اپنے کیئے کا ذمہ دار ہے۔

انسان کے منفی اور نقصان دہ رویوں کا قرآن پاک میں اس طرح ذکر کیا ہے۔

مال و دولت سے انتہائی محبت کرنے والا:

انسان مال و دولت کا بہت حریص ہے اور اس سے بہت محبت رکھتا ہے۔ مال و دولت کے حصول کے لئے اکثر جائز و ناجائز کی حدود بھی پھلانگ جاتا ہے اور اپنے انجام سے بھی لاپرواہ ہوجاتا ہے۔

قرآن حکیم کے مطابق:

"وہ مال و دولت سے بے انتہا محبت رکھتا ہے۔[حالانکہ سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے' پھر اس کی جنت سے کہ جہاں انسان نے ہمیشہ رہنا ہے]

[العٰدیات ۱۰۰ آیت ۸]

"اور مال و دولت سے بے انتہا محبت کرتے ہو] اس لئے جائز و ناجائز اور حلال و حرام کا خیال نہیں رکھتے ہو' نتیجہ ذلیل و خوار ہوتے ہو]"

[الفجر ۸۹ آیت ۲۰]

انسان مال و دولت کی حرص میں حد سے گزرجاتا ہے وہ بے پناہ اور لاتعداد دنیاوی اشیاء حاصل کرنے کے

Marfat.com

باوجود سیر نہیں ہوتا اور مزید حاصل کرنے کی طلب وتمنا میں سرگرداں رہتا ہے اور حلال وحرام اور جائز وناجائز کو بھی نظر کر جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اپنی منزل کو کھو دینا اس کا مقدر بن جاتا ہے۔

"اور اس کو میں نے مال فراواں دیا"

"اور بیٹے دیئے جو[اس کی نظروں کے سامنے] حاضر رہتے[اور اس کی محفل میں اس کے لئے باعث توقیر تھے]"

"اور تمام سامان [جاہ و ریاست] اسے پوری طرح مہیا کردیا"

"پھر بھی اسے طمع ہے کہ اسے اور زیادہ دوں"

[المدثر ۷۴ آیات ۱۲ سے ۱۵]

جلد مایوس ہوجانا انسانی عادت ہے۔

انسان جب اللہ کی دی ہوئی وافر نعمتوں کی وجہ سے آرام وآرائش۔ امن وسکون۔ جاہ وجلال اور آسودہ زندگی گزار رہا ہوتا ہے تو اکثر اللہ تعالیٰ کی تعلیمات وہدایات اور قوانین واحکام کو بھول جاتا ہے۔ اور جب اس کے نامناسب رویوں۔ کوتائیوں۔ نافرمانیوں اور بداعمالیوں کی بنا پر اس کے رزق میں ردوبدل اور کمی واقع ہوتی ہے تو بہت جلد مایوس ہوجاتا ہے۔ اور یہ اس کی فطرتی زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔

"غور کرو جب ہم انسان کو نعمتوں سے نوازتے ہیں تو وہ [تکبر سے] ہم سے صرف نظر کرتا اور پیٹھ پھیر کر دور ہوجاتا ہے۔ لیکن جب اس پر مصیبت آتی ہے تو وہ[ہماری رحمت سے] مایوس ہوجاتا ہے"

[الاسراء ۱۷ آیت ۸۳]

اس حوالے سے مزید فرمایا گیا ہے۔

"غور کرو' جب ہم لوگوں کو حسنات سے نوازتے ہیں تو وہ اس پر اترانے لگتے ہیں لیکن جب ان کے اعمال سوء کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو جلد ہی یاسیت پسند ہونے لگتے ہیں"

[الروم ۳۰ آیت ۳۶]

Marfat.com

"[اور اگر ہم[اپنے قانونِ انعام و فضل کے مطابق] انسان کو رحمت یا خیر حسنہ کا مزہ چکھاتے ہیں[تو وہ اسے اپنے علم و ہنر کا ثمرہ خیال کرتا ہے] پھر جب ہم[اپنے قوانین مجازات و تشکر نعمت کے مطابق] اسے واپس لے لیتے ہیں تو وہ یاسیست پسند. ناشکرا ہوجاتا ہے۔"

[ھود ۱۱ آیت ۹]

ناشکری کا مرتکب ہونا انسانی فطرت ہے۔

پیدائش سے وفات تک اگر انسان اپنی زندگی پر غور وفکر کرے اور اپنا جائزہ لے تو اسے معلوم ہوگا کہ اللہ خالق انسان وکائنات اسے رنگ بہ رنگ کی لاکھوں کروڑوں نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے اس کی زندگی میں آسودگی اور آسانیاں مہیا کرتا رہتا ہے۔ مصائب وتکالیف سے نجات دیتا رہتا ہے۔ لیکن انسان ان عنایات کی ناقدری کرتا اور ناشکری کا مرتکب ہوتا رہتا ہے۔

"یادرکھو کہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زندگی دی[جو غیر مترقبہ نعمت عظمٰی ہے]پھر وہی تمہیں موت دے گا پھر[آخر میں] وہی تمہیں زندہ کرے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔[یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرتا ہے اور نہ اپنے منعم کی]"

[الحج ۲۲ آیت ۶۶]

"غور کرو کہ وہ رب ہی ہے جس نے تمہارے کان' آنکھیں اور دل و دماغ تخلیق کئے[یعنی تمہارا حسی۔ قلبی نظام قائم کیا۔ لیکن] تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو[یعنی تم ان نعمتوں سے بہت کم حقیقی فائدہ اٹھاتے ہو اور بہت کم اپنے رب کا شکر بجالاتے ہو۔]"

[المومنون ۲۳ آیت ۷۸]

اس حوالے سے مزید فرمایا گیا۔

"اور[یہ سب جانتے اور مانتے ہوئے بھی] ان لوگوں نے اس کے بندوں

Marfat.com

میں سے بعض کو اس کا جزو[اولاد] ٹھہرایا ہے۔ [جزو تو جنسیت سے ہوتا ہے' لہٰذا اللہ کا کوئی شریک اور جزو کیسے ہوسکتا ہے؟]بیشک انسان بڑا ہی کھلا ناشکرا و احسان فراموش واقع ہوا ہے۔"

[الزخرف ۴۳ آیت ۱۵]

"ہلاکت ہو انسان پر' کس چیز نے اسے ناشکرا بنایا۔"

[عبس ۸۰ آیت ۱۷]

"[بلاشبہ انسان[عموماً]اپنے رب[کی نعمتوں] کا بڑا ناشکر گزار ہے' یعنی اللہ کی عطا کردہ موضوعی اور معروضی نعمتوں کا استعمال احکام الہیہ کے مطابق نہیں کرتا اور وہ خود بھی اس واقفیت کا شاہد ہے۔[پر مانتا نہیں]"

[العٰدیات ۱۰۰ آیات ۶' ۷]

احسان نہ ماننے والا۔ناشکر گزار

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بے شمار نعمتوں سے نواز رکھا ہے لیکن انسان ان کی قدر نہیں کرتا اور نہ ہی احسان مند ہوتا ہے۔

"کہو وہ[اللہ] ہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان' آنکھیں اور مراکز حواس یعنی دل و دماغ بنائے[مگر] تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو' یعنی ان قوتوں سے جتنا اور جیسا کام لینا چاہیے اُتنا اور ویسا کام نہیں لیتے' بلکہ بہت کم کام لیتے ہو' نیز ان عظیم وغیر مترقبہ نعمتوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر و سپاس بھی کم ہی کرتے ہو"

[الملک ۶۷ آیت ۲۳]

تنگ دل اور بخیل

انسان مال و دولت ۔ وافر رزق اور اللہ تعالیٰ کی دوسری نعمتیں ملنے پر خوشی کا اظہار کرتا اور اس پر مطمئن بھی رہتا

Marfat.com

ہے لیکن اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کترانے لگتا ہے اور انسانوں کی فلاح و بہبود اور مدد و اعانت کو بھول جاتا ہے اور شیطانی وسوسہ کے تحت اس خدشہ میں مبتلا رہتا ہے کہ ایسا کرنے سے اس کے اثاثے اختتام پذیر ہو جائیں گے لہٰذا وہ تنگ دل اور بخیل بن جاتا ہے اس کا یہ رویہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

"اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی اور مال و دولت ملتا ہے۔ تو بخل کرتا اور ہاتھ روک لیتا ہے [یعنی نہ زکوٰۃ دیتا ہے۔ نہ العفو' نہ صدقات نافلہ' اور نہ کسی مستحق مسائل اور حاجتمند کے ساتھ احسان ہی کرتا ہے]"

[المعارج ۷۰ آیت ۲۱]

"[انہیں اس حقیقت سے] آگاہ کردیں کہ اگر میرے پروردگار کی رحمت' یعنی مال و منال اور نعمتوں کے [لامتناہی] خزانے بھی تمہاری ملکیت میں ہوتے تو تم اس ڈر سے روکے رکھتے کہ کہیں خرچ [اور ختم] نہ ہوجائیں۔ انسان واقعی بڑا ہی تنگ دل واقع ہوا ہے"

[الاسراء ۱۷ آیت ۱۰۰]

سرکش ہوجانا انسانی عادت ہے۔

انسان جب نعمت ربانی میں خود کفیل ہوجاتا ہے۔ اور اپنی ذات میں مطمئن اور آسودہ حال ہوجاتا ہے تو وہ سرکش ہوجاتا ہے۔

"وہ اس نعمت غیر مترقبہ کا شکر نہیں کرتا' بلکہ سرکشی اختیار کرتا ہے"

"وہ اپنے آپ کو بے احتیاج و بے نیاز سمجھتا ہے"

[العلق ۹۶ آیات ۶' ۷]

انسان جھگڑالو ہے۔

مختلف احوال و واقعات انسان کو جھگڑالو بنا دیتے ہیں جس سے خاندانوں کے باہمی تعلقات کشیدگی اختیار

Marfat.com

کر لیتے ہیں۔ ہمسایوں اور محلہ داروں میں مختلف نزاع کی بنیاد پر ہم آہنگی اور خوش گواری ختم ہو جاتی ہے۔ آخر کار معاشرہ میں تلخیاں اور بدمزگیاں عود کر آتی ہیں۔ یہ رویے یقیناً اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں رکاوٹ کا باعث بن جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بن جاتی ہے۔

مندرجہ ذیل قرآنی آیات اس رویہ کی نشان دہی کر رہی ہیں۔

''اسی نے انسان کو[اپنی تخلیق فعلیت کے مطابق] نطفے یعنی مادہ منویہ کے ایک قطرے سے ارتقائی انداز میں تخلیق کیا۔[اور کرتا رہتا ہے]۔پھر دیکھو! وہ تیز زبان نزاع و تکرار کرنے والا بن جاتا ہے''

[النحل ١٦ آیت ٤]

''غور کرو کہ ہم نے بلاشبہ بنی نوع انسان [کے فہم و ادراک] کیلئے اس قرآن میں [اس کے] ہر موضوع کو مختلف اسالیب میں بیان کیا ہے۔ لیکن انسان اکثر باتوں میں[خواہ مخواہ] بحث و نزاع کرنے والا واقع ہوا ہے''

[الکھف ١٨ آیت ٥٤]

''کیا بنی انسان غور کی نظروں سے نہیں دیکھتا کہ ہم نے اسے[اپنی تخلیقی فعلیت کے مطابق] نطفے یعنی مادہ منویہ کے ایک قطرے سے ارتقائی انداز میں تخلیق کیا ہے۔[اور کرتے رہتے ہیں]'پھر دیکھو! وہ[تیز زبان] نزاع و تکرار کرنے والا بن جاتا ہے''

[یٰسین ٣٦ آیت ٧٧]

'[اب[اے انسان! تو خود غور کر کہ] تو اپنے رب کی کون کون سی[قدرت کی] نشانیوں میں شک کرے گا یا جھگڑے گا''

[النجم ٥٣ آیت ٥٥]

انسان ظالم اور جاہل ہے۔

''ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑ کے سامنے پیش کی۔ لیکن

Marfat.com

ان سب نے بار امانت اٹھانے سے انکار کردیا۔ اورا س سے ڈر گئے۔ لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک وہ اپنے آپ پر ظلم کرنے والا' پر لے درجے کا نادان اور غافل ہے"

[الاحزاب ۳۳ آیت ۷۲]

کم حوصلہ۔ جلد گھبرانے والا

"بے شک انسان [تھُڑ دلا' سیماب صفت اور] بے صبرا پیدا کیا گیا ہے یعنی انسان خلقی طور پر ناصبور و بے قرار پیدا کیا گیا ہے"

"جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ یا اسے نقصان یا تکلیف پہنچتی ہے ۔ تو گھبرا جاتا۔ اور جزع فزع کرنے لگتا ہے"

[المعارج ۷۰ آیات ۱۹'۲۰]

محنت میں پیدا کیا گیا۔

"قسم ہے اولاد پیدا کرنے والے کی اور اس کی جسے اس نے پیدا کیا"

"کہ ہم نے انسان کو محنت کشی کے لئے تخلیق کیا"

[البلد ۹۰ آیات ۳'۴]

جلد باز

"[اے ظالم کافر!] یہ درست ہے کہ انسان خلقاً یعنی فطرۃ عجلت پسند بنایا گیا ہے' لیکن [پھر بھی] تم جلدی نہ مچاؤ! میں تمہیں عنقریب اپنی اعجازی نشانیاں دکھاؤں گا"

[الانبیاء ۲۱ آیت ۳۷]

"غور کرو کہ انسان [بسا اوقات اپنی جلد بازی و عاقبت نا اندیشی کے سبب]اپنے لئے شر' یعنی نقصان دہ مضرت رساں اور غم انگیز اشیاء مانگتا ہے' جیسے وہ خیر و حسنہ' یعنی نفع بخش و مسرت انگیز اشیاء

Marfat.com

مانگتا ہے۔ اصل میں انسان بڑا ہی جلد باز واقع ہوا ہے"

[الاسراء۱۷آیت۱۱]

جلد بازی کی انسانی فطرت اُسے اکثر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے سوچ بچار، غور وفکر اور منصوبہ بندی سے محروم رکھتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ غلط خواہش کی تکمیل یا نا مناسب کام۔ بے فائدہ منصوبوں کا آغاز وغیرہ کی وجہ سے نقصان اٹھاتا ہے اور اپنے لئے مصیبت کو مقدر بناتا ہے۔ اور جلد بازی اسے مشکلات میں پھنسانے کا باعث بن جاتی ہے۔

نعمت ربانی کا حق دار جاننا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کو نظر انداز کرتے ہوئے انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنی دانش اور عقل کا ثمرہ قرار دیتا ہے اور اپنی محنت کا اجر سمجھتا ہے جو اس کی بھول اور بے وقوفی ہے۔

"اور جب تنگی زیست میں مبتلا ہوجانے کے بعد اسے ہم اپنی طرف سے لذت حسنہ سے آشنا کرتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ [ثمرہ] ہے [میری عقل و محنت یا علم کا] میرے لئے' اور [اس ناشکری پر بس نہیں کرتا بلکہ تکبر سے کہتا ہے کہ] میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہوگی۔
اگر مجھے اپنے رب کے حضور لوٹ کر جانا ہی پڑا تو میرے لئے اس کے ہاں بڑے بڑے انعام و اکرام ہوں گے۔ ہم ایک دن کافروں کو ان کے اعمال کی حقیقت سے ضرور آگاہ کریں گے۔ اور انہیں پیچھا نہ چھوڑنے والے اور شدید عذاب کا مزہ چکھا ہیں گے"

[حٰمٓ السجدہ۴۱آیت۵۰]

"[انسان کی یہ نفسیاتی کیفیت ہے کہ] جب تمہارا رب اسے عزت اور انعام و اکرام سے سان چڑھاتا یا آزمائش میں ڈالتا ہے تو [فخر سے] کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے واجب التکریم یا معزز بنایا ہے۔"
" بخلاف اس کے' اگر اس کی روزی تنگ کرکے اسے سان چڑھایا جاتا یا

Marfat.com

آزماتا ہے۔ تو شکوہ کرتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل و رسوا کر دیا ہے"

[الفجر ۸۹ آیات ۱۵، ۱۶]

بے لحاظ۔ مطلب پرست۔

مشاہدہ گواہ ہے کہ جب اس کا مطلب پورا ہو جاتا ہے اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے یا اس کی تکلیف۔ مصیبت اور بیماری دور ہو جاتی ہے اور اس کے حالات واحوال متعدل۔ باقاعدہ اور معیاری ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے محسنوں سے نظریں پھیر لیتا ہے اور ان کے احسان۔ مدد اور استعانت کو بھول جاتا ہے۔ مطلب نکلنے کے بعد وہ بدلحاظ ہو جاتا ہے اور دوبارہ اپنی آسودگی کو اپنی عقلمندی۔ محنت اور غور و فکر کا نتیجہ قرار دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عنایات اور احسانات کو بھی بھول جاتا ہے۔

"اور جب انسان کو دکھ پہنچتا ہے تو وہ پہلو کے بل لیٹا ہو یا بیٹھا ہو یا کھڑا ہو، [ہر حالت میں] ہمیں [مشکل کشائی و استعمداد کے لئے] پکارتا ہے۔ پر جب ہم اس کے دلدر دور کردیتے ہیں۔ تو اس طرح منہ موڑ کر چل دیتا ہے جیسے اس نے مشکل کشائی کے لئے ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ چنانچہ [شیطان کے جمالیاتی فریب سے] حد سے گزرنے والوں کی نظر میں ان کے اعمال [سوء] حسین بنادیئے جاتے ہیں"

[یونس ۱۰ آیت ۱۲]

"بنی نوع انسان [کے کفران نعمت و سرکشی کا یہ عالم ہے کہ اپنے اعمال سوء کے نتیجے میں] جب مفلوک الحالی کے مصائب جھیل چکتے ہیں اور ہم [اپنے قانون انعام و فضل کے مطابق] انہیں خوشحالی کی لذت سے آشنا کرتے ہیں تو وہ فوراً ہمارے قوانین و احکام پر عمل نہ کرنے کی وجہ جواز پیدا کرنے کی خاطر طرح طرح کی تاویلیں اور تدبیریں کرنے لگتے ہیں۔ ان پر واضح کردو کہ [تمہیں کیفر کردار تک

Marfat.com

پہنچانے کے لئے] اللہ تعالیٰ[کا قانون مجازات] تدبیر کرنے میں سب سے زیادہ تیز ہے۔ جو مکروفریب تم کرتے ہو ہمارے فرستادہ رقم کرتے رہتے ہیں“

[یونس۱۰آیت۲۱]

انسان کی وعدہ خلافی۔احسان فراموشی۔بے وفائی اور ناشکری کے حوالے سے قرآن حکیم و مجید کی مندرجہ ذیل آیات کا مطالعہ اور اصلاح احوال میں مددگار ہ ثابت ہوسکتی ہیں غوروفکر اور عقل وتدبر کے بعد۔

”وہ اللہ ہی ہے جس کے قوانین کی بدولت تم زمین کی خشکی اور تری[دریائوں‘ جھیلوں‘ ندیوں اور سمندروں] میں سیرو سیاحت کرتے پھرتے ہو۔ پھر جب تم بری بڑی کشتیوں یا جہازوں میں سفر کرتے ہو اور باد شرط یا خوشگوار موافق ہوا ان کو کشاں کشاں[منزل مقصود] کی طرف لیے جاتی ہے۔ تو وہ شاداں و فرحاں ہوتے ہیں۔ پھر ناگہاں باد تند چلنے لگتی ہے اور ہر طرف سے ان پر ہجوم کرتی ہے۔ اور انہیں ہلاک ہوجانے کا خدشہ لاحق ہوجاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے اس کے دین یا نظام حیات کلی کے مخلص بن کر دعا مانگتے ہیں کہ اگر تو ہمیں اس آفت سے نجات دے دے۔ تو ہم ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تیرے شکر گزار بن کر رہیں گے۔ یعنی تیرے بندگان تسلیم و رضا بن کر رہیں گے“

”پھر جب اللہ تعالیٰ انہیں نجات دے دیتا ہے ۔ تو وہ [اپنا عہد فراموش کردیتے ہیں اور] زمین پر آتے ہی ظلم و ستم کے ساتھ سرکشی و ریشہ دوانی کرنے لگتے ہیں۔ اے بنی نوع انسان! تمہاری سرکشی و ریشہ دوانی کا وبال[قانون مکافات کے مطابق] تمہاری ہی جانوں پر پڑے گا۔ دنیاوی زندگی کا قلیل اور قلیل المدت فائدہ اٹھالو۔ انجام کار‘ تمہیں لوٹ کر ہمارے ہی پاس آنا ہے۔ پھر ہم تمہیں بتائیں گے جو تم کرتے رہے تھے۔“

[یونس۱۰آیات۲۲‘۲۳]

Marfat.com

اس حوالے سے مزید آیات قرآنی درج کی جارہی ہیں۔

”ذرا سوچو تو سہی کہ نعمتوں میں سے جو بھی تمہارے پاس ہے سب اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہیں۔ نیز جب کوئی مصیبت تم پر آتی ہے۔ تو تم [بے اختیار مددو درماں کے لئے] اسی سے فریاد کرتے ہو“

”پھر جب وہ تم سے مصیبت دور کردیتا ہے تو تم میں سے ایک فرقہ معاًاپنے پروردگار کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔ یعنی مشکل کشائی میں اپنے پروردگار کے سوا دوسری ہستیوں کو بھی شریک یا معاون ماننے لگتا ہے“

[النحل ۱۶ آیات ۵۳، ۵۴]

”اور جب انسان پر کوئی مصیبت ٹوٹتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف خلوص نیت سے متوجہ ہوتا ہے۔ پھر[اللہ اس کی دعا قبول کر کے] اس پر اپنی نعمت [دولت وغیرہ] ارزانی کرتا ہے تو وہ اس بات کو بھول جاتا ہے جس کے لئے وہ پہلے اسے[اللہ کو] پکارتا تھا اور [مزید ظلم یہ کرتا ہے کہ] اللہ کے ہمسر و سہیم بنا لیتا ہے تا کہ[لوگوں پر] اس کا راستہ گم کردے۔ کہہ دو کہ وہ اپنے اس کفر' یعنی انداد پرستی سے تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں[لیکن یاد رکھو کہ] تم دوزخیوں میں سے ہو“

[الزمر ۳۹ آیت ۸]

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی سے انسان کی اس کمزوری کو واضح کیا گیا ہے کہ مشکل اور مصیبت دور ہونے پر انسان اللہ تعالیٰ کی نوازشوں اور کرم نوازیوں کو فوراً بھول جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی فراموش کر دیتا ہے کہ وہ دوبارہ اپنی کوتاہیوں کے باعث مشکل اور مصیبت میں پھنس سکتا ہے۔

متفرق

انسان اپنے نفسِ امارہ کے طاقت ور ہونے اور شیطان کی مدد وتعاون سے بہت سی غلطیوں کا اپنی بے سمجھی اور

Marfat.com

بیوقوفی سے ارتکاب کرتا رہتا ہے۔اور اپنے انجام کو بھول جاتا ہے۔

۱۔ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر شخص جس کو وہ بوجہ ملنا نہیں چاہتے تو گھر میں موجود ہونے کے باوجود کسی بچے یا کسی دوسرے فرد کے ذریعے پیغام بھیجتے ہیں کہ وہ گھر میں موجود نہیں۔اس طرح وہ خود بھی جھوٹ بولتے اور دوسروں کو بھی دروغ گوئی کا سبق دیتے ہیں یہ عادت کسی صورت بھی پسندیدہ نہیں ہوسکتی۔

۲۔ اکثر افراد بغیر کسی مقصد کے تاک جھانک کے عادی ہوتے ہیں۔یہ عادت پختہ ہونے پر ایک بیماری کی صورت اختیار کرجاتی ہے جو اکثر پشیمانی کا باعث بن جاتی۔بعض اوقات یہ عادت نظر بانی کی شکل بھی اختیار کرجاتی ہے۔

۳۔ لگائی بجھائی کی عادت اکثر عورتوں میں پائی جاتی ہے اس عادت کی وجہ سے ایک دوسرے کے درمیان نفرت پیدا ہونا ایک فطرتی عمل ہے یہ لڑائی جھگڑے کا بھی سبب بنتی ہے۔

۴۔ چھپ چھپ کر دوسروں کی باتیں سننا بھی ایک عادت ہے پھر ان نامکمل باتوں کو بڑھا چڑھا کر ادھر اُدھر پھیلانا ایک وبائی شکل اختیار کرجاتی ہے جس سے کئی قسم کی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

بدگمانی یا شک وشبہ

۵۔ گالی گلوچ کرنا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

17

طلبِ علم

علم اور انسان کا چولی دامن کا ساتھ ہے یہ ایک دوسرے کیلئے لازم وملزم ہیں۔ انسان کی وقعت وفضلیت' عزت ووقار۔ فہم وادراک ۔ پہچان وواقفیت ۔ نام وناموس ۔ شرافت وشہرت ۔ طاقت وقوت اور سلطنت ومملکت سب علم کی وجہ سے ہے۔ اس لئے انسان کے لئے علم حاصل کرنا اہم بھی ہے اور ضرورت بھی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ علم ہے کیا؟ جو انسان کیلئے اتنا اہم ہے اور اتنا ضروری ہے۔

ارض والسماء میں مخلوقات وموجودات کے متعلق معلومات ۔ بناوٹ وساخت ۔ خواص ۔ فوائد ونقصان اور ان کا استعمال انسانی نظام حواس خمسہ کے ذریعے جاننا۔ حسنات وسیآت یعنی نیکی اور بدی۔ اچھائی اور برائی کا نظام نفس کے ذریعہ ادراک حاصل کرنا۔ اور علم لدنی اور وہبی سے نظام قلب کے ذریعے شناسائی علم کا حصول ہے جو کثیر الاجہتی ہے۔

تعلیم اور تجربے کی مدد سے چیزوں سے متعلق مکمل معلومات اور مہارت حاصل کرنا اور ان سے واقفیت اور حقیقت شناسی بھی علم ہی ہے۔ سائنس آرٹ اور ٹیکنیک پر عبور حاصل کرنا بھی ایک علمی جہت ہے۔ سچائی کی تصدیق اور حقائق کو دلائل وبرھان سے تسلیم کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات وہدایات اور قوانین واحکام کی پیروی میں زندگی کرنا بھی علم کا

Marfat.com

ہی حصہ ہے۔ اسوۂ حسنہ رسول اکرم واکبر کی پیروی بھی علم کا حسن ہے۔

یعنی کسی چیز کی حقیقت کا ادراک کرنا۔ اسے کما حقہ جاننا پہچاننا۔ اور یقین حاصل کرنا۔ اسے حتمی طور پر معلوم کرنا ہی علم ہے۔

اللہ تعالیٰ رب کائنات نے جب انسان کو زمین میں خلیفہ مقرر کرنے کے فیصلہ سے آگاہ کیا تو فرشتوں نے اس انتخاب پر خدشات کا اظہار کیا۔ جسے قرآن فرقان المجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

''اور جب تدریجی یا ارتقائی طور پر اپنی مخلوقات کو نشوونما دینے والے تیرے مالک و آقا نے فرشتوں کو بتایا کہ کرہ ارض یا زمین میں [بنی نوع انسان کو] خلیفہ [حکمران ' حاکم' ناظم الامور] مقرر کرنے والا ہوں۔ تو انہوں نے [حیرت و استعجاب] سے عرض کیا: کیا تو اس [دنیا] میں انہیں حکمران اور ناظم الامور مقرر کرے گا جو اس میں حیات اجتماعیہ کا توازن بگاڑنے ' لڑائی جھگڑا اور خون ریزی کرتے ہیں' حالانکہ ہم تیری ثنائے جمیل و تشکر کے ساتھ [With eulogy and gratilude] اپنے فرائض و وظائف [Prescribed duties and function] سرگرمی سے سر انجام دیتے اور تیری تقدیس یا تنزیہ کرتے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا!''میں وہ کچھ جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے۔''

''اور اللہ نے آدم کو کل اشیاء [موجوات یا مخلوقات] کی مسمیات یعنی خواص و اوصاف اور جمالیاتی۔ افادی اقدار [Properties characteristics and aesthetic beneficial values] کا ' اور ان کو ان کی مسمیات کے مطابق موسوم کرنے یعنی نام رکھنے کا علم ودیعت کردیا۔ پھر وہ اشیاء فرشتوں کو صاف دکھا دیں۔ پھر ان سے ارشاد فرمایا۔ ان اشیاء کے نام اور مسمیات تو مجھے بیان کرکے دکھاؤ' اگر تم [اپنے دعوی خلافت میں] سچے ہو!''

''[فرشتوں نے یہ سن اور دیکھ کر] عرض کیا: تو [خصوصاً بلحاظ علم

Marfat.com

و حکمت ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ ہے ہم تو اتنا اورو ہی کچھ جانتے ہیں۔ جتنا اور جو کچھ تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ بیشک تو علم کلی رکھنے والا۔ انتہائی دانشمند اور اپنے امور کمال دانشمندی سے سر انجام دینے والا ہے"

"[اس پر اللہ تعالیٰ نے] ارشاد فرمایا: اے آدم! ان کو اس کائنات کی چیزوں کے نام و خواص بتا دو۔ پھر جب اس نے انہیں تمام چیزوں کے نام و خواص بتادئیے تو [اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مخاطب ہو کر] فرمایا: کیا میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی غیبات Hidden things] کو جو تم سے مخفی ہیں دیکھتا اور جانتا ہوں۔ اور وہ بھی سب کچھ دیکھتا اور جانتا ہوں جو تم ظاہر یا بیان کرتے ہو' نیز وہ بھی جو تم چھپاتے ہو؟"

"اور [غور سے سنو!] جب ہم نے ملائکہ یا فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم [کے علم کی قوت و عظمت] کے سامنے سرتسلم خم کرو Bow down or surrender] تو ابلیس کے سوا سب نے سرتسلیم خم کردیا۔ اس نے اللہ کا حکم ماننے اور سرتسلیم خم کرنے سے انکار کردیا اور تکبر کیا یعنی اپنے آپ کو بڑا اور انسان کو کم تر سمجھا! اور اللہ کی حکم عدولی کرنے والوں میں سے ہوگیا"

[البقرہ ۲ آیات ۳۰ سے ۳۴]

مخلوقات ربانی میں درجات کے لحاظ سے فرشتے۔ جن اور انسان اعلیٰ مقام پر تصور کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح افلاقی کروں یعنی ستاروں۔ سیاروں [سورج۔ زمین۔ چاند وغیرہ وغیرہ] میں سے کرہ ارضی یعنی زمین سب پر فوقیت رکھتی ہے کیونکہ کائنات کی تخلیق۔ تشکیل۔ پیدائش پر چھ ادوار میں سے چار ادوار زمین پر صرف ہوئے اور قرآن حکیم و مجید کے مطاق تمام مخلوقات کا مسکن زمین ہی ہے لہٰذا بہت اہم ہے۔ جیسے کہ بیان ہوا ہے۔

"اور اس نے کرہ ارض کو خاص طور پر انسان سمیت کل مخلوقات کے

Marfat.com

لئے [السمآء سے الگ کر کے] رکھا [تا کہ وہ اس میں رہیں بسیں اور اپنی معاش حاصل کر کے حیات طیبہ بسر کریں]

[الرحمٰن ۵۵ آیت ۱۰]

زمین پر موجود مخلوقات ربانی خاص طور پر انسانوں کی رہنمائی کرنے ۔ تعلیم و تربیت کرنے ۔ زمین پر کاروبار زندگی کا نظم و نسق چلانے اور دیگر امور کی تکمیل و انصرام کا بندوبست کرنے کے لئے ایک خلیفہ یعنی حکمران ۔ ناظم الامور کی ضرورت تھی جو صاحب قدر و منزلت ۔ معتمد و دیانتدار ہو اور اس کی نگہداشت کی قابلیت رکھتا ہو اور اس بارے مکمل علم و ہنر اور واقفیت رکھتا ہو علاوہ وہ زمین پر موجود تمام چیزوں ۔ نظاموں ۔ اصولوں ۔ طریقوں ۔ اور نام و خواص کا علم رکھتا ہو اور ان کی کارگزاری سے بھی واقف ہو ۔ ان امور کی نگرانی اور انجام دہی کے لئے اللہ خالق کائنات رب العالمین نے انسان کو اس کے مخصوص اوصاف کی بنا پر منتخب فرمایا ۔ جن میں اہم ترین وصف انسان کا ان تمام امور کے بارے علم رکھنا تھا اسی علم نے انسان کو فرشتوں اور جنوں پر برتری دلائی اور زمین پر خلافت کا مستحق و حقدار قرار دیا اس لئے ہر انسان کا علم سے بہرہ مند ہونا لازمی ہے اس لئے بھی کہ ہر فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت اپنے اپنے حلقہ اثر اور دائرہ کار میں خلیفہ یعنی حکمران اور ناظم الامور ہے ۔ قرآن پاک نے حکمرانی کے اصول اور وصف کو حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان سے اس طرح اُجاگر کرایا ۔

''[یوسفؑ کو اپنی مرضی کا منصب قبول کرنے کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے ملک کی معاشی حالت کی اصلاح کرنے کی خاطر] کہا: مجھے مملکت [Realm] کے خزانوں' یعنی مالیاتی اُمور [Financial affaris] کا سربراہ بنا دیجئے' اس لئے کہ میں ان کی نگہداشت کی قابلیت بھی رکھتا ہوں علمیت بھی''

[یوسف ۱۲ آیت ۵۵]

جب زمین میں خلیفہ مقرر کرنے کا مرحلہ آیا تو فرشتوں نے اپنے آپ کو خلافت کے لئے پیش کیا اُن کی درخواست ان کے زمین کی چیزوں کے بارے قلیل علم کی وجہ سے قبول نہ ہوئی ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ خلافت کے لئے اہم ترین شرط تعلیم یافتہ ہونا ناگزیر ہے ۔ چونکہ ہر فرد اپنی حیثیت میں ناظم الامور یعنی خلیفہ کا درجہ رکھتا ہے اس لئے اُسے اپنے

Marfat.com

متعلقہ امور یا فرائض منصبی کے لحاظ سے مکمل علم اور مہارت پر عبور ہونا لازمی ہے۔ ورنہ کامیابی کے امکانات تشنہ اور معدوم رہتے ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان کو کامیابی حاصل کرنے کے لئے زیور تعلیم یعنی علم سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔

قرآن حکیم کلام ربانی ہے۔ یہ نصیحت و ہدایت اور علم و ہنر کا ایک انمول۔ پائیدار اور لازوال ذخیرہ ہے۔ جو ماضی۔ حال اور مستقبل کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ قرآن پاک کی تعلیم و تدریس کا اللہ تعالیٰ نے خود بندوبست کر رکھا ہے۔ یہ انتظام دیرپا۔ موثر اور نقائص سے منزہ و پاک ہے۔

"جس نے قرآن کے علوم و فنون ' قوانین و احکام ' اسرار و رموز اور مصارف و اعجازات سمجھائے اور ہمیشہ سمجھاتا رہے گا"

[الرحمٰن ۵۵ آیت ۲]

علم کا حصول انسان کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اس حوالے سے انسان خوش قسمت ہے کہ اس مقصد کیلئے اللہ رب کائنات نے انسان کو حسی۔ نفسی اور قلبی نظاموں سے نواز رکھا ہے علاوہ ان کی ہدایت اور تعلیم کیلئے انبیاء کرام اور رُسل عظام کی راہنمائی اور اعانت میسر رہی ہے مزید یہ کہ آسمانی کتابیں خاص طور پر قرآن مجید ان کے شامل حال ے جو قیامت اور بعداز قیامت تک ان کا مددگار اور معاون کار رہے گا۔ لہٰذا ہر فرد کو قرآن پاک کے آب حیات سے اپنے آپ کو سیراب کرنے کی کوشش جاری رکھنا چاہیے۔ اور اس سے حاصل کردہ فیض کو چارسو پھیلانے کی کوشش بھی کرنا چاہیے۔

علم نور ہے توانائی ہے اور روشنی ہے۔ علم کی توانائی سے ایمان بالحق کی گہرائیوں اور بلندیوں کو منور کرنا ضروری ہے اور اس کے نتیجہ میں معاشرہ کی وسعتوں کو چکاچوند کر کے گردوپیش کی تاریکیوں کی شدت میں کمی کرنا بھی واجب ہے اور اس طرح پرسکون۔ خوشگوار اور مطمئن ماحول کی تشکیل کرنا سب پر فرض ہے کیونکہ یہی علم کا تقاضا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے پناہ اوصاف و خواص اور قوتیں عنایت کر رکھی ہیں۔ ان کو اجاگر کرنا اور ان سے خود بھی بھرپور فائدہ اٹھانا اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانا انسانیت کے فرائض میں شامل ہے۔ اس فرض کو نبھانا۔ ان قوتوں سے آشنائی حاصل کرنا اور ان سے استعمال کرنیکے طور طریقوں سے آگاہی حاصل کرنا اور ان کو عمل میں لانا علم اور تعلیم و تربیت کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا علم حاصل کرنا ہر فرد پر فرض ہے۔ اور یہی حیوان ناطق کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

کائنات ربانی کی وسعتوں کا اندازہ لگانا اور اس میں موجود مخلوقات خدا کا فائدہ کرنا اور انسانیت کی بھلائی کیلئے ان کو بروئے کار لانا اور پھر ان کی تسخیر بالحق کرنا اللہ تعالیٰ نے انسان کے ذمہ لگا رکھا ہے۔ اس کام کی تکمیل علم کی وساطت سے ہی ممکن ہے۔ اور اسی لئے محبوب خدا ﷺ نے مشکل ترین اور دشوار گزار مراحل عبور کر کے بھی علم حاصل کرنے کی تلقین کر رکھی ہے۔ جوامت رسول کریم پر بالخصوص اور عوام الناس پر بالعموم عمل کرنا لازمی امر ہے۔

انسان اپنی فطرت میں دہری کائنات کا حامل ہے۔ ایک تو وسیع وعریض کائنات ربانی جس کی ہر چیز اعلیٰ وادنیٰ چھوٹی یا بڑی، جاندار یا بے جاندار انسان کے فائدہ کے لئے تخلیق کر رکھی ہے اور دوسری انسان کے محیط کے اندر مضبوط کثیر الاجہتی کائنات جسے اپنے اندرونی اور بیرونی نظاموں کے حوالے سے کائنات صغیرہ کہا جاسکتا ہے کا ادراک حاصل کرنا انسان کی کامیابی و کامرانی کیلئے ضروری ہے۔ کیونکہ جتنی دیر تک انسان اپنی ظاہری اور باطنی قوتوں کو بروئے کار لا کر انہیں عمل وفعل میں نہیں لاتا اتنی دیر تک اس کی دنیاوی زندگی کو حیات طیبہ میں بدلا نہیں جاسکتا اور نہ ہی صراط مستقیم پر چل کر اللہ تعالیٰ تک رسائی ممکن ہے۔ اور نہ ہی دنیاوی اور اُخروی زندگی میں کامیابی علم کے بغیر حاصل کی جاسکتی ہے۔

علم انتہائی وسیع حدود رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعتوں کا اندازہ لگانا انسانی بس میں نہیں ہے۔ کیونکہ انسانی علم تو سات سمندروں کے پانی میں سے ایک قطرہ کے برابر بھی نہیں۔ ماضی۔ حال اور مستقبل کے انسانوں میں رسول کریم۔ نبی اعظم و آخر کا علم سب سے زیادہ ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دے رکھا تھا کہ

"......اور دعا مانگتے رہیں کہ پروردگار! میری شخصیت میں علم سے وسعت و رفعت پیدا کردے[یا مجھے علم کی قوت زیادہ سے زیادہ عطا کرتے رہنا!]

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۱۴ جزو]

انسانی علم ویسے ہی محدود ہے اگر پھر بھی علم حاصل نہ کیا جائے تو انسان کامیاب انسان بننے نہیں پاتا اور نہ ہی وہ انسانیت کے فیوض و برکات کو پاسکتا ہے لہٰذا اُسے پیدائش سے لے کر موت تک علم حاصل کرتے رہنا چاہیے یہی اس کی کامیابی کی راہ ہے۔

مزید فرمایا گیا ہے کہ:

Marfat.com

''اور[اے بنی نوع انسان!] اللہ ہی ہے جس نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں نکالا کہ تمہیں کسی چیز کا علم نہ تھا۔ چنانچہ[حصول علم کیلئے] ہم نے تمہارے کان۔ آنکھیں اور قلب [دل و دماغ] بنا دئیے تا کہ تم ان سے کام لو اور اظہار تشکر کرو''

[النحل ۱۶ آیت ۷۸]

کانوں ۔آنکھوں اور دل و دماغ کا بھرپور استعمال کر کے علم حاصل کرنا اس آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔جس کی پیروی کرنا ہی انسان کے فائدہ میں ہے۔

اقوام عالم کے حالات و واقعات کا بغور جائزہ لیا جائے اور تاریخی اوراق سے پردہ ہٹایا جائے تو یہ عیاں ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ کہ جب تک کوئی قوم علم کے حصول اور اس سے فائدہ اٹھاتی رہی اتنی دیر تک وہ اپنے گرد و پیش پر حکمرانی کرتی رہی۔ترقی و کمال کے زینے طے کرتی رہی۔عدل و احسان اپناتی رہی۔طلب و جستجو میں مگن رہی۔اپنے معاشرہ کے نشو و ارتقا میں مصروف رہی۔تفکر و تدبر کی حکیمانہ دولت سے سرفراز رہی۔اتنی دیر تک

۱۔ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے تجسس اور قربت کی خواہش مندی کو پروان چڑھاتی رہی

۲۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات سے محبت و الفت۔عدل و انصاف۔ترقی و کمال۔عزت و آبرو اور آسودگی و خوشگواری کے لئے محنت و مشقت کرتی رہی۔

۳۔ معاشرہ میں رچی بسی برائیوں کا قلع قمع کرتی رہی اور اسے نیکیوں اچھائیوں سے مزین کرتی رہی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات و ہدایات اور احکام و قوانین پر عمل درآمد اور عقائد حمیدہ۔اعمال صالحہ اور اُسوۂ حسنہ، رسول اکرم و مکرم کی ترویج کرتی رہی۔

۵۔ قوم کو دینی۔مذہبی۔عملی۔سائنسی۔فنی۔زرعی۔صنعتی یعنی دنیاوی اور اُخروی علم و حکمت سے آگاہ کرتی رہی۔

۶۔ اور علم کی قوت نورانی اور توانائی برحق صداقت و عدالت کی طاقت سے دنیا میں نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ اور نظام امر و معروف اور نہی عن المنکر کو رائج کرنے میں کامیاب و کامران ہوئیں۔

جب انہوں نے علم و حکمت سے منہ موڑ لیا تو دنیا کے نظاموں کو پراگندہ کر دیا اور اسے تکلیف دہ بنا دیا۔جیسا کہ

Marfat.com

اب ہر فرد اس کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اس لئے ہر انسان کو عمومی اور ہر مسلمان کے لیے خصوصی طور پر دینی اور دنیوی علم حاصل کرنا لازمی ہے۔

رسولِ اکرم و مکرم و آخرؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

''ہر مسلمان مرد اور عورت کا علم حاصل کرنا لازمی ہے۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

18

اُسوۂ حسنہ رسول کریم ﷺ

قرآن حکیم و مجید میں بنی نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

''[اصل یہ ہے کہ اے بنی نوع انسان!] تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ [کی سیرت طیبہ: career' سنت حسنہ] میں [حیات طیبہ بسر کرنے کا] مثالی و حسین نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ [اپنے اِلٰہ و رب کی لقاء و حضوری' قرب و رضوان اور جنت] اور یوم آخر [روز جزا و سزا یا نشاۃ ثانیہ] کی توقع و امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ [اپنے معروض حسن و عشق اور پروردگار و مالک] کو یاد کرتا ہے اور اس کے احکام و اوامر و نواہی کے اظہار و ابلاغ Expression and communication] کے لئے پوری دل جمعی سے سرگرم عمل رہتا ہے''

[الاحزاب ۳۳ آیت ۲۱]

اس آیت مبارکہ کی اہمیت وفضیلت کا محور اس میں استعمال ہونے والے لفظ ''اُسوۂ'' پر ہے۔ بزرگان دین نے

Marfat.com

اس کے معنی اس طرح بیان فرمائے ہیں۔یعنی راہنما' پیشوا' امام۔ دوسرے معنی اس طرح ہیں تسلی دینے والا۔ غمگسار مزید معنی اس طرح بھی کیے گئے ہیں۔ حسین و بہترین عمل خالق کائنات رب العالمین کی نظر اطہر و کرم میں رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی و قدر کا اندازہ لگانا عقل انسانی سے بعید اور ماورآء تو ہے ہی۔ لیکن انسانوں کو اپنی دنیاوی زندگی بسر کرنے کے لئے ایک ایسی پاکیزہ اور مطہر مثال ہے کہ جس کی کوئی اور مثال نہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی انسانوں کی راہ نمائی کیلئے ایسا نمونہ ہے کہ جس کی تقلید کرنا ہی بدبختوں کو بخت آور بنانے کے لئے کافی ہے آپ ﷺ کے روز و شب کے معمولات کو اپنانا دونوں جہانوں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ اور آپ ﷺ کی پیروی ہی مقصد حیات انسانی کی اساس و بنیاد ہے لیکن کن کے لئے؟

مذکورہ آیت مقدسہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ذات کریم اقدس کی پیروی میں اپنی دنیاوی زندگی گزارنے میں مندرجہ ذیل لوگ ہی کامیاب و مستحق قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

ا۔ ایسے لوگ اُسوۂ حسنہ رسول کریم کی پیروی سے فیضیاب ہو سکتے ہیں یا ہوتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا۔ خوشنودی اور قربت کے حقیقی طور پر خواہش مند ہوں اور توقع رکھتے ہوں کہ وہ اپنی دوسری زندگی میں اللہ تبارک تعالیٰ کے دیدار خاص سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ یا ہوں گے۔

اس پابندی یا شرط کی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو خالق کائنات نہیں مانتے یا اسے رب العالمین قرار نہیں دیتے یا اس کی صفات حمیدہ۔ اس کی قوتوں جیسی دوسری ہستیوں کی موجودگی کا اقرار کرتے اور ان کی ربوبیت پر ایمان لاتے ہیں تو ایسے مشرکوں اور کافروں کو اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تو ایک ہی ہے اس جیسا کوئی دوسرا نہیں اور نہ ہی ہو سکتا ہے اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اس کی ملکیت ہے اور ان سب کو اس کی حاکمیت کو تسلیم کرنا۔ اس کی فرماں برداری کرنا اس کے احکام کو ماننا۔ اس کے قوانین کے مطابق زندگی کرنا اور اس کی رضا۔ خوشی حاصل کرنے کیلئے اعمال صالح کرنا ہی دین اسلام کا بنیادی عقیدہ اور اساس ہے اس کا اقرار اور یقین رکھنے والے ہی اُسوۂ حسنہ رسول اکرم کی پابندی سے ہی فائدہ حاصل کرنے کے مستحق ہیں۔ ورنہ ان کے اعمال صالح صرف دنیا تک ہی محدود رہتے ہیں اور آخرت

Marfat.com

میں ان کا کوئی وجود نہیں۔

۲۔ خالق کائنات اللہ رب العزت نے جن وانس کو دو زندگیوں سے نواز رکھا ہے۔ پہلی دنیاوی زندگی جو مختصر اور عارضی ہے۔ جو دراصل امتحان گاہ کے مترادف ہے۔ اور دوسری اُخروی زندگی جو مستقل اور ابدی ہے اُخروی زندگی کو دو شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا شعبہ یا حصہ خوشگوار حسین ولطیف اور مسرت انگیز ہوگا جو دنیاوی زندگی میں کیئے گئے حُسین اور پاکیزہ اعمال کے بدلے میں ملے گا اور دوسرا شعبہ یا حصہ دنیاوی زندگی میں کیئے گئے بد اور بُرے اعمال کے نتیجہ میں بطور سزا ملے گا جو تکلیف دہ اور اذیت ناک ہوگا۔

گردو پیش کا جائزہ لینے اور شب و روز کا مشاہدہ کرنے سے احساس ہوتا ہے کہ دنیا میں بسنے والے لاکھوں۔ کروڑوں اور اربوں انسان یا تو اس حقیقت سے آشنا نہیں یا اُن کو اِس واقعیت کا علم نہیں یا وہ اس سے انکاری ہیں کہ کائنات کو خلق کرنے والی۔ اُسے خوش اسلوبی سے رواں دواں رکھنے والی۔ اور اُس میں موجود سب کو اُن کی ضرورت کے مطابق رزق مہیا کرنے والی ایک طاقتور اور بااختیار اور سزاو جزاء دینے والی حسین وجمیل ہستی ہے۔ کیونکہ مجموعی طور پر انسانوں کی اکثریت ایسے اعمال کے گرویدہ ہیں جو اپنے آپ اور دوسروں کے لئے باعث تکلیف اور نقصان دہ ہیں جس کی وجہ سے دنیاوی زندگی بے سکونی۔ بے اطمینانی اور خوف وحزن اور پریشانی میں گزارنی پڑتی ہے۔

سزاو جزا کا تصور انسانی اصلاح اور مطہر و پاکیزہ زندگی کی بنیاد ہوتا ہے۔ جو انسان کی دونوں زندگیوں پر محیط ہے۔ اور اگر انسان اس حقیقت کا ادراک کرلے تو دنیا وآخرت حسین و پرلطف ہوسکتی ہے اور تب ہی اُسوۂ حسنہ رسول کریم وعظیم کی تقلید سود مند اور فائدہ مند ہوسکتی ہے ورنہ یہ بیکار اور بے حاصل ہوسکتی ہے۔ اسی لئے یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ انسان آخرت کی زندگی پر یقین محکم رکھے اور اس کے بہتر حصول کے لئے اپنی دنیاوی زندگی کو بہتر سے بہتر کرنے پر توجہ مبذول کرے۔

۳۔ اُسوۂ حسنہ رسول اعظم وآخر ﷺ کی پیروی سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ کا مسلسل اور کثرت سے ذکر کرنے کی شرط عائد کی گئی۔ دنیا کی پر آشوب اور تکلیف دہ زندگی اور پریشان کن معمولات میں دلوں کو سکون

Marfat.com

صرف اور صرف اللہ کے ذکر ہی سے نصیب ہوسکتا ہے دوسری جانب ظاہری زندگی میں نکھار۔ روزمرہ معمولات میں آسودگی اور طرز عمل میں نفاست اور معاشرتی زندگی میں اصلاح اُسوۂ حسنہ رسول کی پیروی سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ ان دونوں یعنی ذکر اللہ سے باطنی اور رسول کریم کی پیروی سے ظاہری پاکیزگی اور طہارت سے ہی انسان اپنی معراج پر پہنچ سکتا ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر اور ان ہدایات کے مطابق عمل کر کے حیات طیبہ کے مقاصد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ رسول اکرم ﷺ کی زندگی کے معمولات کا ادراک کسی طرح حاصل کیا جائے اور ان کی تقلید کا کس طرح اہتمام کیا جائے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے آپ ﷺ کے معمولات کا بغور جائزہ لیا جانا ضروری ہے۔

آگے بڑھنے سے قبل اس حقیقت کو زیر نظر رکھنا ہی مفید ثابت ہوسکتا ہے کہ عام حالات و معمولات میں خاص طور پر سائنسی۔ فنی یا تکنیکی شعبہ میں نظریات وخیالات اور سوچ وفکر کی سچائی کو پرکھنے اور تصدیق کرنے کے لئے مختلف قسم کے عملی تجربوں کی ضرورت پڑتی ہے اور جتنی دیر تک ان تجربوں کی روشنی میں ان نظریات کی سچائی سامنے نہ آجائے یا ان کی تصدیق نہ ہوجائے اتنی دیر تک وہ نظریات قابل اعتماد تصور نہیں کیے جاتے۔ بالکل اسی طرح انسانی زندگی میں بھی انسانوں کے طور طریقے یا روزمرہ معمولات یا اعمال کی عملی طور پر تصدیق نہ ہوجائے یا ان کے فوائد یا نقصانات کے بارے جانچ پرکھ نہ کرلی جائے اتنی دیر تک انہیں عمل صالح قرار نہیں دیا جاسکتا۔

انسانوں کی اصلاح اور فلاح کے لئے۔ اور ان کو نفس مطمینہ کے درجہ پر فائز کرنے اور انہی جنت میں رہائش رکھنے کے قابل بنانے کے لئے اللہ رب العزت نے نصاب تشکیل دیا۔ جس میں نبی یا رسول مبعوث کیا جاتا اور ان کے ہمراہ ایک نصابی کتاب [Text Book] کردی جاتی۔ کتاب میں انسانوں کو اپنی دنیاوی زندگی گزارنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے احکام وقوانین اور ہدایات وتعلیمات درج ہوتیں اور نبیؑ یا رسولؑ ان مندرجات کے مطابق اپنے روزمرہ کے معمولات کو عملی طور پر کرتے تاکہ ان کے قابل عمل ہونے کی تصدیق ہوسکے اور نبیؑ یا رسولؑ کے امتی اس کی روشنی میں خوش دلی سے اپنی زندگی گزارتے اور معیار زندگی میں متواتر بہتری کرنے کی تگ ودو کرتے رہتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے تمام انسانوں کو اپنے احکام و قوانین اور ہدایات و تعلیمات کے ساتھ لازمی طور پر اُسوۂ حسنہ رسولِ کریمؐ کی پیروی کرنے اور ان کے مطابق اپنی دنیاوی زندگی گزارنے کے احکام کر رکھے ہیں تا کہ وہ نفس مطمینہ کا درجہ حاصل کر سکیں اور جنت میں رہنے کے قابل ہوسکیں۔

آپ ﷺ کی زندگی کے اہم پہلو بیان کرنے سے پہلے ان حالات کا جائزہ لینا مفید ہونا یقینی ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش مبارک اور بعثت کے وقت دنیا میں عموماً اور عرب میں خصوصاً لوگ کس طرح زندگی کر رہے تھے۔

وہ دور انفرادی اور اجتماعی افراط و تفریط کا شکار تھا۔ ہر شعبہ زندگی میں بگاڑ پیدا ہو چکا تھا۔ بدنظمی اپنے عروج پر تھی۔ انتشار و خلفشار اپنے زوروں پر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ انسانی زندگی یا تاریخ کا یہ حصہ ہر لحاظ سے بُرا۔ کرب ناک اور اذیت ناک وقت تھا۔ مذہبی لحاظ سے بت پرستی عام تھی اللہ تعالٰی کے علاوہ ہر چیز کی پوجا ہوتی تھی اور شرک ہی ہر ایک کا مذہب تھا جس سے مذہبی گروہ بندی اور انتہا پسندی فروغ پا چکی تھی اور غیر فطری رسم و رواج عام تھے۔ انسان بھٹکا ہوا تھا۔ منتشر اور روحانی طور پر منقسم ہو کر اپنے مقصد حیات سے بیگانہ ہو چکا تھا۔

سیاسی لحاظ سے ان افراد کی حکومت تھی جو اللہ رب العالمین۔ خالق کائنات کے مقررہ اصولوں کی خلاف ورزی۔ نافرمانی کے مرتکب تھے۔ اپنے آپ کو خدا کے ہم سر قرار دیتے تھے۔ امراء اور جاگیردار حکمرانوں کے دست و بازو تھے عوام الناس کو انہوں نے غلاموں کا درجہ دے رکھا تھا۔ ان پر ظلم وستم ڈھانا۔ ناانصافی ان کا وطیرہ۔ رعایا کی زبان بندی اور جائز حقوق سے محرومی۔ جان و مال کا عدم تحفظ۔ عزت و ناموس کے مخدوش حالات اور انفرادی آزادی کا خاتمہ کرنا اس وقت کے حکمرانوں کا طرز حکومت تھا۔

معاشی لحاظ سے لوگ طبقات میں تقسیم تھے۔ دولت امیروں، سرداروں، جاگیرداروں اور سرکاری اہل کاروں کا حق تصور ہوتی تھی۔ عوام الناس کی اکثریت روزمرہ کی ضروریات سے بھی محروم تھے جبکہ محنت اور دولت کمانے کے لئے انہی کو زبردستی استعمال کیا جاتا اور ان کو معاوضہ سے بھی محروم رکھا جاتا تھا۔

ثقافتی لحاظ سے عوام عزت نفس سے خالی اور حکمران طبقہ آسائش و عیش کا خوگر تھا۔ جنسی آزادی عام تھی جس کے نتیجہ میں انسان کے مقام کو روند دیا گیا تھا۔ غریب طبقہ اس بیماری سے سب سے زیادہ متاثر رہتا تھا۔ عدل و انصاف مفقود تھا

Marfat.com

اور ہر قسم کی برائی اپنے عروج پر تھی۔

اخلاقی بیماریاں یعنی خوشامد، خودغرضی، جھوٹ، نفاق، ریاکاری، ضمیر فروشی وغیرہ وغیرہ کا دور دورہ تھا۔ غلامی کا رواج وبائی شکل اختیار کر چکا تھا لوگ انفرادی آزادی کو بھول چکے تھے۔ یعنی نیکی اور اچھائی، انصاف، احسان اور عدل کہیں نظر نہ آتا تھا۔ یعنی ہر طرف فساد ہی فساد تھا۔ ایسے لوگوں کے لئے قران میں اس طرح درج ہے کہ

"لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہم [اپنے قوانین مکافات عمل و احترام آرزو کے مطابق] اُسے پھر اس کی [پہلی] پست ترین حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں"

[التین ۹۵ آیت ۵]

مزید ارشاد ربانی اس طرح ہے۔

"لوگوں کے اعمال سوء کے نتیجے میں' عالم آب و گل یعنی زمین اور سمندر یا خشکی و تری' میں فساد رونما ہوگیا ہے [یعنی حیات انسانی کا توازن بگڑ گیا ہے۔ اور اس میں برہمی و بے نظمی اور انتشار و پراگندگی کا ظہور ہوگیا ہے۔ اللہ نے اپنے قوانین تدبیری و مجازات کے مطابق ایسا اس لئے ہونے دیا] کہ ان کے بعض اعمال کا انہیں مزہ چکھائے تاکہ وہ اللہ سے رجوع کریں' یعنی توبہ کریں"

[الروم ۳۰ آیت ۴۱]

ان دگرگوں حالات میں ایک عظیم ترین مدبر۔ رہنما۔ منتظم۔ مفکر۔ حکیم۔ حکمران۔ ماہر حربیات و معاشیات و اخلاقیات کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے اللہ رب العزت نے اپنی کریمانہ۔ رحیمانہ اور حکیمانہ تدبیر کے تحت محمد رسول اللہ نبی اعظم وآخرؐ کی صورت میں انسانیت کی اصلاح اور فلاح کے لئے عظیم مصلح عنایت فرمایا جس نے

ا۔ ایک غیر مہذب۔ جاہل۔ مفسد۔ ظالم معاشرہ میں آپ ﷺ نے آنکھ کھولی۔ آپ ﷺ نے کسی سے تعلیم حاصل نہ کی۔ آپ ﷺ نہ لکھ سکتے تھے اور نہ پڑھ سکتے تھے اس معاشرہ میں بعثت سے پہلے آپ ﷺ نے چالیس سال تک باعزت۔ پُروقار۔ نفیس اور پاکیزہ زندگی بسر کی۔ اس دوران آپ ﷺ معاشرتی۔ معاشی اور اخلاقی

Marfat.com

برائیوں کی تمام آلائشوں ۔گراوٹوں ملاوٹوں سے بچ بچا کر زندگی کرتے رہے۔ یہ پراگندہ معاشرہ آپ ﷺ کے طرز عمل سے اس حد تک متاثر ہوا کہ آپ ﷺ کو صادق اور امین کے پاکیزہ ناموں سے پکارتا رہا۔ آپ ﷺ کی صلح جو۔ حکمت۔ انصاف پسندی اور عدل سے لوگ اس حد تک مائل ہو چکے تھے تو کعبہ کی تعمیر نو کے دوران جب حجر اسود کی تنصیب کا قضیہ پیش آیا تو آپ ﷺ کے مدبرانہ اور پر از حکمت فیصلہ کو تمام قبائل نے خوش دلی سے قبول کرلیا اور اس طرح مکہ مکرمہ خون خرابہ سے بچ گیا۔ یہ ہے آپ کی خوبیوں بھری [اُسوۂ حسنہ] زندگی بعثت سے قبل۔ قابل تقلید اور قابل عمل۔

۲۔ اُس وقت جزیرہ نما عرب کا کوئی نظام حکومت۔ کوئی نظام زندگی کوئی نظام معاشرت نہ تھا اگر کوئی نظام تھا تو قبائل کا نظام۔ اندھی قوت کا نظام تھا جنگل کا قانون تھا۔ بات بات پر لڑائی۔ جگہ جگہ جھگڑا۔ معمولی معمولی باتوں پر نہ ختم ہونے والی جنگ وجدل۔ بے اتفاقی۔ بے غیرتی اور بے حیائی۔ عرب تضاد و مخالفت سے متشکل معاشرہ تھا آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی بدولت یہ قبائلی معاشرہ پیار و محبت۔ اخوت و بھائی چارہ۔ ہم آہنگی و یک جہتی اور وحدت و اتحاد کا نمونہ پیش ہونے لگا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک متحد اور ناقابل تسخیر قوم بن چکی تھی۔

۳۔ آپ ﷺ نے کسی سے تعلیم حاصل نہ کی۔ آپ ﷺ نہ پڑھ سکتے اور نہ لکھ سکتے پھر بھی آپ ﷺ نے جاہل۔ غیر مہذب۔ جھگڑالو قبائل کی اس مہارت۔ حکمت اور نظم سے تعلیم و تربیت کی کہ صرف قریباً دو دہائیوں میں عرب قبایل کو ایسی مہذب۔ متحد۔ مضبوط قوم میں تبدیل کردیا کہ یہ دنیا کی تمام قوموں کی ہر شعبہ زندگی میں راہ نمائی کرنے لگی۔ اسوہ حسنہ رسول کریم ﷺ کا ایک یہ بھی کمال ہے۔

۴۔ ارشاد رب کائنات اس طرح ہے کہ

"وہی [تو] ہے۔ جس نے [عرب کے] ان پڑھ لوگوں میں ان ہی [کی قوم] میں سے ایک رسول ﷺ کو بھیجا [جس کے فرائض بحثیت معلم و مربی یہ ہیں:] اول، آپ ﷺ ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتے ہیں۔ یعنی اس کے قوانین و احکام اور تعلیمات کا درس دیتے ہیں دوسرے، آپ ﷺ ان [کے نفوس] کا تزکیہ کرتے ہیں، یعنی ان کے نفسیاتی یا قلبی امراض کا علاج

Marfat.com

کرتے' ان کے اخلاق کی تہذیب و تحسین کرتے اور ان کو غور کے کانوں سے سننا عبرت کی نظروں سے دیکھنا اور حکیمانہ انداز میں سوچنے اور عقل سلیم سے کام لینا سکھاتے ہیں نیز ان کو اپنے باطنی قوی کو قوۃ سے فعل میں لانے کی تربیت دیتے ہیں تیسرے' آپ ﷺ ان کو الکتاب یعنی قرآن حکیم کے علوم و فنون کی تعلیم دیتے ہیں۔ نیز ان کو اس کے قوانین و احکام یا اوامر و نواہی' اور معارف و اصطلاحات' محکمات و متشابہات' اسرارو رموز اور عجازات کی معنویت سے آگاہ کرتے ہیں۔ چوتھے' ان کو حکمت،یعنی قرآن حکیم کے احکام و قوانین اور تعلیمات کے مطابق احسن و اکمل طریقے سے عمل یا کل زندگی کرنا سکھاتے ہیں۔[حکمت سکھانے کا مطلب یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ ان کو کمال دانشمندی سے اپنے امور سرانجام دینے کے اصول و اسالیب سکھاتے ہیں] ۔ اور[اور حقیقت یہ ہے کہ] آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے تو یہ لوگ صاف راہ گم کردہ تھے' یعنی اللہ تعالیٰ کی صراط مستقیم یا حسین و فطری راہ راست سے ناواقف تھے' جو اپنے راہروانِ اہل آرزو کو ان کی منزل مقصود پر پہنچاتی ہے جو جنت قرۃ العین ہے"

[الجمعۃ ۶۲ آیت ۲]

آپ ﷺ نے عمر بھر کسی دوسرے انسان جن یا فرشتے سے تعلیم حاصل نہیں کی لیکن قرآن کریم جیسی بے مثال' علم و حکمت سے پُر کلام رشد و ہدایت کا انمول ذخیرہ، بلاغت و اسرار کا کمال مجموعہ' قوانین و احکام کی ضیغم تفسیر' زہد و تقوی کی رہنما کتاب' اور اخلاق و کردار کے بے مثال اصول ان لوگوں کو سکھائے اور ان پر عمل کرنے کا سبق دیا اور کامیابی سے ایک اجڈ قوم کو سنوار کر اوج ثریا تک پہنچادیا۔ اور اپنے اُسوۂ حسنہ کی پیروی میں زندگی کرنے کا پختہ درس دیا۔

۵۔ بعثت کے بعد تیرہ سال مکہ مکرمہ کے سرد و گرم حالات میں آپ ﷺ نے اپنے گرد ایک ایسی پاکیزہ۔ مطہر۔ فرماں بردار۔ جان نثار۔ وفادار اور سمجھ دار جماعت پروان چڑھائی جو مکہ مکرمہ میں مروجہ ہر قسم کی برائیوں سے

Marfat.com

منہ موڑ کر دین اسلام کی ترقی و کمال کی بنیاد ثابت ہوئی۔ اس بے مثال اور باکمال جماعت نے انفرادی اور اجتماعی طور پر بعدازاں ایسے کارنامے سرانجام دیئے جن کی تاریخ عالم میں کوئی مثال ملنا محال ہے۔ آپ ﷺ کی تربیت نے اس جماعت کے ارکان کو انسانیت کی ان بلندیوں تک پہنچا دیا۔ اور ہر قسم کے شیطانی افعال کی نفی کرنے کا درس دیا کہ شیطان بھی اپنی ناکامی پر شرمندگی کے احساس سے پریشان و پشیمان رہنے لگا۔ اسی جماعت نے اسلامی عمارت کو قوت۔ مضبوطی اور خوش نمائی بخشی اور گناہوں کی بستیوں کو اسلام کے پاکیزہ نور سے منور کر دیا۔ یہ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کا ہی کرشمہ ہے۔

۶۔ شیطان الرجیم اپنی خفگی مٹانے اور اپنے حسد کی تکلیف وہ آگ کو سرد کرنے کی خاطر شرک و کفر میں ڈوبے ہوئے افراد مکہ کو وحشت ناک درندے بنانے میں کامیاب ہوا تو مکہ مکرمہ کے لوگوں نے پاکیزہ و نیک مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ لاد دیئے اور ان کا جینا حرام کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے پہلی ہجرت کا حکم دیا گیا۔ لیکن ظلم وستم اور بربریت کی آگ میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا۔ اسی دوران حکمت ربانی اور رسول اکرم کی بصیرت نے یثرت [یعنی مدینہ النبی] میں اسلام کی خوشگوار خوشبو کو منتقل کرنا شروع کر دیا اور اسلام کے پھیلنے کا ایک نیا پڑاؤ مہیا کر دیا۔ اور مناسب وقت آنے پر یثرب کو دائرہ اسلام میں داخل کر کے مدینہ النبی کا نام تجویز ہوا۔ مسجد النبی کی تعمیر کے آغاز کے ساتھ ساتھ میثاق مدینہ پر صلاح و مشوروں کا آغاز ہوا۔ آخر کار مسلمان [مہاجر و انصار] اور مدینہ کے یہودیوں اور دوسرے مکینوں کے درمیان ایک معاہدہ یعنی میثاق مدینہ طے پا گیا اور اس طرح جزیرہ نما عرب میں پہلی باقاعدہ۔ منظم اور قانونی اور آئینی حکومت رسول اکرم ﷺ کی سربراہی میں معرض وجود میں آگئی۔ جو نتیجہ تھا آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کا۔

۷۔ مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد آپ ﷺ نے مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے درمیان نظام مواخات قائم کر کے مہاجرین کی معاشی بحالی کا اہتمام فرمایا کیونکہ مہاجرین بے سروسامانی میں مکہ چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اور ان کے پاس روزمرہ کی ضروریات پورا کرنے کا بھی کوئی بندوبست نہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ بے مثال بھائی چارہ قائم کر کے امت مسلمہ میں اخوت و محبت۔ معاشی بحالی۔ غربت محتاجی اور مفلسی کا تدارک کرنے کا

Marfat.com

ایک ایسا نظام قائم کر دیا جو مسلمانوں میں یک جہتی۔ ہم آہنگی۔ روحانی۔ مذہبی اور دینی روابط پیدا کر دیئے کہ جو خونی رشتہ داریوں سے بھی زیادہ مضبوط ثابت ہوئے۔ اس نظام مواخاۃ نے دو مختلف مزاج۔ مختلف عادات۔ مختلف پیشہ اور مختلف نظام حیات کے حامل قبائل کو ایک وحدت میں پرو دیا۔ جس نے ایک نئی معاشرت کو جنم دیا اور انہی اپنے اسوہ حسنہ کی پیروی میں زندگی کرنے کا سلیقہ دیا۔

۸۔ مدینۃ النبی میں پہنچنے کے بعد بھی مسلمانوں کو آرام و سکون میسر نہ آ سکا اور نئے قسم کے خطرات ابھر کر سامنے آ گئے جن سے بچنا نئی اسلامی حکومت کے لئے اہم تھا۔

ا۔ مسلمانوں کی برتری کو ہضم کرنا مدینۃ النبی کے یہودیوں کیلئے قطعاً آسان نہ تھا۔ ان کی منافقانہ فطرت کسی وقت بھی مسلمانوں کو پریشان کن حالات میں مبتلا کر سکتی تھی اس لئے ان سے ہوشیار رہنا اور ان کی منفی سوچ اور باغیانہ عمل اور تخریبانہ کاروائیوں کا سدباب کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا اسلامی حکومت کی ضرورت تھی۔

ب۔ مدینہ منورہ کے ارد گرد قبائل مکہ مکرمہ میں موجود کعبۃ اللہ کی وجہ سے قریش مکہ کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے۔ اور ممکن تھا کہ قریش مکہ کے اُکسانے پر نوزائیدہ مملکت کے لئے یہ مشکلات کا باعث ہو جائیں۔

ج۔ مسلمانوں کا قریش مکہ کی گرفت سے نکل جانا ان کی برداشت سے باہر تھا اور وہ کسی بھی وقت اپنے دل کی خباثت مٹانے کیلئے حملہ آور ہو سکتے تھے۔ اس لئے ان سے بچنے کیلئے ہر وقت احتیاطی تدابیر کرتے رہنا وقت کی ضرورت تھی۔

د۔ جزیرہ نما عرب کی قربت میں موجود بڑی طاقتیں۔ سلطنت ایران اور روم علاقے میں ابھرتی نئی طاقت سے محاذ آرائی کر سکتی تھیں۔ اس لئے اس امکانی خطرہ سے محفوظ رہنے کا بندوبست کرنا بھی لازمی تھا۔

ر۔ نئی مملکت کا عوام اور حکومت کی ضروریات کو پورا کرنا اولین ترجیح تھا۔ نامساعد حالات میں یہ کام فوری توجہ کا متقاضی تھا اور مشکل ترین۔

آپ ﷺ نے ان تمام محاذوں کے برے اثرات کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے حکیمانہ منصوبہ بندی شروع کی اور ان تمام خطرات سے محفوظ۔ کامران اور کامیاب رہے۔ ایسی کامیابی صرف آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی

Marfat.com

بدولت ہی ہو سکتی تھی۔

۹۔ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی اس طرح ہے۔

"اللہ تعالیٰ کے نظام حیات کلی اور بندوں کی معاونت کرنے والوں کا شعار زندگی یہ ہوتا ہے کہ جب انہیں کسی سرزمین میں آزادی و حکومت ملتی ہے۔ تو وہ صلوٰۃ قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نیز حسین و فطری کام کرنے کی تاکید کرتے اور قبیح وغیرہ فطری کاموں سے منع کرتے ہیں۔ یادرکھو! کل امور[Affairs] کا فیصلہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے"

[الحج ۲۲ آیت ۴۱]

مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد آپ ﷺ نے ضروری۔ ابتدائی اور اہم دینی۔ حکومتی اور معاشرتی امور کی جانب بھرپور توجہ فرمائی اور ان کو حل کرنے اور ان کی تکمیل کرتے رہے۔ ان مراحل میں آپ ﷺ نے مندرجہ ذیل اداروں کو قائم کرنے [Estabilshment] اور ان کو رواں دواں [Function] کرنے پر محنت فرمائی۔

۱۔ صلوٰۃ کا ادارہ یا نظام صلوٰۃ

۲۔ زکوٰۃ کا ادارہ یا نظام زکوٰۃ

۳۔ امر بالمعروف کا ادارہ یا نظام

۴۔ نہی عن المنکر کا ادارہ یا نظام

۱۰۔ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کے ترپن [۵۳ سال] سالہ قیام یعنی پیدائش سعید سے ہجرت تک قوم کی اصلاح و فلاح میں گزرا۔ لیکن بعثت کے بعد تیرا سالہ دور کفر وشرک سے ذہنی۔ قلبی اور اخلاقی محاذ آرائی میں بسر ہوا۔ اس دوران آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے مسلمان ساتھیوں کو اپنے ہم قوم وقبیلہ کے ہاتھوں انتہائی اذیت ناک ظلم وستم کا نشانہ بننا پڑا لیکن آپؐ کے ساتھیوں کے پائے استقامت میں ذرہ برابر بھی جھول نہ آیا اور نہ ہی کمزوری۔ مایوسی یا گھبراہٹ کے آثار ظاہر ہوئے بلکہ ان تکلیف دہ حالات میں بھی بتدریج اور مسلسل کامیابیوں سے

Marfat.com

ہمکنار ہوتے رہے جوں جوں آپ ﷺ کو کامیابیاں ملتی رہیں توں توں قریش مکہ کے غیظ و غضب میں اضافہ ہوتا گیا اور مسلمانوں پر ان کا ظلم و ستم بھی بڑھتا گیا۔ ان ترپن سالوں میں چوتھی جنگ فجار میں آپ کی شرکت سے شوائد ملتے ہیں ورنہ آپ ﷺ اس عرصہ اصلاح احوال کے لئے تگ و دو میں مصروف رہے۔

حیران کن حقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی آپ ﷺ کی دس سالہ زندگی لڑائیوں اور جنگوں میں گزری۔ ان میں آپ ﷺ کی جنگی تعلیم و تربیت جنگی تیاری۔ سامانِ حرب کی کمی۔ اسلامی مجاہدین کی مقابلتاً معمولی تعداد کے باوجود آپ ﷺ کی جنگی حکمت عملی اور حربی منصوبہ بندی کا اعلیٰ ترین معیار اور کامیابیوں کا تناسب آپ ﷺ کے جنگی تدبر۔ حوصلہ۔ استقامت۔ بہادری اور برداشت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی سے بھی فن حرب کی تعلیم حاصل نہ کی۔ اس کے باوجود مدینہ منورہ کے دس سالہ قیام کے دوران بہت سے غزوات اور بے شمار سریہ میں کامیابی حاصل کی اور عرب کا قریباً بارہ [۱۲] لاکھ مربع میل کا علاقہ جو موجودہ پاکستان کے رقبہ سے دوگنا کے برابر ہے فتح کیا اور اسے اسلامی مملکت میں شامل کیا۔ یہ کارنامہ انوکھا ہے اور تاریخ میں بے مثال اور حیران کن۔ یہ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی برکت اور عنایت و کرم سے ہی ہے۔

۱۱۔ آپ ﷺ کی پیدائش مبارک واقدس ایک ایسے دور میں مقدر ہوئی کہ جو انسانی تاریخ کا تاریک ترین دور تھا اور ایک ایسے ملک میں ہوئی کہ اس وقت اس ملک میں صرف برائی کا رواج تھا تو پھر بھی آپ ﷺ نے اس کی آلودگی سے اپنے آپ کو بچائے رکھا۔ اور اسکے باوجود اپنی زندگی میں ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ جن کی انسانی تاریخ میں کوئی دوسری مثال پیش کرنا ناممکن ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ ہے جیسے کہ آپ نے کسی مخلوقی جنس سے تعلیم حاصل نہ کرنے کے باوجود کلام الٰہی یعنی قرآن مجید و حکیم جو عظیم و بے مثال علم و حکمت سے مزین سرچشمہ کہا جا سکتا ہے کی تلاوت کے اسلوب سے آگاہ فرمایا۔ اس کے ہر لفظ۔ ہر آیت اور ہر سورہ کے ظاہری و باطنی معنی سکھائے۔ اور ان کے مطابق عمل کرنے کی تربیت دی۔ اور قرآن پاک کی مدد سے اپنے ساتھیوں کا باطنی اور ظاہری تزکیہ کیا۔ طہارت فرمائی اور اتنا پاکیزہ کر دیا کہ فرشتے بھی اُن پر رشک کئے بغیر نہ رہ سکے اور خود

Marfat.com

کسی سے تعلیم حاصل نہ کی لیکن پوری کائنات میں سب سے بڑے۔ ضیغم۔ علمی گہرائی سے پر علم کے ذخیرہ کی تعلیم دی قرآن پاک میں محفوظ حکمت کے پوشیدہ رازوں کو اس انداز سے ظاہر کیا کہ جو کسی دوسرے کے لئے ممکن نہ تھا اور یہ نظری اور عملی طور پر بتادیا کہ آپ ﷺ کا اُسوۂ حسنہ قرآن پاک ہی کی ہو بہو تصویر ہے۔

۱۲۔ آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی ایک مظہر اور زندہ تصویر یہ ہے۔ کہ آپ یتیمی کی حالت میں دنیا میں ظہور پذیر ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں ماں کی نعمت سے محروم ہوئے آپ ﷺ کی پرورش کی ذمہ داری دادا کے سپرد ہوئی یہ خیمہ بھی جلدا کھڑ گیا۔ پھر آپ ﷺ اپنے ہمدرد اور مونس چچا کے ساتھ منسلک ہوئے اپنی زندگی کے مشکل ترین حالات اور معاشرتی مقاطعہ کے دوران اس سہارا سے بھی محروم ہو گئے۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی حکومت کا بوجھ سنبھالنا پڑا۔ یہ دور بھی آپ ﷺ کی صلاحیتوں کو بروے کار لانے کی آزمائش تھی۔ جس پر آپ ﷺ کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی آزمائش تھی۔ جس پر آپ خوش اسلوبی۔ ثابت قدمی۔ ہمت و شجاعت اور علم و حکمت سے پورا اُترے اور ایک وسیع و عریض۔ مضبوط و طاقتور ملک و حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نہ تو بادشاہ بنے اور نہ شہنشاہ ہی ہوئے اور نہ ہی عیش و عشرت کی زندگی اختیار کی آپ ﷺ بدستور اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کے مطابق زندگی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے۔ خدمت خلق کرتے رہے۔ زہد و تقوی۔ امانت و دیانت اور صداقت و صالحیت آپ ﷺ کا شعار رہا۔ حکومت، دولت، ملنے کے باوجود غربت میں زندگی کرتے رہے۔ اور اسی انداز میں اپنے ساتھیوں کی تربیت کرتے رہے اور اپنے اُسوۂ حسنہ کے خدوخال ظاہر کرتے اور ان کو اپنے ساتھیوں کے دل و دماغ میں مضبوط پختہ اور واضح و منور کرتے رہے۔

۱۳۔ قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے کہ

"وہی تو ہے جس نے اپنے رسول ﷺ یعنی پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کو الھُدی [کتاب ہدایات، قرآن حکیم] اور دین الحق، یعنی سچے قائم و دائم رہنے والے اور افادی و غایتاتی اقدار کے حامل نظام حیات کلی[Complete way of life]کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اسے حیات

Marfat.com

انسانی کے دیگر کل نظاموں پر غالب کردے اور اس [واقعیت] پر اللہ کی شہادت کافی ہے۔''

[الفتح ۴۸ آیت ۲۸]

حضرت آدم علیہ السلام نے گمراہ اور الحق سے منحرف انسانوں کو راہ ہدایت پر چلانے اور چلنے کی تلقین کی پر نبیؑ اور رسولؑ کی پردہ پوشی کے بعد ان کے امتی دین سے انحراف کے شکار ہوتے رہے۔ جب ان کا طرز عمل و زندگی حدود الٰہی سے تجاوز کر جاتا اور وہ لوگ شیطانی شکنجے میں مکمل طور پر جکڑ چکتے تو رحمت الٰہی جوش میں آتی تو بگڑے ہوئے انسانوں کی صلاح اور فلاح کے لئے ایک رسولؑ یا نبیؑ مبعوث ہوتا: یہ سلسلہ صدیوں پر صدیوں تک دراز رہا۔ اس سلسلہ میں دین اسلام دنیاوی ملاوٹوں۔ نفسائی آلائیشوں، شیطانی وسوسوں اور نفرتوں کے باعث بگاڑ کا شکار ہوتا رہا اور ہر دفعہ ایک ملاوٹ شدہ نیا مذہب سامنے آجاتا۔ یہ سلسلہ محمد رسول اللہ تک جاری رہا اور آپ ﷺ کو یہ فرض سونپا گیا۔ کہ تمام تحریف شدہ مذہبوں یعنی غلط نظاموں کو ختم کر کے ان پر اللہ کے پسندیدہ نظام دین اسلام کو غالب کر دے۔ آپ اس فرض میں کامیاب و کامران ہوئے۔ اور یہی آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کا کمال و کامرانی ہے۔

آپ ﷺ کی حیات طیبہ منظّم زندگی ہے۔ دینی حسنہ اصولوں کی پابندی ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ نیکی کی ترقی و ترویج کے لئے تگ ودو کی اور برے کاموں کو روکنے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ کی زندگی صفات حسنہ کا مجموعہ رہی اور اسی کی روشنی سے آپ ﷺ کے ساتھی براہ راست منور ہوئے اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی خاطر آپ ﷺ کے ساتھی آپ ﷺ سے راہ نمائی کے لئے متعدد سوال کرتے۔ مستفید ہوتے اور سوالوں کے جوابات کی روشنی میں اپنے فکر و نظر اور افعال و اعمال کو حسیں بناتے۔ اور دینی حالات و معاملات پاکیزہ کرتے رہتے۔ اسی سلسلہ میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کی سنت حسنہ کیا ہے [یعنی آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے معمولات کیا ہیں] آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے معمولات نہایت ہی مختصر الفاظ میں احاطہ فرمایا۔ جو اس طرح ہے۔

۱۔ معرفت میرا راس المال ہے۔

۲۔ عقل میرے دین کی اصل ہے۔

Marfat.com

۳۔ محبت میری بنیاد ہے۔

۴۔ شوق میری سواری ہے۔

۵۔ ذکرالٰہی میرا انیس ہے۔

۶۔ اعتماد میرا خزانہ ہے۔

۷۔ غم میرا رفیق ہے۔

۸۔ علم میرا ہتھیار ہے۔

۹۔ صبر میرا لباس ہے۔

۱۰۔ رضا میرا مال غنیمت ہے۔

۱۱۔ عجز میرا فخر ہے۔

۱۲۔ زہد میرا پیشہ ہے۔

۱۳۔ یقین میری قوت ہے۔

۱۴۔ صدق میرا حامی وسفارشی ہے۔

۱۵۔ طاعت میری کفایت کرنے والی ہے۔

۱۶۔ جہاد میرا خلق ہے۔

۱۷۔ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

۱۔ معرفت میرا راس المال ہے۔

حق اور حقیقت کا ادراک حاصل ہونا غور وفکر، عقل وفہم، بصر وبصیرت اور محنت ومشقت سے ممکن ہے انسانی جسم وجان اور دل ودماغ کو راہ ہدایت ومستقیم پر گامزن کرنے یا کروانے کی ابتدا اپنے نفس کی پہچان اور اپنے خالق کی پہچان سے ہوسکتی ہے۔اسی پہچان کا حصول انسانی راس المال [Investment] ہے۔جسے معرفت کہا جاسکتا ہے۔

غور وفکر آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا سرمایہ رہا ہے اس وقت کے گھمبیر حالات اور فطرت کے درمیان تضاد

Marfat.com

آپ ﷺ کی سوچ حسنہ کا محور رہا ہے۔اپنے اردگرد کا جائزہ لینا اور واقعات کا مشاہدہ کرتے رہنا علاوہ حالات پر نظر رکھنا آپ ﷺ کے معمولات میں شامل رہا ہے۔حالات کے اطوار نے آپ ﷺ کو برائی سے نفرت دلائی اور اچھائی کی بحالی کی جانب توجہ مرکوز کروائی۔جس سے آپ ﷺ کے غور وفکر میں شدت آ گئی اور تنہائی کا سہارا لینا آپ ﷺ کا معمول بن گیا اور غار حرا۔مقام وجستجو آپ ﷺ کا مسکن ٹھہرا۔

غور وفکر نے آپ ﷺ کی ذات کو آشکار کیا۔تمام خوبیاں اور صلاحتیں کھل کر سامنے آئیں۔تو اردگرد میں اپنی حیثیت کا تعین کرنے میں مدد ملی۔جس نے غور وفکر کو اس پوشیدہ ہستی کی جانب موڑ دیا جس نے سب کچھ تخلیق کیا۔اور اس ہستی کی تلاش ہوئی۔اس سے رابطہ کرنے کے ذرائع تلاش ہوئے اور اس طرح ایک عارف کا ظہور ہوا۔

ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔کہ وہ اپنے دل ودماغ میں محفوظ تمام نظریات،عقائد،تعصبات کو کنارے لگا کر اپنی پہچان کرے۔اپنی تخلیق کے مقاصد کا جائزہ لے۔اور اپنے طرز عمل کا اس سے موازنہ کرے۔ھادی برحق کے اسوہ حسنہ سے راہنمائی حاصل کرنے کے بعد تلاش حق میں مصروف ہو جائے اور اسلامی معاشرہ کی تشکیل نو میں اپنا حصہ ڈالے۔یہی اس کی زندگی کی راہ متعین کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کی ایک صفت قرآن پاک میں اس طرح بیان ہوئی ہے۔

"ہم نے اللہ کا رنگ یا دین اختیار کرلیا ہے۔[ذرا بتاؤ تو سہی] اللہ کے دین یا نظام حیات کلی سے افضل و اعلیٰ اور اکمل و خوب تر اور کس کا دین ہوسکتا ہے۔[یعنی ہوسکتا لہٰذا] ہم تو اسی کے قوانین واحکام اور تعلیمات پر عاشقانہ انداز میں عمل کرنے والے ہیں"

[البقرہ۲ آیت ۱۳۸]

۲۔ عقل میرے دین کی اصل ہے۔

دین ایک لائحہ عمل ہے جو خالق کائنات نے اپنی اعلیٰ ترین تخلیق یعنی بنی نوع انسان کیلئے تجویز فرمایا۔جس پر عمل پیرا ہو کر وہ اللہ رب العزت کی دینوی اور اُخروی نعمتوں کا مستحق قرار پاتا ہے۔یہ دین اللہ تعالیٰ نے اپنی برگزیدہ ہستیوں کے ذریعہ عوام الناس تک پہنچایا۔ان برگزیدہ ہستیوں نے اپنے اعمال وافعال سے دین حق کو قابل عمل ہونا ثابت بھی کیا اور

Marfat.com

ان کے اوجھل ہونے کے بعد لوگوں کی ہدایت وراہنمائی کے لئے آسمانی کتابیں بھی مہیا کردیں۔

عقل اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کیلئے ایک ایسی پیش بہا نعمت ہے یا انسان کا ایسا معاون [Instrument] ہے۔ کہ جس کی مدد سے انسان اپنے اردگرد تمام موجودات، واقعات، حالات کو جانتا۔ سمجھتا ان کی حقیقت اور ماہیت تک پہنچتا۔ ان کی صفات اور خواص سے واقف ہوتا۔ جانداروں کی عادات معلوم کرتا اوران کا استعمال اور متعلقہ تمام فوائد حاصل کرتا اور ترقی کے زینے طے کرتا جاتا ہے عقل کے استعمال کے بغیر وہ غیر معیاری زندگی گزارنے پر مجبور رہتا ہے۔

دین حق جو ہر انسان کی دنیاوی زندگی کی اساس ہے اس سے واقفیت حاصل کرنا۔ اس کے خدوخال جاننا۔ اس کی باریکیوں، گہرائیوں، وسعتوں اور پیچیدگیوں کو جاننا عقل کے استعمال کے بغیر ممکن نہیں۔

رسول اکرم کا اُسوۂ حسنہ جو دین حق کی عملی تصویر ہے اور سنت رسول اور حدیث پاک کی صورت موجود ومحفوظ ہے اور قرآن حکیم ومجید جو دین حق کی بنیاد ہے۔ انکے مندرجات کو سمجھنا۔ انکی حقیقت اور حکمت تک پہنچنا اور پھر اپنا تزکیہ کرنا یعنی آلودگیوں، ملاوٹوں، آلائشوں، گناہوں اور برائیوں سے اپنے آپ کو پاک کرنا عقل کا مرہون منت ہے۔ عقل استعمال توصرف وہی لوگ کرتے ہیں۔ کہ جن کو ایمان وہدایت کی آرزو وتمنا ہوتی ہے۔ ورنہ۔

"[یہ اصل الاصول یادرکھنے کا ہے کہ] کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لاسکتا' دوسرے لفظوں میں اس کے قانون احترام آرزو ہی کے مطابق ایمان لاسکتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ عقل و بصیرت سے کام نہیں لیتے [وہ کفران نعمت کرتے ہیں اور اس کی پاداش میں] اللہ تعالیٰ انہیں [کفرو شرک کی] نجاست میں مبتلا کردیتا ہے [اور وہ ایمان و کفر اور توحید و شرک کے متعلق التباس ذہنی کے شکار ہوجاتے ہیں"

[یونس ۱۰ آیت ۱۰۰]

مزید فرمایا گیا کہ

"البتہ جن کے دلوں میں بیماریاں ہوتی ہیں اس سے ان کی نجاست پر

Marfat.com

نجاست چڑھتی جاتی ہے[اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کفر و نفاق' شرک و جہل اور شک و اضطراب میں اضافہ ہوتا چلا جاتا' نتیجۃً] وہ مرتے دم تک کافر ہی رہتے ہیں"

[التوبہ ۹ آیت ۱۲۵]

قرآن پاک جو تمام بنی نوع انسانوں کے لئے ہدایت ورشد کا ذریعہ ہے اس کی تلاوت کرنا یعنی مطالعہ کرنا۔ اس کے مندرجات کو جاننا ان پر غور وفکر کرنا ہی عقل کا استعمال ہے جو راہ راست پر قائم رہنے کے لئے ضروری ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

"ہم نے یہ قرآن عربی زبان میں[بذریعہ وحی و تنزیل] نازل کیا ہے تاکہ تم اس میں فکر و تدبر کرو اور سمجھو بوجھو"

[یوسف ۱۲ آیت ۲]

مزید فرمایا گیا۔

"اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو ذکر' یعنی[اس کی سورتوں، آیتوں اور احکام و تعلیمات کو یاد کرنے اور رکھنے' اور سمجھنے' نیز ان سے پند و نصائح حاصل کرنے] کے لئے آسان بنادیا ہے تو پھر ہے کوئی جو اسے یاد کرے' رکھے' سوچے' سمجھے اور نصیحت قبول کرے؟"

[القمر ۵۴ آیت ۱۷]

اس لئے عقل کا استعمال ہی دین کی اصل ہے۔ اور اسوہ حسنہ اس کی عملی تصویر ہے۔ تو ہے کوئی جوان کے مطابق اپنی دنیاوی زندگی کو حسین وخوبصورت بنائے۔

۳۔ محبت میری بنیاد ہے۔

پیغمبر کے فرائض میں اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگی کرنے کی تلقین کرنا ہے۔ جب بھی کوئی پیغمبر دنیا میں مبعوث کیا جاتا ہے اس وقت دنیا میں یا اس مخصوص علاقہ میں

Marfat.com

لوگوں کے ذہنوں میں شرک مستحکم ہو چکا ہوتا ہے اور ان کے دل اپنے مجازی معبودوں کی عبادت کے لئے بے چین رہتے ہیں اور وہ اپنے متعدد خداؤں کی معیت میں زندگی گزارنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

ان حالات میں ذہنوں سے شرک نکالنا، دلوں سے جعلی خداؤں کی محبت نکالنا اور ان کو راہ حق پر لگانا قطعاً آسان نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولؑ یا نبیؑ ایسی حکمت عملی وضع کرتے ہیں کہ جس سے ان کا مقصد پورا ہو سکے۔ ملائم لہجہ، خوشگوار گفتگو، ہمدردی، دلجوئی، مدد و اعانت افراد کے درمیان قربت۔ ہم آہنگی اور پیار و محبت کا ذینہ ہیں۔ جس کے نتیجے میں خوشگوار معاشرتی ماحول تشکیل پاتا ہے۔ اور غصہ، حسد نفرت اور کشیدگی میں کمی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس طرح کے حالات پیدا ہونے سے باہمی الفت پروان چڑھتی ہے اور ایک دوسرے کے خیالات اور نظریات پر غور و فکر کا موقع ملتا ہے جو ذہنی، قلبی، فطری اور روحانی تعلقات میں مضبوطی کا باعث ہے۔ نبی ﷺ رحمت و الفت نے اپنے محبت بھرے طرز عمل سے لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت اور چاہت کے بیج بونے میں بتدریج کامیابی حاصل کرتے جا رہے تھے حتیٰ کہ مخالفین بھی اپنے نظریات کے باطل ہونے پر سوچ بچار کرنے پر مجبور ہو چکے تھے اور ظاہری اور باطنی طور پر آپ ﷺ کو رسول برحق ماننے پر قائل ہوتے جا رہے تھے جو آپ ﷺ کی جمعیت کو مضبوط اور دشمن کو کمزور کرتی جا رہی تھی۔

وقت کے آگے بڑھنے کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنی گہری اور مضبوط حکمت عملی کے تحت لوگوں کے دل و دماغ میں دین اسلام کے لئے چاہت پیدا کر دی۔ اپنے یعنی رسول رحمت ﷺ کی الفت کو راسخ کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو روشن و منور کر دیا اور اس طرح ثابت کر دیا کہ محبت بھی آپ ﷺ کی کامیابی و کامرانی کی بنیاد ہے۔ اسوہ حسنہ رسول اکرم ﷺ میں یہ قابل عمل حقیقت ہے۔

۴۔ شوق میری سواری ہے۔

شوق کے بغیر مقاصد حاصل کرنا مشکل ترین عمل ہو سکتا ہے اور سواری کی غیر موجودگی میں منازل تک رسائی آسان اور سہل نہیں رہتی۔ اگر یہ دونوں ہم آہنگ اور ہم رکاب ہو جائیں تو ایک ایک دو گیارہ ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ و مکرم رہبر کامل و عالم کی بعثت کا ایک مقصد کرہ ارضی پر اللہ تعالیٰ خالق کائنات رب العالمین کی حکمرانی قائم کرنا بھی تھا۔ آپ ﷺ نے نامساعد حالات میں آنکھ کھولی۔ چالیس سال تک اپنے گرد و پیش کے ابتر و بدتر

Marfat.com

حالات کا بہ غور جائزہ لیا۔ اس وقت کے لوگوں کے چال چلن کا مشاہدہ کیا۔ اور ان کی اصلاح وفلاح کیلئے فکر مند رہے۔ اور جستجو میں لگے رہے کہ اللہ الرحمٰن والرحیم کا حکم آ گیا اور بہتری کیلئے ذمہ داری سونپ دی گئی۔ جس نے اصلاح واحوال اور مقصد کی تکمیل کے شوق میں کئی گناہ اضافہ کر دیا۔ اور آپ ﷺ اس کٹھن ترین اور مشکل ترین عمل کو مکمل کرنے کے در پہ ہو گئے اور تاریخ کے انتہائی دورانیہ میں تاریخ کے انتہائی مشکل کام کو مکمل کر دکھایا اور شیطان الرجیم کو شرمناک شکست سے دو چار کر دیا۔

اب آپ ﷺ کی اُمت میں سے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کا درد رکھنے والے افراد نفیسہ کا فرض ہے اپنے اردگرد شیطانی اثرات کو ختم کرنے کا تہیہ کریں اور شوق وذوق سے اسے پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور اپنی دنیا اور عاقبت کو سنوارنے کی کوشش کریں اور اُسوۂ حسنہ کی پیروی کر کے اپنی فلاح کریں۔

۵۔ ذکرالٰہی میرا انیس ہے۔

بعثت سے متعلقہ فرائض کی تکمیل میں جن دشواریوں، مشکلوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کا آپ ﷺ کو سامنا کرنا پڑا اس سے اپنے بیگانے سب بہ خوبی واقف ہیں۔ اور ان ظلم ومصائب کا مقابلہ کرنا آپ ﷺ ہی کا کام تھا۔ اس دوران آپ کی ذات گرامی وقدر پر انسان ہونے کے ناطے منفی اثرات پیدا ہونا بھی ممکن ہو سکتا تھا جس سے آپ ﷺ رنجیدہ، افسردہ اور غمگین ہو جاتے۔ ان حالات میں آپ ﷺ کو اطمینان قلب، آسودگی اور تسلی وتشفی کی اشد ضرورت ہوتی۔ بے شک آپ ﷺ کے ساتھی ہر وقت آپ ﷺ پر اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے کمربستہ رہتے لیکن آپ ﷺ تو بے انتہا قوتوں بے شمار صفات حمیدہ اور لاتعداد ذرائع کے مالک کی اشیر باد کی خواہش وتمنا رکھتے۔ جس کیلئے آپ ہر گھڑی۔ ہر وقت اور ہر ساعت ذکرالٰہی پر توجہ مرکوز رکھتے اور اسی میں مصروف رہتے کیونکہ ذکرالٰہی سے ہی دلوں کو اطمینان میسر ہوتا ہے۔ یہی اطمینان قلب ہر مشکل، مصیبت، دکھ اور خرابی کا مداوا ہے۔

دنیاوی حالات وواقعات میں ہر شخص کسی نہ کسی مصائب میں اپنے آپ کو گھرا ہوا پاتا ہے انہیں لمحوں میں ذکر الٰہی اور درود پاک کا ورد تسلی وتشفی اور اطمینان قلب کا تیر بہدف ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کے لئے اس عمل سے فائدہ اٹھانا ناگریز ہو سکتا ہے۔ اسواء حسنہ کی پیروی کا یہ ایک انمول ذریعہ ہے۔

Marfat.com

۶۔ اعتماد میرا خزانہ ہے۔

دنیاوی زندگی میں ''خزانہ'' کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ زندگی کو رواں دواں رکھنے۔ کاروبار کو چلانے، دفتری اموراور حکومتی معاملات کو طے کرنے۔ جنگی راز و نیاز کو صیغہ راز میں رکھنے، گھریلو، خاندانی اور عائلی حالات کو خوشگوار رکھنے کے لئے بھی اسی طرح با اعتماد ساتھیوں کی اہمیت وافادیت سے انکار ممکن نہیں۔ کسی فرد کے ساتھی اخلاق و کردار میں جتنے پختہ اور مضبوط ہوں گے۔ مخلص اور با اعتماد ہوں گے۔ امانت دار اور دیانت دار ہوں گے۔ وہ شخصیت اتنی ہی زیادہ کامیاب زندگی کر سکے گی۔

آپ ﷺ رحمت العالمین کی سیرت طیبہ کے حوالے سے مستند سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے۔ کہ مختصر ترین مدت میں اتنا بڑا انقلاب۔ اتنے بڑے گھمبیر اور نامساعد حالات میں برپا کرنا آپ ﷺ کا اللہ رب العالمین پر پختہ اعتماد و ایمان وتوکل۔ اپنی بابرکت ذات گرامی پر خود اعتمادی اور اپنے ساتھیوں پر آپ ﷺ کا اعتماد اور ساتھیوں کا آپ ﷺ پر اعتماد کی وجہ سے ہو سکا۔

اعتماد کے اس خزانہ سے آپ ﷺ کی شخصیت اقدس کو لازوال و بے مثال بنا دیا اور آپ ﷺ کی امت کے لئے شخصیت اقدس کو لازوال و بے مثال بنا دیا اور آپ ﷺ کی امت کے لئے ایک ایسا انمول رستہ مہیا کر دیا کہ جس کی پیروی کر کے تمام بنی نوع انسانوں کے لئے راہ نمائی کے قابل ہو سکتے ہیں۔ یہی آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی تاثیر ہے۔

۷۔ غم میرا رفیق ہے۔

غم والم یا غم وفکر کسی ایسی چیز، واقع، تکلیف، حادثہ، دکھ، صدمہ، اختلاف، لڑائی یا بیماری کے نتیجہ میں وارد ہوتا ہے کہ جو کسی شخص کو عزیز ترین ہو۔ اور اس کی برداشت سے باہر ہو۔ غم اپنی ذات کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے اور اپنے اردگرد کے حالات واقعات کے ناہموار ہونے اور اپنے تعلق داروں، افراد قبیلہ، قوم وملت اور ملک کے غیر معیاری ہونے پر بھی حساس لوگوں کا غم میں مبتلا ہونا فطرتی عمل ہے۔

رسول کریم ﷺ کی زندگی جن حالات سے وابستہ رہی۔ انہی کسی صورت انسانیت کے لئے قابل قبول نہیں کہا جاتا۔ آپ ﷺ کے لئے یہ صورت حال برداشت سے باہر تھی اور ان لوگوں کی اصلاح وفلاح، تعلیم وتربیت، اخلاق و

Marfat.com

کردار، سوچ وفکر اور عقیدہ و ایمان کی بہتری اور معیاری ہونے اور کرنے کی شدید خواہش رکھتے تھے اور آپ ﷺ روز و شب ان کے غم میں مبتلا رہتے تھے۔ یہ غم آپ ﷺ کا ہر وقت، ہر لمحہ، دن رات کا رفیق رہتا۔ جس کے نتیجہ میں ایک ایسی قوم کو آپ ﷺ نے سنوارا اور اوج ثریا تک پہنچایا جس کی بظاہر اصلاح ممکن نہ تھی۔

موجودہ حالات میں اُمت مسلمہ کا جائزہ لینے سے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اسی غم، اسی جذبہ، اسی تگ ودو اور اسی ہمت ومحنت کو بروئے کار لا کر اُمت مسلمہ کو پھر راہ مستقیم پر گامزن کر دیا جائے تا کہ اُسوۂ حسنہ رسول کریم کی پیروی ہو سکے۔

۸۔ علم میرا ہتھیار ہے۔

ہتھیار یا اسلحہ کی مدد سے دشمنوں یا مخالف قوتوں کی باطل حرکات کا تدارک کیا جاتا ہے۔ ہتھیاروں کی مدد سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جاسکتا ہے اور امن وامان اور راحت وسکون قائم کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ان کو تحویل میں رکھنا اور ان کو اصلاح احوال کے لئے استعمال کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

کسی چیز، شیے یا فرد سے آگاہی، واقفیت، دانائی، حکمت، دانش، دور اندیشی اور ہنر وفن وغیرہ علم کہلاتا ہے۔ علم کی اہمیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ علم نے ہی فرشتوں کو انسان کی برتری کو تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ علم ایک وسیع الجہت حقیقت ہے اور انسان کے عروج وترقی اور تسخیر کائنات کے لئے ایک اہم ہتھیار ہے۔

علم ایک کثیر الجہتی قوت ہے اگر اسے اختصار میں سمویا جائے تو اسے ذاتی علم، عوامی علم اور روحانی علم کہا جاسکتا ہے ذاتی علم انسان سے متعلقہ معلومات کا مجموعہ ہے۔ انسان کو عرف عام میں کائنات صغیرہ کہا جاتا ہے۔ اس کی جسمانی بناوٹ وساخت میں ایسی احسن تقدیم ٹیکنالوجی کا استعمال ہوا ہے کہ جس میں مزید بہتری اصلاح اور ترقی کی تا قیامت گنجائش نہیں۔ اس کے حسی، نفسی اور قلبی نظاموں کی ضرورت اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ نظام کسی اور مخلوق کو میسر نہیں اور انہی کی بنا پر تمام مخلوقات ربانی سے زیادہ معزز، اشرف اور اعلیٰ قرار پاتا ہے اس سے متعلق علم حاصل کرنے سے انسان اپنے اندر پوشیدہ قوتوں، صلاحیتوں اور مخفی خزانوں کو بروئے کار لا کر عظیم ولازوال کامیابیوں سے ہم کنار ہو سکتا ہے اور اپنی تخلیق کو پورا کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

Marfat.com

انسان کے اردگرد کروڑوں اشیاء موجود ہیں انسان ان کو اپنی ضروریات پورا کرنے اور مختلف قسم کے فوائد حاصل کرنے کیلئے شب وروز زیر استعمال لاتا ہے۔ان کے بغیر انسان کو اپنی زندگی گزارنا ناممکن ہے۔ان چیزوں کی خصوصیات، اوصاف، بناوٹ وساخت، فوائد اور استعمال سے واقفیت اور متعلقہ علم رکھے بغیر ان سے بھرپور فائدہ حاصل کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے انسان کو ان کا مکمل علم رکھنا اس کے لئے مقام فرض اور لازمی امر ہے۔تسخیر کائنات چونکہ انسان کے اہداف میں شامل ہے۔اور ان تمام پر غور وفکر کرنا اور ان کے تخلیقی مقاصد سے آگاہی حاصل کرنا اس کے فرائض میں بھی شامل ہے۔ اس لئے اسے علم کے اس شعبہ میں مہارت پیدا کرنا ضروری ہے۔اس کے علاوہ انسانوں اور دوسری زندہ مخلوق کے نفسیاتی حقائق کو جان کر اپنی کامیابی کی راہ ہموار کرسکتا ہے۔اور اُسوۂ حسنہ ﷺ رسول عظیم کی پیروی کا شرف حاصل کرسکتا ہے۔

علم کی ایک اہم جہت روحانی یا ماورائی علم ہے۔اس علم سے مراد اللہ رب العزت کی پہنچان حاصل کرنا ہے۔اور اس ذات عظیم واکبر کی صفات حمیدہ، آیات مبین، حکمت لازوال، قوت عظمیٰ، علم کبیر اور خیر کثیر سے واقفیت پا کر اپنی تخلیق کے مقاصد سے آشنائی پانا ہے۔کرۂ ارضی پر ایک حقیقی اور اصلی اسلامی معاشرہ تشکیل دے کر انسانیت کو اپنی معراج پر پہنچانا اور دنیا اور آخرت کے لئے اپنے آپ کو معیاری بنانا ہے۔

رسول اکرم ومکرم ﷺ نے علم کی بدولت تھوڑے عرصہ میں اپنے تمام مقاصد حاصل کر لئے۔تمام اہداف پالئے اور اپنی امت کو ان پر عمل کرنے اور اُسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی کرنے کی ہدایت کر گئے اب ہمارا فرض اس اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرنا ہے۔

۹۔ صبر میرا لباس ہے۔

دنیاوی زندگی کو بغیر تکلیف کے گزارنا مشکل ہے اسی لئے دنیا کو مصیبت کا گھر کہا گیا ہے۔روزمرہ معمولات کے دوران قریباً ہر شخص کو ایسے مشکل اور تکلیف دہ امور سے واسطہ پڑتا رہتا ہے جو اس کے لئے ناقابل برداشت اور اجیرن بن جاتے ہیں۔ایسے حالات اسے پریشان کردیتے ہیں۔ان کی وجہ سے وہ گھبراہٹ کا شکار رہتا ہے۔افسردگی، پژمردگی، اس پر چھائی رہتی ہے اور وہ اکثر حواس باختہ رہتا ہے۔چڑچڑا پن اور غصہ اس کے رویوں میں شامل ہوجاتا ہے نتیجۃً وہ جھگڑالو بن جاتا ہے اور ہر وقت مایوس رہتا ہے۔اور ان کا فوری قابل قبول اور تسلی بخش حل نظر نہیں آتا۔اس صورت حال میں

Marfat.com

انتظار اور صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔ یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ زندگی میں ایسے حالت کئی بار واقع ہوتے ہیں۔

لباس انسان کیلئے ایک ایسی نعمت ربانی ہے کہ جو اسے بہت سی مشکلات اور طبیعی اور غیر طبیعی حالات میں محفوظ رکھتا ہے۔ یہ اسے شدید موسم یعنی گرمی، سردی وغیرہ سے بچانے کے علاوہ اسکی آرائش وتزئین کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اچھا لباس اسکی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے اس کی شخصیت کو نکھارتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے مقبول نظر بناتا ہے۔

صبر ناموافق حالات کو برداشت کرنے کا نام ہے۔ یہ رنج اور غم میں ہمت بندھاتا ہے دکھ و درد میں بھی حوصلہ قائم رکھتا ہے مشکلات میں رویوں کو اعتدال میں رکھتا ہے۔ خطرات و مصائب میں بھی غور و فکر اور منصوبہ بندی کو قائم رکھتا ہے اور اس طرح ایسے افراد کی شخصیت کی آرائش وتزئین کا سبب بنتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی تمام زندگی مصائب والم میں گزری آپ ﷺ نے کبھی حوصلہ نہیں ہارا۔ اور کبھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ اسی لئے آپ ﷺ کی زندگی کا اچھوتا انداز کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔

امت رسول ﷺ مقبول کو اُسوۂ حسنہ کے اس پہلو کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور اسے اپنی زندگی کا معمول بنانے سے گریز نہیں کرنا چاہیے اور جس طرح لباس انسان سے کبھی جدا نہیں ہوتا اسی طرح صبر کو بھی کبھی اپنے سے جدا کرنا مناسب نہیں۔

۱۰۔ رضا میرا مال غنیمت ہے۔

حق و باطل کی کشمکش میں ہونے والے مالی فوائد مال غنیمت میں شمار ہوتے ہیں۔ اس مال کو اپنی ملکیت میں لینا۔ رکھنا اور اسے استعمال کرنے کی اللہ تبارک تعالیٰ نے مسلمان مجاہدوں کو اجازت بخش رکھی ہے۔

کسی حکم، عمل، واقعہ پر کسی شخص، فرد، یا ہستی کا خوش اسلوبی سے رضامند ہونا اور اسے باعث خوشنودی سمجھنا یا قرار دینا رضا الٰہی ہی کہا جا سکتا ہے۔ یہ یعنی رضا ایک ایسی نعمت ربانی ہے کہ جس سے انسان کے کردار کی پختگی۔ اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین اعتماد توکل اور بھروسہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اس سے شیطان الرجیم کی وسوسہ انگیزی، فریب کاری اور تخریب کاری سے نجات ہو جانے کا اشارہ ملتا ہے۔ رضا الٰہی کا حاصل ہو جانا اللہ رب العزت کی ایک عنایت ہے کہ جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ دنیاوی حوالے سے اسے مال غنیمت کہا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

رضا الٰہی رسول اکرم و مکرمی ھادی عالم کی ساری زندگی کی اساس رہی مشکل ترین حالات میں بھی آپ ﷺ نے اپنی ساری زندگی اللہ کی رضا کے مطابق بسر فرمائی اور زندگی کے کسی لمحہ میں بھی اس سے انحراف نہ کیا۔ آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی یہ ایک ایسی روشن مثال ہے کہ جس کی پیروی کر کے اسلامی معاشرہ کی تشکیل نو ہو سکتی ہے۔ نئے خیالات و نظریات سے مسلح مسلمانوں کیلئے اس پر غور و فکر کرنا ضروری ہے۔

۱۱۔ عجز میرا فخر ہے۔

فخر کا لفظ بڑائی، کبریائی، بڑا پن، غرور، تکبر، ناز کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے مال و دولت کی فراوانی، جاگیروں کی زیادتی، مکانوں اور محلوں کی بہتات، کارخانوں کی افراط، اور نرینہ اولاد کی کثرت انسان کو مغرور اور متکبر بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں اور انسان کے اخلاق و کردار کو بگاڑ دیتے ہیں۔ متکبر انسان اپنے ہم جنسوں سے حقارت کرتے ہیں ان کو کم تر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ ان سے ان کا سلوک غیر انسانی ہوتا ہے۔ ان کے رویے غیر منصفانہ غیر مہذبانہ غیر اخلاقانہ اور تحکمانہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے رویوں کے بڑھنے سے اسلامی معاشرہ پراگندگی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور انسانیت اور اسلامیت فقدان اور انحطاط کا لباس اوڑھ لیتی ہے۔ اور دین اسلام کی نفی کا سبب بنتی ہے جو کسی صورت قابل قبول نہیں۔

رسول اکرم ﷺ کی جس زمانے میں دنیا میں تشریف آوری ہوئی وہ زمانہ تمام اور ہر قسم کی برائیوں کا مجموعہ تھا فخر و تفاخر اس وقت عروج پر تھا۔ جس کی وجہ سے غریب، مسکین، کمزور اور غلام انتہائی کمپرسی۔ غیر معیاری غیر انسانی اور غیر اخلاقی زندگی گزارنے پر مجبور و مقہور تھے۔ ان حالات میں عاجزی، انکساری اور خاکساری کو اختیار کر کے ان ظالموں اور مغروروں کا مقابلہ کرنا عقل و حکمت قرار پاتا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے عجز کا رویہ اپنا کر ان مغروروں کا قلیل عرصہ میں سر نیچا کر دیا اور ان کو اسلامی معاشرہ کا معزز رکن بنا دیا۔ رسول اعظم کے اسی رویے کو اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔

۱۲۔ زُہد میرا پیشہ ہے۔

ماہرین کا اعتقاد ہے کہ انسان مرکب ہے روح اور جسم کا ہر انسانی جزو کی بقا اور ترقی کیلئے مناسب غذا درکار ہے۔ جسم کی غذا کے لئے اللہ خالق کائنات نے زمین میں بے شمار غذائی مواد وافر مقدار میں مہیا کر رکھا ہے۔ جبکہ روحانی جزو

Marfat.com

کے لئے عبادات و وظائف کا نصاب مقرر کر رکھا ہے جس کے مطابق عمل پیرا ہو کر انسان اپنی تخلیق کے مقاصد پاتا ہے۔ اور اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی کو خوشگوار بنانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اور اپنی روزی کمانے کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے۔ اور اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے تگ و دو کرتا رہتا ہے۔ یہ عمل اس کے ساتھ آخر تک پیوست رہتا ہے۔

انسان کو اپنے روحانی حصہ کی ترقی۔ پاکیزگی اور طہارت کے لئے اسے اللہ رب العزت کے احکامات وقوانین اور ہدایات و تعلیمات کی پابندی اور اُسوۂ حسنہ رسول اعظم و مکرم کی پیروی کرنا لازمی ہے۔ زُہد جو پرہیز گاری اور تقویٰ کا مجموعہ ہے انسان کیلئے اسی طرح ضروری ہے کہ جس طرح کوئی پیشہ۔ اس لئے زُہد اور پیشہ لازم و ملزم اور ہم پلہ اور ضروری ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کی زندگی کے مقاصد انتہائی گہرائی اور وسعت کے حامل تھے آپ ﷺ نے ان کو حاصل کرنے کیلئے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں فرمایا آپ ﷺ دن کی روشنی میں اپنی بعثت کے مقاصد کو پورا کرنے کیلئے دوڑ دھوپ اور محنت فرماتے اور رات کی تاریکی میں اپنے آقا و مالک کے حضور پیش ہوتے اور اپنے زُہد کو کمال تک پہنچانے کے لئے اللہ سے براہ راست قربت حاصل کرتے۔ یہ پاکیزہ عمل بھی آپ کے اُسوۂ حسنہ کا لازمی جزو ہے۔

۱۳۔ یقین میری قوت ہے۔

قوت، طاقت یا زور ایک ایسا ہتھیار ہے کہ جس کی مدد سے مشکل ترین مراحل، اہم مقاصد، لازمی اہداف، حریف قوتوں اور مشکلات و تکالیف پر قابو پایا جاتا ہے۔

قوت کا استعمال اتنی دیر تک کارگر نہیں ہو سکتا کہ جتنی دیر تک مقصد کی سچائی، اور اس کے درست استعمال پر پختہ یقین نہ ہو پختہ یقین ہی قوت کو زندگی بخشتا ہے۔ اسے قوت مہیا کرتا ہے۔ اسے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرتا ہے۔ عزم و ہمت پیدا کرتا ہے صبر و استقامت کو دوام بخشتا ہے۔ قربانی دینے کی ہمت دیتا ہے۔ برائی کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ معاشرے کی صفائی میں مدد دیتا ہے۔ اور قوم کی موت کو متحرک زندگی عنایت کرتا ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہمہ گیر اور عالمگیر تھا اس کی تکمیل پختہ یقین کی قوت کے بغیر ممکن نہ تھی۔اقوام عالم گواہ ہیں کہ آپ ﷺ کی اپنے مقصد کے حصول جیسی کوئی اور مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔امت مسلمہ کو نئی زندگی دینے کیلئے پختہ یقین کی قوت کو استعمال کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

۱۴۔ صدق میرا حامی و سفارشی ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی تحریک کا آغاز تن تنہا کیا۔آپ ﷺ کی تحریک کو کچلنے کے لئے کفر وشرک کی تمام خباثتیں ہم رکاب ہوگئیں۔اور تکالیف ومشکلات اور مصائب وآلام کے کوہ گراں آپ ﷺ پر انڈیل دیئے گئے۔اور آپ ﷺ کی راہیں محدود و مسدود کرنے کی کوشش کی گئی۔آپ ﷺ کی تحریک چونکہ سچائی پر مبنی تھی اس لئے کامیابی نصیب ہوئی۔

صدق سچ، راستی اور خلوص کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اسے قول وفعل اور زبان وقلب کی ہم آہنگی کے لئے بھی زیر استعمال لایا جاتا ہے۔صدق یعنی سچائی انسان میں حوصلہ پیدا کرتا ہے۔اسے دلیر و بہادر بناتا ہے اور برائی کا مقابلہ کرنے اور اس کا قلع قمع کرنے کی ہمت وجرات مہیا کرتا ہے۔صدق جب انسان کے جسم وجان میں رچ بس جائے تو وہ اس کا ہمدرد ساتھی کا روپ اختیار کر کے اسے کامیاب وکامران بناتا ہے۔

رسول اعظم ومکرم اور صدق ہمیشہ ہم آہنگ رہے بعثت سے قبل بھی آپ ﷺ کفر وشرک کے ذلیل ترین گڑھ میں امین اور صادق کے پاک ناموں سے یاد کئے جاتے۔اسی سچائی نے آپ ﷺ کو معزز، قابل اعتماد اور محترم بنا رکھا تھا۔اسی سچائی نے کافروں اور مشرکوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنا رکھی تھی۔حالانکہ وہ اپنی زبانوں پر آپ ﷺ کا نام لانا گوارہ نہ کرتے تھے۔آپ ﷺ کے اس عمل یعنی اُسوۂ حسنہ نے آپؐ کو جس کی تقلید کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے کامیابی سے ہمکنار کیا۔مسلمانوں کے لئے یہ راہنما اصول ومثال ہے۔

۱۵۔ طاعت میری کفایت کرنے والی ہے۔

کسی برتر واعلیٰ ہستی سے فائدہ اٹھانا۔اسکی خوشنودی حاصل کرنا۔اس کی حفاظت میں آنا۔اسی کی عنایت و نوازش کا مستحق ہونا اس کی نعمتوں کا سزاوار ہونا اور اس کا دوست ہونا اور کہلانا صرف اور صرف اس کی فرماں برداری اور بندگی سے عبارت ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر یا اس کی ہم پلہ کوئی اور ہستی موجود نہیں اور اس کا سہارا سب سے بڑا سہارا ہے قابل اعتماد ہے۔ قابل اعتبار ہے، مضبوط ہے۔ طاقتور اور قوی ہے۔ طاعت صرف اور صرف اللہ رب العالمین کے لئے واجب ہے اسی کی عبادت فرض ہے اسی کی فرماں برداری میں زندگی گزارنا جائز ہے۔ اسی سے طلب کرنا اور اسی سے مدعا بیان کرنا اور دعا کرنا اس کی بندگی ہے۔

رسول اعظم ومکرم ﷺ کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی طاعت میں گزری اور آپ ﷺ نے اس کی فرماں برداری اور بے مطلب بے ریا اور خالص بندگی میں صرف کی اور اللہ تعالیٰ نے ہر طرح آپ کی کفایت کی اور مدد کی۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے نہ تو کبھی ناراض ہوا اور نہ ہی چھوڑا۔ آپ ﷺ کی تمام کامیابیاں۔ کامرانیاں اسی طاعت کا سبب ہیں۔ آپ ﷺ کی عزت، آپ ﷺ کی تقدیس، آپ ﷺ کی ناموری، آپ ﷺ کی شہرت، آپ ﷺ کا عجز، آپ ﷺ کا شرف اور آپ ﷺ کا اعلیٰ و بلند مقام اسی طاعت کے طفیل ہے۔

آپ ﷺ کی امت کو آپ ﷺ کے اس اُسوۂ حسنہ کی افادیت پر غور وخوص کرنا چاہیے۔ موجودہ انحطاط پذیر ماحول کو اسلامی روایات کے مطابق بحال کرنے کی کوشش کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاسکے اور اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی خوشگوار اور خوش حال بنائی جاسکے۔

۱۶۔ جہاد میرا خلق ہے۔

برائی کے خلاف جدوجہد جہاد ہے اس جدوجہد کی خصلت اور عادت خلق ہے۔ اہل نظر اور اہل بصیرت نے جہاد کی گہرائی اور وسعت جاننے کے لئے اس کی تین جہتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول، نفس امارّہ کی سرکشی سے نجات، دوم: شیطان مردود کی وسوسہ انگیزی، تخریب کاری، فریب کاری اور سازشوں کا تدارک اور سوم، دین اسلام کے دشمنوں کو راہ راست پر لانے کے لئے تگ ودو اور ان کے منفی اثرات کا قلع قمع۔

یہ ایسی مہمیں ہیں کہ جن کو سر کرنے کے لئے استقلال کے ساتھ محنت، ہمت اور کوشش درکار ہے۔ اس میں کامیابی کی پہلی سیڑھی کے لئے انسان کی باطنی پاکیزگی اور طہارت اور ظاہری صفائی کا ہونا ضروری ہے۔ نفس امارّہ کی خواہشات کو محدود اور مسدود کرنے میں اگر کامیابی ہوسکے تو شیطانی ہوس تخریب کاری اور اس کی منفی منصوبہ بندی کو روکنے

Marfat.com

میں مددمل سکتی ہے۔ان مراحل کو کامیابی سے سر کرنے کے بعد اللہ کی زمین پر اللہ کی حکمرانی قائم کرنے کے اہم مراحل کا آغاز ہوتا ہے۔جس کے لئے سوچ، وقت، مال اور جان کی قربانی لازمی ہے۔

یہ ایسے جان جوکھوں، اور مشکل کام ہیں کہ انہیں تسلسل کے ساتھ جاری رکھنا اشد ضروری ہے اور اس تگ ودو کو اپنی جان سے ایک لمحہ بھی جدا کرنا ممکن نہیں۔اور اسے اپنی عادت بنالینا ہی کامیابی کے لئے ضروری ہے اور یہی خلق ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی پر سطحی نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے انتہائی برائی کے ماحول میں رہتے ہوئے بھی کبھی برائی کو قبول نہیں کیا اور نہ ہی برائی وفحاشی کو اپنے قریب پھٹکنے دیا بلکہ اس کے تدارک کے لئے مسلسل اور انتھک محنت وہمت کو اپنی عادت بنائے رکھا۔کامیابی کی یہ روایت پوری دنیا کے سامنے ہے آپ ﷺ کا یہ اسوہ حسنہ امت مسلمہ کا سرمایہ ہے جسے ضائع نہیں ہونا چاہیے۔

۱۷۔ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

آسودگی، سکون، اطمینان، فرحت، تازگی، تسلی، خوشی اور مسرت جیسی تمام کیفیتیں ”ٹھنڈک کے لفظ میں سموئی ہوئی ہیں۔ان کی موجودگی میں انسان لطف اور مزہ کی ایسی حالت سے آشنا ہوتا ہے کہ جس کا لفظوں میں اظہار کافی مشکل ہے۔

چونکہ تمام خوش کن، فرحت بخش، نفیس، جمیل، اور حسین وخوبصورت اشیاء یا نظاروں کی تراوٹ آنکھوں کے ذریعے دل ودماغ کو منتقل ہوتی ہے اس لئے اس کیفیت کو آنکھوں کی ٹھنڈک سے تعبیر کیا گیا ہے جو رسول اللہ کو ہر وقت نصیب ہوتی رہتی ہے الصلوٰۃ یا نماز انسان کا اس کے خالق ومالک اللہ تعالیٰ سے براہ راست رابطے کا نام ہے۔جس وقت اپنے گرد وپیش کو بھول کر اور دل ودماغ اور ذہن وقلب سے سب کچھ فراموش کر کے خضوع خشوع سے اپنے آپ کو اللہ کے حضور پیش کرتا ہے تو اسے جو الفت ومحبت کا سرور ملتا ہے وہی نماز کی چاسنی ہے اور یہی نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

مالک کون ومکاں سے دلی استدعا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام امتیوں کو یہ نعمت نصیب کرے۔آمین۔

آپ ﷺ کے اخلاق اور اُسوۂ حسنہ کا احاطہ کسی بشر کے بس میں نہیں۔البتہ قرآن حکیم ومجید آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کو اجاگر کرنے کا بہترین اور موثر ترین ذریعہ ہے۔قرآن کی تلاوت سے اُسوۂ حسنہ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی

Marfat.com

گئی ہے اور اس کے تمام اجزاء کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی تفصیلات جاننے کی خاطر بعض صحابہ کرامؓ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا۔ تو آپ ﷺ نے جواباً پوچھا۔ کہ کیا آپ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپؓ نے فرمایا کہ یہی تو آپ ﷺ کا اُسوۂ حسنہ یا خلق ہے۔

آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی یا تقلید کرنے یعنی ان کے مطابق زندگی کرنے کی تلقین قرآن پاک میں بار بار کی گئی ہے لہٰذا تمام لوگوں کے اپنے فائدہ میں ہے کہ وہ باقاعدگی سے بغور تلاوت قرآن حکیم کو اپنا شعار بنالیں اور قرآن اور سنت رسول سے فیض حاصل کرتے ہوئے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کا عادی بنالیں۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ اس طرح ہے۔

۱) "[پیارے نبی ﷺ!] لوگوں پر واضح کردو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے تو میری پیروی کرو یا میرے نقش قدم پر چلو' اللہ تم سے محبت کرے گا۔اور تمہارے قصور معاف کردے گا اور اللہ تو ہے ہی بخشنے اور حفاظت کرنے والا۔بے حد ترس کھانے اور رحمت ارزانی کرنے والا" "[لوگوں سے ناصحانہ طور پر] کہیے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو؛ اگر وہ روگردانی کریں یا نہ مانیں ' تو یاد رکھیں کہ ان منکروں سے اللہ بھی محبت نہیں کرتا"

[آل عمران ۳ آیات ۳۱' ۳۲]

مزید تلقین اس طرح فرمائی گئی۔

"اور اللہ کی فرماں برداری کرو اور اس کے رسول کی بھی' آپ ﷺ کی سنت حسنہ کی پیروی کرو تاکہ تم دینوی و اُخروی حسنہ سے نوازے جاؤ"

[آل عمران ۳ آیت ۱۳۲]

پھر کہا گیا۔

"دیکھو![اے مسلمانو!] اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کے نظام قائم کرو؛

Marfat.com

نیز[اللہ تعالیٰ کے] رسول کی اطاعت یا پیروی کرو تا کہ تمہیں رحم و
کرم سے نوازا جائے"

[النور۲۶ آیت ۵۶]

اے کائنات کے مالک۔اے مخلوقات کو پیدا کرنے والے خالق۔اوران کوان کی ضرورت کے مطابق رزق عطا کرنے والے رازق رب العالمین ہمیں اپنے احکام اوراسوہ حسنہ رسول عظیم کی پیروی میں زندگی کرنیکی توفیق عطافرمااور ہمیں دنیااورآخرت میں سکھی رکھ۔آمین۔

"انہیں افراد نسل انسانی میں وہ[خوش نصیب اہل آرزو و خشیت]
بھی ہیں جو یہ دعا مانگتے رہتے ہیں!' اے ہمارے پروردگار و مالک! ہمیں
دنیا میں بھی حسنہ[یعنی اپنی رحمت و مغفرت اور ہر طمانیت بخش و
مسرت انگیز نعمت] عطا فرما اور دوسرے جہاں میں بھی ہمیں
حسنہ[یعنی جنت قرة العین اوراس کی ہر سرور انگیز نعمت] سے
نوازنا؛ اورہمیں [دنیا میں آتش خوف و حزن اور آخرت میں] آتش
جہنم کی اذیتوں سے محفوظ رکھنا"

[البقرہ۲ آیت ۲۰۱]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

19

یاد اللہ کی (ذکر)

اللہ تعالیٰ کی ذات مبارک و بے مثال اپنے بندوں سے پردہ میں ہے۔ لیکن بندوں پر اپنی نوازشوں، کرم نوازیوں، لاتعداد نعمتوں اور ظاہری اور باطنی اوصاف حسنہ کی بنا پر ان کے دل ودماغ میں روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ لوگوں کی کوتاہ بینی یہ ہے کہ وہ اپنے نفس امارہ اور طاقتور اور مضبوط گروہ شیطان کی سازشوں، وسوسہ انگیزیوں، تخریب کاریوں اور دلفریبیوں نے ان کو اللہ کی یاد بھلا رکھی ہے۔ اور اس طرح ایک رحم و کرم اور محبت و الفت رکھنے والی ہستی سے بندے اپنے تعلقات کمزور کر بیٹھے ہیں۔ اور اپنی غفلتوں، نافرمانیوں وعدہ خلافیوں اور حکم عدولیوں کے سبب تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ ایسے اللہ تعالیٰ کو بھولے ہوئے بندوں کے بارے قرآن پاک وحمید اس طرح اشارہ کر رہا ہے۔

"....اور قیامت کے روز اللہ نہ تو ان سے کلام کرے گا اور نہ تو ان کی طرف نظر[التفات] ہی کرے گا اور نہ ان کا تزکیہ' یعنی ان کی قلبی بیماریوں کا علاج ہی کرے گا۔ ان کے لئے ان کے اعمال سوۂ کا ثمرہ ہوگا: اذیت ناک عذاب' یعنی آتش حسرت و یاس اور آتش جہنم کی اذیتیں

Marfat.com

ہوں گی"

[آل عمران ۳ آیت ۷۷ جز و]

اللہ تعالیٰ تو سراپہ عفو درگزر جود و کرم اور محبت و رحمت ہے اسی لئے تو اس نے اپنے بندوں کو شیطانی شکنجہ سے آزاد کرانے کی خاطر اپنے لاکھوں نبیوں اور رسولوں کو مقرر فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی معزز اور برگزیدہ ہستیاں اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے دوران بندوں کا تزکیہ کرنے میں بھی مصروف رہیں اس جگہ دل و دماغ کا یہ استفسار ہوسکتا ہے کہ آخر تزکیہ کیا ہے۔ اور اس کی اتنی اہمیت کیوں ہے؟

انسانی دل و دماغ اور جسم و جان میں حزب الشیطان کے پھیلائے ہوئے میل کچیل، گندمند، روڑا کوڑا کی صفائی تزکیہ کہلاتا ہے۔ اس کا مقصد انسان کو اسفل السافلین یعنی پست ترین حالت سے نکال کر اعلیٰ اور بلند ترین جگہ یعنی انسانیت کے عوج ثریا تک پہنچانا ہے۔ چونکہ انسان کا مقصد حیات اللہ رب العزت خالق کائنات کی قربت ہے۔ اُس کی خوشنودی کا حصول ہے۔ اور قرۃ العین یعنی جنت کی ابدی زندگی بسر کرنے کی تمنا و آرزو ہے جس کیلئے اسے اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکام کی پابندی اور اس کی تعلیمات و ہدایات کی پیروی کرنا لازمی ہوجاتا ہے۔ علاوہ رسول اکرم و مکرم کی سیرت طیبہ اور سنت حسنہ پر عمل پیہم اور قرآن مقدس کی تعلیم و حکمت اور غور و تدبر بھی اہم اور ضروری ہے۔ اس امر کی ابتدا خلق انسانی کی شفافیت سے ہوتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ عدل و احسان اور خیر و حسنہ کا خوگر ہوجاتا ہے۔ صبر و توکل اور ایثار و قربانی اس کا عقیدہ بن جاتا ہے۔ حلم و عفو اور محبت و رحمت اس کی عادت بن جاتی ہے۔ ہمدردی و غمگساری اور جود و سخا اس کی آرزو بن جاتی ہے۔ تزکیہ کے باعث انسان اعمال سوء یعنی فحشاء و منکر۔ حسد و بغض، بخل و انتقام، تکبر و غرور، جنگ و جدل، قتل و غارت، عصبیت و نفرت، منافقت و ریاکاری، چوری چکاری، جنسی فحاشی اور قول و فعل کے تضاد اور غصہ کی تپش سے نجات حاصل کرسکتا ہے انسانی حسن خلق اسے اولیاء اللہ کی راہ پر گامزن کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔

موجودہ انسانی سوچ و فکر اور اس کے اعمال و افعال کا اگر مندرجات قرآن و سنت کی روشنی اور مطابقت سے جائزہ لیا جائے تو وہ دین اسلام کے لحاظ سے مردہ قرار پائے۔ اسے زندہ کرنے یا اس کی زندگی بحال کرنے کی خاطر اسے تزکیہ کے عمل سے گزارنا لازمی ہوجاتا ہے تا کہ اسے اللہ رب العزت کی قربت کی تمنا پیدا ہوجائے۔ رسول اعظم و اکبر و آخر

Marfat.com

کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کا شوق عود کر آئے اور قرآن حکیم و مجید۔ فرقان الحمید کے تحت زندگی کرنے کا شعور آجائے اور ہر فرد انسانی کا تزکیہ اُبھر کر اور پھیل کر معاشرہ کا احاطہ کرے۔ اور تمام انسانیت اس سے سیراب ہوجائے اور قرآن و سنت کا نظام بحال ہوسکے۔ کیونکہ علم و حکمت کی اجارہ داری تزکیہ کی مرہون منت سے ہی ہے۔

قرآن مجید میں مختلف زاویوں سے تزکیہ کا ذکر ہے جس کے متعلق چند آیات مقدسہ کو درج کیا گیا ہے۔

''[سیدنا حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا مانگی تھی] : یارب ! ان[اہل مکہ] میں انہیں میں سے ایک رسول اُٹھا کھڑا کرنا جو ان کو تیری آیات کا درس دے۔ تا کہ وہ ان میں تفکر بالعمل کریں۔ اور ان کو الکتاب [جو علم و حکمت اور ہدایت کا سرچشمہ ہوتی ہے] کے علوم و فنون اور اوامر و نواہی وغیرہم کی تعلیم دے؛ ان کو وقت کے تقاضوں [اور اسوہ رسول ﷺ] کے مطابق حیات طیبہ بسر کرنے کے حکیمانہ اصول سکھائے؛ اور ان کے دل و دماغ کی تطہیر و تصعید کرے اور ان کے قوائے مضمرہ کو قوت سے فعل میں لائے اور ان کے اخلاق کی تہذیب و تحسین کرے۔ بلاشبہ تو جلیل و مقتدر۔ دانائے کل بھی ہے اور حکمت کار و حکمت آموز بھی''

[البقرہ۲ آیت۱۲۹]

دعا حضرت ابراہیمؑ کی قبولیت پر فرمایا گیا کہ

''چنانچہ اسی طرح اپنی نعمت یعنی اپنے نظام حیات کلی کی تکمیل کیلئے ہم نے تمہی میں سے تم میں اپنا[آخری] رسول بھیجا ہے۔ وہ تمہیں ہماری آیات[تاریخ کے اہم واقعات ' جغرافیائی و سائنسی تغیرات' مذہبی ، اخلاقی سیاسی' عمرانی ' تہذیبی اور علمی و فنی انقلابات کے عوامل و نتائج] کا درس دیتا ہے۔ تا کہ ان میں تفکر بالحق کرو؟ اور تمہارا تزکیہ کرتا[یعنی تمہارے قلب دل و دماغ] کی تطہیر و تصعید اور اخلاق کی تہذیب و تحسین کرتا۔ نیز تمہارے قوائے مضمرہ

Marfat.com

کو قوۃ سے فعل و فنون اوامر و نواہی اور معارف و حقائق کی تعلیم دیتا ہے۔ اور حکمت سکھاتا ہے۔ یعنی قرآن حکیم کی ہدایت و تعلیمات کے مطابق دانشمندانہ طور پر حیات طیبہ بسر کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے۔ نیز تمہیں وہ علوم و فنون سکھاتا ہے' جن سے تم پہلے ناآشنا تھے"

[البقرہ۲ آیت۱۵۱]

اس حوالے سے مزید روشنی اس طرح ڈالی گئی ہے۔

"اللہ نے مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کہ اس نے ان کے ہم نفسوں ہی میں سے اپنا پیغمبر[اعظم و آخر ﷺ] مبعوث کیا۔ یعنی ان کیلئے بھیجا۔ [آپ کے فرائض بحثیت معلم و مربی یہ ہیں]۔ اول آپ ان پر اللہ کی آیات کا درس دیتے ہیں۔ دوسرے' آپ ان کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی ان کے نفسیاتی یا قلبی امراض کا علاج کرتے' ان کے اخلاق کی تہذیب و تحسین کرتے اور ان کو غور کے کانوں سے سننا عبرت کی نظروں سے دیکھنا اور حکیمانہ انداز میں سوچنے اور عقل سلیم سے کام لینا سکھاتے ہیں' نیز ان کو اپنے باطنی قوٰی کو قوۃ سے فعل میں لانے کی تربیت دیتے ہیں"

[آل عمران۳ آیت۱۶۴ جزو]

اسی مضمون کو سورۃ جمعہ ۶۲ آیت ۲ میں بھی دوہرایا گیا ہے۔ تاکہ یادداشت تازہ ہوجائے اور عمل میں پختگی اور تسلسل قائم رہے۔

تزکیہ پر درج ذیل آیت کریمہ کے ذریعے عملی اقدام کی نشان دہی کی گئی ہے۔

"ان کے مال و منال میں سے صدقہ یعنی زکوٰۃ [قانوناً]وصول کرو [کہ یہ حکم الہٰی ہے] اور اس مال و منال کے ذریعے اُن [کے دل و دماغ اور اخلاق و کردار] کی تطہیر کرنے اور ان کو شوونما دینے کا اہتمام کرو، نیز اُن کو دُعائیں دو۔ اس لیے کہ آپ کی دُعا ان کے لئے موجبِ تسکین (Solace)

Marfat.com

ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ تو ہے ہی سب کچھ سُننے والا۔ سب کچھ جاننے والا۔"

[التوبہ ۹ آیت ۱۰۳]

ان آیات کریمہ نے نفسِ انسانی، نسلِ انسانی خاص طور پر عوام الناس اور اقوامِ عالم کو حقیقی زندگی کا شعور اُجاگر کرنے اور اپنی تخلیق کے مقاصد کو واضع کرنے اور حیاتِ طیبہ گزارنے کا طریقہ بتایا ہے۔

تزکیہ قلب کے بعد انسان کی اللہ تعالیٰ کے لئے چاہت میں اضافہ ہونا ایک فطرتی عمل ہے۔ اللہ کی طلب اور اس تک رسائی حاصل کرنا اس کا مقصد حیات بننا یقینی ہو جاتا ہے۔ اللہ کی تمنا اس کی زندگی کا حسن قرار پا جاتا ہے اور اس طرح اللہ کی یاد یعنی ذکر اللہ اس کی سوچ وفکر اور دل و دماغ میں سما جانا ہی اسے تسکین واطمینان بخشتا ہے۔

"جو لوگ ایمان لائے ہیں' یعنی اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکام کو تسلیم بالقین کرکے اس کے نظام حیات کلی میں داخل ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکام اور تعلیمات کے ذکر و اذکار سے ان کے دل و دماغ کو امانیت و سکینت ملتی ہے یادرکھو! اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دل و دماغ اطمینان و سکون پاتے ہیں"

[الرعد ۱۳ آیت ۲۸]

حیاتِ طیبہ کا حسن "یقین محکم" سے وابستہ ہے۔ کیونکہ جو انسان اس نعمت سے محروم ہوگا اس کا ذہن متذبذب رہے گا۔ شک وشبہ کا شکار رہے گا۔ ایمان کی قوت اور پختگی سے پردہ میں رہے گا اور خالق کائنات کی ذات مبارک اور اس کی ابدی نوازشوں اور نعمتوں کی افادیت کا قابل نہ رہے گا نتیجۂ اطمینان قلب، ایمان محکم، قربت الٰہی اور عمل حسنہ سے بیگانہ ہونے کے سبب شیطانی وسوسہ انگیزی، فریب کاری، دھوکہ دہی کی گرفت میں آنے سے دلی سکون وتسکین سے محروم ہو جائے گے۔

قول وفعل کا تضاد اطمینان قلب کا ازلی دشمن ہے روزمرہ کے باہمی روابط میں یہ تضاد کھل کر سامنے آجاتا ہے جس سے باہمی اعتماد اور اعتبار شک وشبہ کا شکار ہو جاتا ہے جس سے متضاد شخصیت کا حامل شخص اطمینان قلب سے محروم

Marfat.com

ہو جاتا ہے اگر اس طرز عمل پر قابو نہ پایا جا سکے تو اس سے ذہنی اور قلبی سکون تباہ و برباد ہونے کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

رزق حلال کا فقدان اطمینان قلب سے محرومی کا ایک اور سبب ہے رزق حرام کا ہر لقمہ حرام خون اور حرام گوشت کی پیدائش کا باعث بنتا ہے۔ جو فاسد سوچ و فکر کو جنم دیتا ہے۔ جس سے اعمال صالح متاثر ہوتے ہیں اور اس طرح انسان کا مستقبل داؤ پر لگ جاتا ہے اور اخروی زندگی کا مشکوک ہونا لازمی ہے۔

بدصورت طرزِ کلام باہمی نفرت کو ہوا دیتا ہے۔ باہمی عداوت کو جنم دیتا ہے۔ جس سے فساد اور فتنہ انگریزی کو تقویت ملتی ہے۔ اور انسانی ذہن اس سے متاثر ہو کر نفسائی امراض کا شکار ہو کر اطمینان قلب سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ حسن کلام کو پسند فرماتا ہے۔

حرص اور حسد بھی اطمینان قلب کو سلب کرنے کا بڑا ذریعہ ہیں۔ حرص خواہ مال و دولت کی ہو۔ محلوں اور بڑی شاندار عمارتوں کی ہو۔ بیویوں اور اولاد کی ہو۔ جاہ و جلال اور اقتدار کی ہو۔ انسان کو بے چین رکھتا ہے جس سے اطمینانِ قلب اور تسکینِ جسم و روح غائب ہو جانا لازمی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حسد بھی ایک مہلک بیماری ہے جو انسانی شخصیت کو داغدار کر دیتی ہے اور انسان حسد کی آگ میں جلتے جلتے اپنے آپ کو بھسم کر لیتا ہے اور اطمینانِ قلب و روح سے ہاتھ دھو لیتا ہے۔

انسانی زندگی کا حسن اطمینان قلب اور ذہنی سکون سے وابستہ ہے جس کے لئے اعمال قبیح سے نفرت اور ان کے تدارک کی ضرورت ہے اور اعمال حسنہ کو اپنا کر روزمرہ کے معمولات کو خوب صورت بنانے کی ضرورت ہے جس کا بہترین اور موثر علاج اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اسکی یاد زندگی کو حسین، خوبصورت اور مطمئن بنانے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ قرآن پاک کی متعدد آیات کریمہ کی وساطت سے اللہ کے ذکر اور اس کی یاد کرنے کے طریقہ کار کی وضاحت کی گئی ہے۔ اور رہنمائی بھی کی گئی ہے۔

> "کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے پاس "ذکر" یعنی حقائق زندگی کی یاد دھانی کرنے والا نوشتہ تمہارے پروردگار و آقا کی طرف سے ایک ایسے شخص [Mortal] کے ذریعے آیا ہے جو تمہیں میں سے ہے۔

Marfat.com

یعنی تمہارا ہم نفس ہے تا کہ تمہیں[قدرت کے قانون مکافات عمل[Law of Retribution] سے متنبہ کرے۔ اور اس کے نتیجے میں تم تقوٰی کروُ یعنی تم میں جنت کو جانے والی راہ راست کی آرزو زندہ و فعال ہو جائے اور تم رحم و کرم کیا جائے"

[الاعراف ۷ آیت ۶۳]

اس حوالے سے مزید فرمایا گیا۔

"[یہ چراغ قرآن] ان گھروں میں [روشن رہتا ' یعنی کثرت سے پڑھا جاتاہے] جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم و توقیر کی جائے اورا ن میں اس کے احکام و تعلیمات کو یاد کیا جائے: نیز جن میں وہ لوگ صبح و شام کے اوقات میں اس کی تقدیس و تنزیہ کرتے رہتے ہیں"

"ان لوگوں کو نہ تو تجارت[Merchandise] اور نہ خرید و فروخت[Buying and selling] ہی اللہ کے ذکر یعنی قرآن مجید کی تلاوت سے اور نہ نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ قائم کرنے سے غافل کرنی ہے۔ لیکن وہ اس روز[قیامت] سے خوف بداماں رہتے ہیں' جس میں کلیجا منہ کو آنے لگے گا۔ اور دیدے پتھرا جائیں گے"

[النور ۲۴ آیات ۳۶' ۳۷]

دنیاوی مشاغل کو جاری رکھتے ہوئے اور روزمرہ کے معمولات زندگی کی ادائیگی کے دوران بھی اللہ تعالیٰ کی یاد حسنہ اوراس کے ذکر کو جاری رکھنا بھی ہر فرد کی دنیاوی زندگی کا ایک لازمی حصہ قرار پاتا ہے جسے نظرانداز کرنا بندہ خدا کا اپنے خالق ورب العالمین کی نافرمانی میں شمار کیا جاسکتا ہے جو اللہ کے بندہ کے لئے دنیاوی اوراخروی زندگی میں نقصان کا باعث ہوسکتا ہے اسی لئے مسلمان کو آگاہ بھی کیا جارہاہے اور حکم بھی دیا جارہا ہے کہ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکراوراس کی یاد سے اپنے آپ کو آراستہ رکھے۔

Marfat.com

فرمایا گیا ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن صلوٰۃ کیلئے آواز دی جائے [یا بلایا جائے] تو اللہ کے ذکر یعنی قیام صلوٰۃ کے لئے لپک کر جاؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تمہیں علم ہو تو یہ [انفرادی اور اجتماعی طور پر] تمہارے لئے موجب خیرو برکت ہے"

"پھر جب [جمعتہ المبارک کی] صلوٰۃ ادا ہوجائے تو [بیکار بیٹھے نہ رہو' بلکہ] زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے ذوق کی طلب و جستجو کرو [اور اس کے ساتھ] اللہ [کی صفات] کو بہت زیادہ یاد کرو اور ان کی تشہیر کرو تاکہ تم دینوی و اخروی حسنہ پاؤ"

[الجمعہ ۶۲ آیات ۹' ۱۰]

اللہ تعالیٰ کی یاد وذکر سے غافل رہنا خاص طور پر ایمان لانے والوں کے لئے صریحاً نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے اس لئے ہر مومن کو اس غفلت سے اجتناب کرنا ہی فائدہ مند ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد وذکر کی اہمیت کا اندازہ اس حکم ربانی سے لگایا جاسکتا ہے جو رسول اکرم ومکرم کی ذات اقدس ومقدس اور اعظم و آخر صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گذار کیا جارہا ہے۔

"لہٰذا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کام ختم کر کے فارغ ہوجائیں تو دوسرے کام میں تندہی کے ساتھ لگ جائیں [فارغ یا بیکار نہ رہیں]"

"اور [ہمہ وقت] اپنے رب [کے قرب و رضوان] کی طلب و جستجو میں رہیں۔"

[الم نشرح ۹۴ آیات ۷' ۸]

اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ایک اور خوبصورت انداز میں مندرجہ ذیل آیت مقدسہ کے ذریعے کیا گیا ہے کہ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں وقف ہونا ہی مسلمان کی زندگی کو معتبر، حسین اور خوبصورت بنانا ہے۔

"اور جب تم صلوٰۃ ادا کرچکو تو کھڑے' بیٹھے اور کروٹوں یا پہلوؤں کے

Marfat.com

بل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو، یعنی اس کے قوانین و احکام اور تعلیمات میں غوروفکر کرنے کواپنا شعار بنا لو....''

[النساء۴ آیت ۱۰۳ جزو]

بنی نوع انسان جواپنی دنیاوی زندگی بسر کرنے کے راہنما اصولوں اور طریقوں کا ماخذ رسول اعظم و آخر کی زندگی کا ایک ایک لمحہ۔ایک ایک ساعت نمونہ ومثال قرار دیا جاچکا ہے اوراس کی پیروی کرنا اوراس کے مطابق زندگی کرنا لازمی اوراہم ترین حکم کا درجہ رکھتا ہے۔لیکن رسول کریم کی زندگی کی پیروی میں زندگی گزار کرصرف وہی لوگ بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں اوراپنی دنیاوی واخروی زندگی کو پاکیزہ اور مطہر بنا سکتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں کہ جیسا کہ درج ذیل آیت قرآن عظیم میں یاددھانی کرائی گئی ہے۔

''[اصل یہ ہے کہ اے بنی نوع انسان!] تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ[کی سیرت (Career) سنت حسنہ] میں [حیات طیبہ بسر کرنے کا] مثالی و حسین نمونہ ہے' ہر اس شخص کیلئے جو اللہ [اپنے اِلٰہ و رب کی بقاء و حضوری ' قرب و رضوان اور جنت] اور یوم آخر[روز جزا و سزا یا نشاۃ ثانیہ] کی توقع و امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ [اپنے معروض حسن و عشق اور پروردگار و مالک] کو یاد کرتا ہے اور اس کے احکام اور اوامر و نواہی کے اظہار و ابلاغ[Expression and communication] کے لئے پوری دلجمی سے سرگرم عمل رہتا ہے''

[الاحزاب۳۳ آیت ۲۱]

اللہ تعالیٰ کی یادحسنہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل آیت کے ذریعے ایک اور حکم کا مشاہدہ بالحق کیا جاسکتا ہے۔

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو' اللہ کا ذکر کیا کرو۔ اور کثرت کے ساتھ کیا کرو''

[الاحزاب۳۳ آیت ۴۱]

اللہ رب العزت کا ارشادگرامی ہے کہ:

Marfat.com

"لہٰذا تم میرا ذکر کرو' یعنی تم میری نعمتوں کا اظہار و ابلاغ کرو' مثلاً میرے دین اسلام یا میرے کل حیات انسانی کے نظام کے مادی و معنوی یا دینوی و اخروی فوائد کی تشہیر جمیل کرو' نیز قرآن کے علوم و فنون' قوانین و احکام اور تعلیمات کا اظہار و ابلاغ یا چرچا بھی کرو اورا ن کے مطابق زندگی بھی کرو۔ ماسبق آیہ بصیرت افروز کے حوالے سے اس کا مطلب یہ بھی ہے۔ کہ قرآن حکیم کا نظام تعلیم ہر لحاظ سے احسن و اکمل ہے اس کو قائم کرو اور احسن طریقہ سے چلاؤ اور دوسری اقوام کو ایسا کرنے کی ترغیب دو اور اس کے لئے کل ذرائع ابلاغ استعمال کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمہیں دوسری اقوام پر فضلیت دوں گا۔ اور وہ تمہارے علم و حکمت ' ہنرمندی و قوت' عدل و احسان اورحسن و کردار کی تعریف و توصیف کریں گی۔ اور تمہاری پیروی کرنے میں فخر کریں گے۔

"علاوہ بریں' میری کل نعمتوں سے مقدور بھر استفادہ کرتے رہنا۔ مثلاً سامعہ' باصرہ اور عقل و فکر کو علم و حکمت ' ہنر و فن یا ٹیکنالوجی سیکھنے کے لئے استعمال کرتے' نیز ان کے ذریعے حیات و کائنات کے نظاروں سے جمالیاتی کیف و مسرت حاصل کرتے' اور زمان و مکان کی تسخیر کرتے رہنا علاوہ بریں' علم و ٹیکنالوجی حاصل کر کے دور مار آلات اور ہتھیار ایجاد و اختراع کرتے رہنا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میرے احکام و قوانین اور تعلیمات کے مطابق حیات طیبہ بھی بسر کرتے رہنا۔ ایسا کرو گے تو میرا شکر ادا کرو گے یہی تشکر و سپاس کا طریقہ ہے۔ لیکن یادرکھنا' ان نعمتوں کی ناقدری نہ کرنااور نہ میرے احکام و قوانین اور تعلیمات کی خلاف ورزی ہی کرنا۔"

[البقرہ۲ آیت۱۵۲]

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی یاد یا اس کے ذکر سے روگردانی کرنا بندہ خدا کو زیب نہیں دیتا نتیجتہً اس طرز عمل کا اسے کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے جیسا کہ درج ذیل آیت قرآن مجید سے ظاہر ہوتا ہے۔

"لیکن جو شخص میرے ذکر [یعنی کلام یا احکام و ہدایات] سے روگردانی کرے گا تو اس کے نتیجے میں اس پر عرصہ حیات تنگ ہو جائے گا اور روز قیامت ہم اسے نابینا یا اندھا اٹھالیں گے"

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۲۴]

اللہ خالق کائنات اور اس کی عظیم و منفرد مخلوق کے درمیان ہر وقت رابطہ بندہ کی سعادت و خوش قسمتی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قربت اور خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے اس لئے اس عمل کی تکرار انسان کے اپنے ہی فائدہ کیلئے ہے تا کہ اس کی دنیا اور آخرت خوشگوار اور حسین و خوبصورت ہو سکے۔

"پس [اے مرد دانا!] اپنے عظمت والے پروردگار و آقا کے نام یعنی اس کی صفات حسنہ کی تسبیح کرو[اور یہ اظہار و اعلان کرو کہ وہ ان صفات حسنہ کا منبع و مالک' نیز ان تمام عیوب و نقائص اور کمزوریوں سے منزہ و پاک ہے۔ جو کفار مشرکین اس سے منسوب کرتے ہیں]"

[الحاقۃ ۶۹ آیت ۵۲]

اپنے محبوب جناب رسول اللہ ﷺ کو متوجہ کر کے اللہ تعالیٰ مالک کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"[اے نبی!] یقیناً دن کے وقت آپ نے بہت زیادہ امور یا کام سر انجام دینے ہوتے ہیں"

"اور اپنے پروردگار اور آقا و مالک کی صفات حسنہ [Most Beautiful and sublime Attribute] کے ساتھ ذکر و تشہیر جمیل کر' اور [سب سے] الگ ہو کر صرف اسی کی طرف متوجہ ہو جا [یہی تصور حضوری ہے کہ خیال کی یکسوئی کے ساتھ اس کے ساتھ ہوجانا' یہاں

Marfat.com

تک جہت کا تصور بھی نہ رہے]

[المزمل ۷۳ آیات ۷ تا ۸]

انسان اللہ رب العالمین۔خالقِ کائنات کی نعمتوں ۔نوازشوں ۔کرم نوازیوں کا ہر وقت ۔ہر ساعت ۔ہر لمحہ محتاج رہتا ہے۔

"اے میرے پروردگار! تو مجھے جو نعمت بھی عطا کرے گا میں اُس کا محتاج ہوں۔"

[القصص ۲۸ آیت ۲۴ جزو]

دنیاوی زندگی میں دُکھ درد۔مصائب وتکالیف اور غم وحزن کا سامنا رہنا ایک روایتِ دُنیا ہے اس سے نجات کا ذریعہ ذِکرِ الٰہی سے عبارت ہے اور یہی آسودہ اور خوش حال وخوش گوار زندگی کی اساس ہے۔

"اللہ کی یاد یعنی ذِکرِ الٰہی کے حوالے سے مزید آیات اس طرح ہیں۔

۱۔ اور اپنے خالق و پروردگار اور مالک و حاکم کی حاکمیتِ اعلیٰ کا اعلان کیجئے۔"

[المدثر ۷۴ آیت ۳]

۲۔ اور اپنے رب کی صفاتِ حسنہ اور نعمتوں ، نیز احکام و تعلیمات میں صبح و شام [ہمہ وقت] تفکّرِ بالحق ، یعنی حکیمانہ غور و فکر کرتے اور اس کی یاد میں لگے رہیں۔"
اور رات کے ایک حصے میں اس کے حضور سربسجود رہیں اور گئی رات تک اس کی تقدیس و تنزیہ کرتے رہیں۔"

[الدھر ۷۶ آیات ۲۵،۲۶]

۳۔ پھر جب تم [وقوف کے بعد میدان] عرفات سے اکٹھے ازدھام کی صورت لوٹنے لگو تو مشعَرِ حرام یا مزدلفہ میں قیام کے دوران اللہ کا ذکر اس طرح کرو یعنی اس کے احکام و قوانین ، تعلیمات ، نیز اس کی صفاتِ حَسنہ اور نعمتوں کا ایک دوسرے سے تذکار اس طرح کرو جس طرح

Marfat.com

تمہیں سکھایا گیا ہے اور [اللہ کا احسان یاد کرو کہ] اس سے بیشتر تم بھی راہِ راست سے ہٹکے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔"

[البقرہ۲ آیت ۱۹۸ جز و]

اللہ کا ذکر یا یاد نہ کرنے والوں کے بارے میں اس طرح فرمایا گیا ہے۔

۱۔ اور جو کوئی شخص [ربّ] رحمٰن کے ذِکر، یاد اور اِحکام و تعلیمات نیز قوانین سے اِعراض و تُغافل کرتا ہے تو ہم اُس پر ایک شیطان مُسلط کر دیتے ہیں وہ اُس کا رفیق یا کامریڈ بنا رہتا ہے۔"

[الزخرف ۴۳ آیت ۳۶]

۲۔ [اس کے سبب] شیطان نے اِن [یعنی اللہ اور اُس کے رسولؐ کے مخالفوں اور دین کو جھٹلانے والوں] پر غلبہ پا لیا ہے۔ نتیجۃً اُس نے اللہ کی یاد سے اِنہیں فراموش کر دیا ہے یہ شیطان کی جماعت ہے یا رکھو! شیطان کی جماعت کے لوگ [زیاں کار اور] خسارے میں رہنے والے ہیں۔"

[المجادلۃ ۵۸ آیت ۱۹]

اہلِ اسلام کو نصیحت کی جاسکتی ہے کہ وہ یادِ الٰہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے رابطہ استوار رکھیں تا کہ اللہ تعالیٰ بھی انہیں اپنی رحمت اور نظرِ کرم میں رکھے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

20

بندے اللہ کے

یوں تو پہلے انسان کی پیدائش سے لے کر آخری انسان کی وفات تک جتنے بنی نوع انسان اللہ خالق العالمین نے تخلیق کئے یا پیدا کئے یا آئندہ کرے گا سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی تخلیق کی اسے مناسب، متوازن، ہم آہنگ اور حسین وخوبصورت اور اعلیٰ ترین تخلیقی مہارت سے معرض وجود میں لایا۔ ظاہر ہے کہ ہر چیز کا اپنا اپنا ظاہری حلیہ، خدوخال، شکل وشباہت، قد وقامت ہوتا ہے۔ اور باطنی نظام، میں عقائد نظریات، خیالات، جذبات، احساسات رویے اور کردار اہم ہیں۔ ان اوصاف کے مطابق انسان سے جو اعمال سرزد ہوتے ہیں اور وہ ان کیمطابق اچھے یا برے انسان بنتے یا کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے کہ

"[لوگوں کو اس واقعیت سے] آگاہ کردو۔ کہ ہر شخص اپنے ہی تشکیل کئے ہوئے باطنی قالب یا سانچے کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اور جو سب سے زیادہ راہ راست پر [گامزن ہوتے] ہیں۔ انہیں تمہارا پروردگار بہت اچھی

Marfat.com

طرح جانتا ہے“

[الاسراء ۱۷ آیت ۸۴]

اور اس حقیقت سے ہر نفس بخوبی واقف ہے کہ اسکی تخلیق کا مقصد کیا ہے یعنی

”اور میں نے جن وانس کو محض اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت [پرستش و بندگی اور طاعت و فرماں برداری] کریں۔ [اور میرے ہی احکام و تعلیمات اور قوانین و ہدایات کے مطابق زندگی کریں۔]“

[الذریت ۵۱ آیت ۵۶]

اور اس تخلیق اور اس کے مقصد کی تکمیل سے آگاہی حاصل کرنے اور جانچ پرکھ کے لئے ارشاد فرمایا کہ

”وہ [اللہ تعالیٰ] ہی ہے جس نے موت اور زندگی کو ایجاد و تخلیق کیا۔ تاکہ تمہیں [تمہارے اور دوسروں کے لئے] آزما دیکھے کہ تم میں کون زیادہ اعمال صالحہ یا حسین کام کرتے ہیں [اور اس طرح تمہیں اپنی اصلاح کا موقع فراہم کرے] جہاں تک اس کا تعلق ہے وہ تو ہے ہی صاحب سطوت و صولت۔ سیآت مٹانے اور ان سے تحفظ فراہم کرنے والا۔“

[الملک ۶۷ آیات ۲]

ان اور ان جیسی اور بہت سی آیات قرآن مجید کی روشنی میں اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور رسول اکرم ومکرم کی صفات حسنہ کے مطابق زندگی کرنے والے بندگان خدا ہی اللہ تعالیٰ کے دائرہ پسندیدگی میں آسکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں کی صفات حسنہ کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

پہلی صفت:

”جہاں تک رب عاشق کے مخلص بندوں کا تعلق ہے ان کی ایک اہم صفت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ زمین میں اکڑ کر نہیں' بلکہ متواضع انسان کی طرح چلتے پھرتے ہیں اور جب جہالت کے مارے لوگ ان کے منہ آئیں۔ تو سلام

Marfat.com

کر کے پیچھا چھڑا لیتے ہیں [لیکن ان سے بحث و تمحیص نہیں کرتے]

[الفرقان ۲۵ آیت ۶۳]

زمین پر اکڑ کر چلنا یعنی تکبر کرنا ایک ایسی عادت مذمومہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے یقیناً اللہ کے نیک بندوں میں ایسی برائی کا ہونا مشکل ہے۔ اسی طرح اللہ کے مخلص بندے ان لوگوں سے تعلقات استوار کرنے اور دوستی کرنے سے اجتناب کرتے ہیں کہ جن کا طرز کلام بہتر اور شائستہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ان کا رویہ متوازن اور معتدل ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

"دیکھو! زمین پر اتراتے ہوئے نہ چلنا۔ بلاشبہ تو زمین کو [پائے استکبار سے] شق نہیں کرسکتا۔ اور نہ کبریائی میں پہاڑوں تک ہی پہنچ سکتا ہے۔"

[الاسراء ۱۷ آیت ۳۷]

"دیکھنا [کہیں نخوت و غرور سے] لوگوں سے منہ نہ موڑنا۔ اور نہ زمین پر اکڑ اکڑ کر چلنا۔ یادرکھنا کہ اللہ تعالیٰ کسی شیخی خورے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا"

[لقمٰن ۳۱ آیت ۱۸]

اللہ تعالیٰ کے خالص بندے یا اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے اکڑ کر چلنے یا تکبر اور غرور کرنے کی عادت بد سے اپنے آپکو محفوظ و پاک رکھتے ہیں اور عجز و انکسار کا رویہ اختیار کئے رکھتے ہیں۔

دوسری صفت:

اللہ کے مخصوص بندوں کی دوسری صفت کو درج ذیل آیاتِ کریمہ کے ذریعہ اجاگر کیا گیا ہے۔

"[ان کی ایک صفت یہ ہے کہ] ان کی راتیں انتہائی محبت سے نشوونما کرنے والے مالک کے حضور سجود و قیام میں گزرتی ہیں دوسرے لفظوں میں، کبھی اس کی بارگاہ میں عالم درد و سوز اور آرزو مندی میں

Marfat.com

دست بستہ کھڑے اور کبھی جبیں فرمانی کرتے گزر جاتی ہیں"

[الفرقان ۲۵ آیت ۶۴]

جو لوگ عشق مجازی کا تجربہ رکھتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان کی زندگی۔ ان کے دن رات، ان کا رہنا سہنا، ان کا اٹھنا بیٹھنا، ان کا چلنا پھرنا، بلکہ ان کی زندگی کا ہر ایک لمحہ ایک ہی نقطہ پر مرکوز رہتا تھا اور اس کے سوا کوئی اور سوچ، کوئی اور خیال ان کے قریب سے بھی نہ گزرتا تھا۔ اگر اس بیان کو سچ مان لیا جائے تو اور اسے سچ ماننے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش بھی نہیں تو عشق حقیقی رکھنے والوں کی کیفیت کسی صورت مندرجہ آیت کریمہ سے مختلف نہیں ہوسکتی ایسے لوگوں کی زندگی قرآن وسنت کی ہدایات، تعلیمات، قوانین واحکام کے عین مطابق ہوتی ہے اور ان کا کردار واخلاق مثالی ہوتا ہے ان کی صفات مندرجہ ذیل آیات سے ہم آہنگ ہوتی ہے۔

مندرجہ ذیل آیات کریمہ سے اللہ کے بندوں کے اس عمل کے بارے مزید وضاحت ہوتی ہے۔

"یہی لوگ صبر کرنے والے' یعنی مشکلات و مصائب اور خوف و خطر کے حالات میں حوصلہ و ہمت ہارنے' جی چرانے اور راہ فراد اختیار کرنے کی بجائے ثابت قدم رہنے اور ہمت و جوانمردی اور حوصلہ و عزم کا مظاہرہ کرنے والے' قول و فعل کے سچے اور سچی زندگی بسر کرنے والے' بندگان تسلیم و رضا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور آخر شب مغفرت' یعنی گذشتہ گناہوں کی معافی و بخشش اور آئندہ کیلئے اپنی حفاظت کی دعائیں مانگنے والے ہیں"

[آل عمران ۳ آیت ۱۷]

"اصل یہ ہے کہ ہماری آیات یعنی قوانین و احکام اور تعلیمات کو وہی تسلیم بالیقین کرتے ہیں کہ جب انہیں ان کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سربسجود ہوجاتے ہیں یعنی اللہ کے حضور سرتسلیم خم کردیتے ہیں اوراپنے رب کی تعریف و ستائش کے ساتھ اس کی تنزیہ کرتے ہیں۔ اور اپنی بڑائی میں اس سے اعراض نہیں کرتے"

Marfat.com

"ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ اور وہ اپنے رب کو [اس کے قانون مکافات عمل کا خوف کھاتے ہوئے اور اس کے قانون انعام و فضل کی امید رکھتے ہوئے] پکارتے رہتے ہیں۔ نیز جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے [وہ ہماری راہ میں] اس میں سے خرچ کرتے ہیں"

[السجدہ ۳۲ آیات ۱۵، ۱۶]

تیسری صفت:

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی تیسری صفت کو مندرجہ آیات مصدقہ کے ذریعے اجاگر کیا گیا ہے۔

"[ان کو آتش دوزخ کے عذاب کی شدت و جادانی کا ایک تو حق الیقین ہوتا ہے۔ دوسرے، اپنے رب عاشق کی رحمت بے پایاں کا، اس لئے وہ اس کی پناہ مانگتے رہتے ہیں] اور یہ دعا مانگنا ان کا شعار ہوتا ہے۔ کہ ہمارے رب عاشق ہم سے اپنے قانون فضل کے مطابق جہنم کا عذاب پھیر دے، کیونکہ اس کا عذاب بلاشبہ جاودانی ہوتا ہے"

"اس [جہنم] میں عارضی پڑاؤ بھی بُرا اور غم انگیز، نیز مستقل رہنے کی جگہ بھی تکلیف دہ ہے یعنی جہنم ٹھہرنے اور رہنے کا بھیانک مقام ہے"

[الفرقان ۲۵ آیات ۶۵، ۶۶]

اللہ تعالیٰ کے بندے ہر وقت اپنے گناہوں کی پردہ پوشی اور ان کی معافی کے لئے گڑگڑاتے رہتے ہیں اور دوزخ کے عذاب سے نجات کیلئے دُعا کرتے رہتے ہیں۔ درج ذیل آیات ان کی اس صفت کو ظاہر کر رہی ہیں۔

"جو لوگ یہ استدعا کرتے ہیں! ہمارے پروردگار و مالک! ہم ایمان لائے ہیں [یعنی ہم نے تیری ذات و صفات، تیرے رسول ﷺ و قرآن اور دین اسلام کو دل و جان سے تسلیم کرلیا ہے] لہٰذا ہماری خطاؤں اور گناہوں سے درگزر اور ان کی پردہ پوشی فرما اور ان کو بخش دے اور

Marfat.com

ہمیں دنیا مٰں خوف و خطر اور غم و اندوہ کی آگ اور آخرت میں آتش جہنم کے عذاب یا کرب سے محفوظ و مصئون رکھنا ''

[آل عمران ۳ آیت ۱۶]

مزید فرمایا گیا۔

''انہیں افراد نسل انسانی میں وہ[خوش نصیب اہل آرزو و خشیت] بھی ہیں جو یہ دعا مانگتے رہتے ہیں! اے ہمارے پروردگار و مالك! ہمیں دنیا میں بھی حسنه[یعنی اپنی رحمت و مغفرت اور ہر طمانیت بخش و مسرت انگیز نعمت] عطا فرما ؛ اور دوسرے جہان میں بھی ہمیں حسنه [یعنی جنت قرة العین اور اس کی ہر سرورانگیز نعمت] سے نوازنا؛ اور ہمیں[دنیا میں آتش خوف وحزن اور آخرت میں] آتش جہنم کی اذیتوں سے محفوظ رکھنا''

[البقرہ ۲ آیت ۲۰۱]

چوتھی صفت:

اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں کی چوتھی صفت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی یا مال و دولت کو اعتدال سے خرچ کرتے ہیں نہ تو وہ فضول خرچی میں مال و دولت کو ضائع کرتے ہیں اور نہ ہی بخل کرتے ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل آیت نصیحت آموز میں بیان ہوا ہے۔

'' اور جب و ہ خرچ کرتے ہیں تو نہ اللے تللے کرتے ہیں یعنی فضول و بے جا خرچ' اور نہ بخل و کنجوسی ہی کرتے ہیں' بلکه ان [دو انتہائوں] کے درمیان اعتدال سے خرچ کرتے ہیں ''

[الفرقان ۲۵ آیت ۶۷]

مال و دولت انسانی زندگی کو رواں دواں رکھنے میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔اس کی کمی تنگ دستی اور غربت کا باعث بنتی ہے اور روزمرہ کے معمولات میں تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس کی زیادتی یا تو فضول خرچی کو جنم

Marfat.com

دیتی ہے۔ یا حرص و بخل کا سبب بنتا ہے یہ دونوں عوامل کسی صورت مناسب نہیں۔ کیونکہ ان کے نتائج کسی صورت بھی خوشگوار ثابت نہیں ہوتے۔ اسی لئے اعتدال کو روزمرہ کی عادات میں شامل کرنے کو پسند کیا گیا ہے تاکہ زندگی کا رخ مثبت ہو سکے۔

پانچویں صفت:

''اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور [خود ساختہ] الٰہ [معبود و خدا] کو نہیں پکارتے۔ اور اس متنفس کو ہلاک نہیں کرتے جس کا قتل اللہ نے حرام یا ممنوع کردیا ہے۔ مگر قانون الٰہی کے مطابق۔ اور وہ جنسی بدفعلی [زنا] بھی نہیں کرتے۔ اور جو کوئی یہ فعل کرتا ہے۔ وہ اس گناہ کی سزا پائے گا' یعنی اپنے کیفر کردار کو پہنچے گا''

''قیامت کے دن اسے دو چند عذاب ملے گا۔ اور اس میں وہ ہمیشہ ذلیل و خوار پڑا رہے گا''

[الفرقان ۲۵ آیات ۶۸' ۶۹]

اس آیت مبارکہ میں اللہ کے بندوں کے مندرجہ ذیل اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور جنس کو اپنا معبود یا الٰہ بننے کے قابل نہیں سمجھتے۔ اور نہ ہی وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتے ہیں۔

۲۔ وہ کسی شخص کو ناجائز ہلاک نہیں کرتے سوائے ان کو کہ جس کو اللہ نے جائز قرار دے رکھا ہے۔

۳۔ وہ جنسی بدفعلی یعنی زنا وغیرہ کے قریب بھی نہیں پھٹکتے اور اپنے آپ کو ان جیسی قباحتوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ البتہ اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے کہ جو اس عمل خبیثہ میں اپنے آپ کو ملوث کرے گا وہ سزا کا مستحق قرار پائے گا اور آخرت میں دوگنا عذاب پائے گا اور ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گا۔

ایسے گنہگار افراد معاشرہ کی نجات کا ذریعہ یہ بتایا گیا ہے کہ:

۱۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی کے طلب گار ہوں اور توبہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع

Marfat.com

کریں۔

۲۔ وہ صدق دل سے آئندہ ایسے گناہوں سے باز رہنے کا اقرار کریں۔

۳۔ اور اعمال صالح کو اپنی زندگی سے پیوست کرلیں اور اس سے کبھی بھی انحراف نہ کریں۔

درج ذیل آیات قرآن فرقان حمید اس کی تصدیق کرتی ہیں۔

''ہاں! اس سے متشنیٰ وہ لوگ ہیں جو توبہ کرتے ہیں [یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے اور بصمیم قلب جرم و گناہ سے باز رہنے کا عزم و اقرار کرتے ہیں] اور حسن عمل کرتے ہیں ایسے لوگوں کی سیات یا برائیوں کو اللہ حسنات یا نیکیوں میں بدل دے گا۔ اللہ سہیآت کو محو کرنے' بخشنے اور حفاظت کرنے والا۔ نہایت رحم و کرم کرنے اور بار بار گناہ معاف کرنے والا ہے''

''اور جو کوئی [سچی] توبہ کرتا یعنی اللہ کی طرف رجوع کرتا اور حسن عمل کرتا ہے۔ تو وہی حقیقت میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے [جیسا کہ رجوع کرنے کا حق ہے]

[الفرقان ۲۵ آیات ۷۰، ۷۱]

مزید صفات:

اللہ کے بندوں کی مزید صفات کا ذکر مندرجہ آیات کریمہ میں کیا گیا ہے۔

''[رب رحمٰن کے بندے وہ ہیں] جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے یعنی جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے! اور جب ان کا گزر بے ہودہ بات یا چیز پر ہو تو بڑے وقار اور شریفانہ طور سے گزر جاتے ہیں''

''اور جب انہیں ان کے رب کی آیات [احکام و تعلیمات اور قوانین و شیئون] کے ذریعے پندو نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گرتے [بلکہ احکام کو سنتے' ان پر غور و فکر کرتے اور پھر

Marfat.com

عمل کرتے ہیں]"

[الفرقان ۲۵ آیات ۷۲،۷۳]

اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے ایمان کی مضبوطی اور اخلاق وکردار کی پختگی کا اظہار مندرجہ بالا آیات مقدسہ سے واضع ہے گردو پیش کے دباؤ کے باوجود جھوٹی گواہی نہ دنیا اور سچائی پر قائم رہنا بہت بڑے حوصلہ کا کام ہے اور یہ صرف ان لوگوں کا کام ہے جن کو اللہ پر انتہائی پختہ ایمان اور رسول اکرم ومکرم کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنے پر پورا یقین ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کا جب غیر معیاری۔ کم عقل اور غلط قسم کے افراد معاشرہ سے آمنا سامنا ہوتا ہے تو وہ ان کی بہودہ گفتگو اور بری حرکات وسکنات پر الجھنے کی بجائے خوش اسلوبی اور شائستگی سے کنارہ کشی کر لیتے ہیں۔ جو بڑی ہمت کا کام ہے۔ ان آیات میں ان کی یہ صفت بھی بیان ہوئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام وقوانین پر جب ان تک پہنچتے ہیں ان کے تمام پہلوں پر غور و فکر کرنے اور یقین کی پختگی کے بعد پورے وثوق سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔

اللہ کے بندے اپنی دنیاوی زندگی کو خوشگوار، پرامن و پرسکون بنانے کی خاطر اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح دعا گو رہتے ہیں۔

"اور جو یہ دعا مانگتے ہیں۔ کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد سے قلب و جان کی مسرت انگیز ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں اپنے اہل آرزو و خشوع بندوں [متقیوں] کا امام بنا"

[الفرقان ۲۵ آیت ۷۴]

ان حسین اور صالح اعمال کے عوض وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جن انعام واکرام کے حق دار قرار پاتے ہیں ان کا ذکر ان قرآنی آیات میں بتایا گیا ہے۔

"یہ ہیں رب رحمٰن کے بندے، جن کو ثابت قدم رہنے کے صلے میں ارفع یعنی بلند مقامات دیے جائیں گے اور وہاں ان کی پذیرائی دعا وسلام کے ساتھ کی جائے گی یا ان پر حیات ابدی و سلامتی ارزائی کی جائے گی"

"وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ وہ بڑا ہی حسین مستقر [آرام اور

Marfat.com

پڑاؤ کرنے کی حسین جگہ]اور مقام ہے"

[الفرقان ۲۵ آیات ۷۵ ، ۷۶]

رحمان کے بندوں کی مزید صفات اس طرح ہیں۔

یہ افراد اسلام چونکہ اپنے دین حق کے قوانین و احکام اور ہدایات و تعلیمات پر پختہ یقین رکھتے ہیں اس لئے وہ ان پر عمل پیرا ہونے میں ذرہ برابر بھی کوتاہی نہیں کرتے اور اپنے فرائض کی ادائیگی نیک نیتی، تحمل و صدق اور خشوع و خضوع سے کرتے ہیں۔ ان کی الصلوٰۃ کا معیار انتہائی بلند اور حقیقت سے قریب ترین ہوتا ہے۔ جس میں ریا کاری کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔

" جو اپنی صلوٰۃ یا نماز میں پیکر عجز و نیاز بنے رہتے ہیں"

[المومنون ۲۳ آیت ۲]

"مومنوں کی یہ صفت ہے کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ یعنی ایک تو وہ پنج وقت باجماعت صلوٰۃ قائم کرنے میں بڑے محتاط ہوتے ہیں۔ اور دوسرے وہ صلوٰۃ کے تمام فرائض اور تقاضے پورا کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہی قرآن حکیم کی نظر میں حقیقی مصلین یا نمازی ہوتے ہیں"

[المومنون ۲۳ آیت ۹]

ایسے مومن اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اپنی استطاعت سے بڑھ کر بے سہارا اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں اور نظام زکوٰۃ کو قائم کرنے کی تگ ودو میں مصروف رہتے ہیں۔

" اور وہ نظام زکوٰۃ کے قیام و بقاء اور احسن طریقے سے چلانے کے سلسلے میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں"

[المومنون ۲۳ آیت ۴]

" اور جو اللہ کی محبت [اور اس کے قرب و رضوان کی آرزو] میں محتاج بے سہارا اور بے یارو مددگار [یتیم] اور قیدی کو کھانا کھلاتے

Marfat.com

یعنی ایسے لوگوں کی کفالت کرتے ہیں"

[الدھر ۷۶ آیت ۸]

اللہ کے خاص بندے وعدوں کو وفا کرنے میں پوری احتیاط برتتے ہیں اور وعدہ خلافی کے قریب نہیں پھٹکتے۔ علاوہ وہ امانتوں کو مقررہ طریقہ کار کے مطابق سنبھالے رکھتے ہیں اور طلب کرنے پر بغیر کسی ردوبدل اور کمی بیشی اصل مالک کے حوالے کردیتے ہیں اللہ کے بندے انتہائی ایمان دار اور انتہائی دیانت دار ہوتے ہیں۔

"علاوہ بریں' اپنی امانتوں [Trusts] اور وعدوں [Pledges] کا پاس و احترام کرنا' ان کا شعار ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر' وہ نہ تو امانت میں خیانت کرتے ہیں۔ اور نہ وعدہ خلافی ہی کرتے ہیں"

[المومنون ۲۳ آیت ۸]

ایسے اللہ کے بندوں کے بارے ارشاد ہے۔

" وہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جو تمہیں اپنی رحمت و نصرت سے نوازتا رہتا ہے۔ اور اس کے فرشتے تمہارے لئے [رحمت و نصرت کی] دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ تاکہ وہ تمہیں [شرک و ضلالت کے] اندھیروں سے نکال کر [ایمان وتوحید کی] روشنی میں لے آئے اور وہ یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت رحم و کرم کرنے والا ہے"

[الاحزاب ۳۳ آیت ۴۳]

" بے شک جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہی ہمارا رب [یعنی رازق و پروردگا' حاجت روا و کارساز' مستجیب الدعوات و مالک] ہے' اور پھر وہ اس [اپنے قول و عقیدے] پر ہر حال میں ثابت قدم اور قائم و دائم رہے [اور اس توحید ربوبیت کے مطابق زندگی کی' اور انہوں نے غیر اللہ کو اپنا رازق و داتا' غوث و دستگیر' مددگار و مولیٰ' حافظ و ناصر' کارساز و حاجت روا اور سمیع و مجیب الدعوات سمجھا' نہ مانا] تو [اس کے نتیجے میں] یقینا ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے

Marfat.com

ہیں کہ نہ خوف کھاؤ اور نہ غم ہی کرو اور خوش ہوجاؤ اس جنت کی
بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا[اور خوش خبری دی گئی]
ہے"

[حٰمٓ السجدہ ۴۱ آیت ۳۰]

مندرجہ آیات مقدسہ اللہ کے خاص بندوں کے اوصاف حمیدہ کو مزید اجاگر کررہی ہیں۔ ان آیات قرآنی پر غور کرنا اس حقیقت کو عیاں کرنے میں مددگار ہے کہ اللہ کے بندوں کی زندگی ان کی اپنی خواہشات وضروریات کی تکمیل سے سروکار نہیں رکھتی۔ بلکہ ان کا تن من، جان و مال، نظریات وعقائد اور تمنات وجذبات اللہ تعالیٰ کے قوانین واحکامات اور تعلیمات وہدایات پر عمل کرنا اور قربان کرنے سے وابستہ ہوتا ہے اور ان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نصرت حاصل کرنے کی خاطر وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ کے حضور اپنے آپ کو سپرد کردیتے ہیں۔

"یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جنت[قرۃ العین] دینے کے عوض ان کے جسم و جان اور مال و منال خرید لئے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں (یعنی اس کے نظام اسلام اور اس کے ماننے والوں کی حفاظت کی خاطر دشمنوں سے] لڑتے، ان کو قتل کرتے اور خود بھی شہید ہوتے ہیں۔ یہ سچا وعدہ ہے جسے وفا کرنا اس نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے اور اس کا ذکر تورات' انجیل اور قرآن میں ہے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون ہے جو اپنا وعدہ وفا کرنے والا ہو؟[یعنی نہیں ہے] لہٰذا اس سودے پر جو تم نے اس سے کیا ہے خوشیاں مناؤ۔ اس لئے کہ یہ تمہارے لئے بہت بڑی کامیابی و کامرانی ہے"

"[مومنوں کے خصائل یہ ہیں]وہ

۱۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت کیلئے رجوع کرتے رہتے ہیں۔
۲۔ اس کے قوانین و احکام اور تعلیمات پر عمل کرتے یا ان کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔
۳۔ اس کے حسن و عشق' یعنی اس کی صفات حسنہ' جمالیاتی تخلیقی

Marfat.com

فعلیت' احکام و قوانین اور تعلیمات کی غیر معمولی افادیت واہمیت کی تعریف و ستائش میں رطب اللسان رہتے ہیں۔

٤۔ سیاحت بالحق کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اقوام عالم کے عروج و زوال کے عوامل و محرکات کی معلومات حاصل کرنے۔ آثار قدیمہ سے عبرت پکڑنے اور رب کریم کے جمالیاتی ۔تخلیقی شاہکاروں کاجمالیاتی مشاہدہ کرنے اور ترقی یافتہ اقوام سے نوبنو علوم و فنون' یعنی جدید سائنسی ٹیکنالوجی سیکھنے کے لئے ملک ملک کی سیاحت کرتے ہیں۔

٥۔ رکوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ نیز اس کے احکام و تعلیمات کے سامنے سرنگوں ہوجاتے ہیں۔ لیکن یست ولعل کرتے ہیں۔نہ حجت بازی۔

٦۔ سجدہ کرتے ہیں ۔ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں۔ اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا حاکم و فرماں روا سمجھتے اور اس کی کبریائی کر عملاً تسلیم کرتے ہیں۔

۷۔ خیرو حسنہ اور احسان و برکی تلقین و تاکید کرتے ہیں۔

۸۔ شر و سیہ اور بخل و فواحش سے منع کرتے ہیں۔

۹۔ اور اللہ تعالیٰ کی متعین کردہ حدو د کی حفاظت کرتے ہیں یعنی ان کے اندر رہتے ہیں۔ لیکن ان سے تجاوز نہیں‌کرتے''

[میرے نبی ﷺ! ہر زمان و مکان کے] مومنوں کو] دینوی و اخروی حسنہ کی] نوید جانفرادے دو۔

[التوبۃ ۹ آیات ۱۱۱' ۱۱۲]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

21

توبہ ودُعا

اقتدار کی کش مکش میں ملائکہ (فرشتے) حالات وواقعات کی نزاکت اور حقیقت کا ادراک حاصل کرنے پر اس دوڑ سے دستبردار ہو چکے تھے۔ لیکن ابلیس یعنی حزب الشیطان اپنی ہٹ دھرمی ضد، تکبر، غرور اور حسد اور اپنی غیر حقیقی اور مصنوعی برتری کے زعم میں اس میں پوری طرح الجھ کر اللہ بزرگ و برتر کی حکم عدولی کر کے اپنے تمام اعزازات سے محروم کر دیا گیا۔ اور اپنے معمولات سے معطل اور برطرف ہو چکا۔ اور ندامت اور انکساری اختیار کرنے کی بجائے انسان خلیفۃ فی الارض سے برسرپیکار ہو گیا اور اس سے مقابلہ پر اتر آیا اور کہنے لگا۔

''ابلیس بولا: پروردگار! بدیں وجه که تو نے مجھے [عمداً] غچا دیا ہے' میں اب زمین [یعنی دنیا] میں بنی نوع انسان کو [ان کے مشرکانه عقائد و رسوم، اعمال سؤ' غیر فطری و قبیح اور حرام خواہشات و اشیاء الغرض سیأت کو اپنی وسوسه اندازی اور جمالیاتی فریب کاری سے] حسین بنا کر دکھاؤں گا اور اس طرح ان سب کو ورغلا کر [Seduce]

Marfat.com

گمراہ کروں گا''

[الحجر ۱۵ آیت ۳۹]

اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے

''اس پر ابلیس بولا: جس طرح تو نے مجھے غچا دے کر گمراہ کیا ہے، میں بھی [انتقام کے طور پر] بنی نوع انسان کو ورغلانے کیلئے جنت کو جانیوالی راہ راست پر گھات لگائے رہوں گا''

''پھر میں [ان کو ورغلانے کیلئے] ان کے آگے پیچھے سے، دائیں اور بائیں [الغرض ہر طرف سے] ان کے پاس آؤں گا؟ اور تو ان میں بہتوں کو [اپنی نعمتوں کا] شکر گزار نہیں پائے گا''

انسانوں کے خلاف بغض اور حسد کی آگ میں جھلتے ہوئے ابلیس اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اس طرح مخاطب ہو چکا تھا۔

''[ابلیس نے چیلنج کے طور پر] کہا۔ مجھے روز نشاۃ ثانیہ، یعنی انسانوں کے دوبارہ زندہ اٹھنے کے روز تک مہلت [Respite] دے [پھر دیکھنا میں کیا کرتا ہوں]

[الاعراف ۷ آیت ۱۴]

اس کے جواب میں

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا تو مہلت یافتہ لوگوں میں سے ہے''

[الاعراف ۷ آیت ۱۵]

اس دن سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر دنیا میں زندگی کے آخری دن تک ابلیس شیطان اعظم اپنے کثیر اور منظم شیطانی گروہ سمیت انسانی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو ورغلانے میں مصروف ہے اور رہے گا وہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین اور تعلیمات و ہدایات کے خلاف اکساتا جا رہا ہے۔ اور انہیں راہ ہدایت سے بھٹکانے میں لگا ہوا ہے۔ اس کی فریب کاری کے جھانسے میں آ کر انسانوں کی اکثریت اس کی ہم نوا ہو چکی ہے جس کے نتیجہ

Marfat.com

میں زمین میں اللہ تعالیٰ کی حکمرانی قائم ہونے کی بجائے شیطان نما انسانوں کی حکمرانی زوروں پر ہے۔

اس قسم کی حکمرانی معاشرتی اور معاشی برائیوں کو روکنے کی بجائے ان کی ترقی میں ممد و معاون کا کردار ادا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کیخلاف ورزی کرنا ایک معمول بن جاتا ہے اور اس پر کسی کو نہ تو احساس ندامت ہوتا ہے اور نہ افسوس۔ اور اس طرح ہر قسم کی چھوٹی بڑی برائی پھیلتے پھیلتے وبائی شکل اختیار کر کے معاشرتی پاکیزگی، صفائی اور طہارت کو نابود کر دیتی ہے جس کی وجہ سے عوام الناس کا سکون اور اطمینان برباد ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔

برائی جب اپنی انتہائی بلندی کو چھوتی ہے۔ ظلم وستم اپنے عروج پر ہوتا ہے عدل وانصاف بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ لوگوں کی عزت و ناموس بے حجاب ہو جاتی ہے۔ تو نیک انسانوں میں ان تمام عوامل کے خلاف نفرت پیدا ہو جانا ایک فطرتی عمل ہے۔ کیونکہ شیطان سرشت انسان اپنے تکبر، غرور، فساد، حسد اور تخریبی طبعیت رکھنے کی وجہ سے ایسے ماحول کو پسند کرتے ہیں اور خوش رہتے ہیں جبکہ حق سرشت انسان اپنے عجز اور انکساری طبعیت کے باعث اللہ کی پناہ کی تلاش میں سرگرداں ہو جاتے ہیں۔ اپنے بداعمال پر پچھتاتے ہیں ندامت محسوس کرتے ہیں اپنی بدحرکات پر افسوس کرتے ہیں اور کوئی ایسا بے لوث، ہمدرد اور طاقتور سہارے کی تلاش کرتے ہیں کہ جو ان کو پناہ دے سکے ان کے گناہوں کی تلافی کرا سکے۔ اور ان کو دوبارہ پرسکون اور اطمینان بخش زندگی لوٹا سکے۔ یہ خواہش مجموعی طور پر بھی دل و دماغ پر حاوی ہو جاتی ہے اور انفرادی طور پر ہر ذہن پر چھا جاتی ہے۔ اور نجات کی تلاش میں رہتی ہے۔ معاشرہ کا ہر حق پرست فرد اسی لگن میں مگن ہو جاتا ہے۔

جن افراد معاشرہ میں ذرہ برابر بھی خوف خدا ہوتا ہے یا وہ برائی کے منفی اثرات سے آگاہ ہوتے ہیں جب ان سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے یا ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ تو وہ ایک انجانے خوف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان کو اپنے کیے پر افسوس ہوتا ہے۔ وہ ندامت کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنی حرکت پر پچھتاتے ہیں اور پشیمان و پریشان رہتے ہیں آخر کار ان کی یہ بے چینی ان کو توبہ کرنے۔ معافی مانگنے اور معذرت کرنے پر مجبور کر دیتی ہے اور وہ پھر دل کی گہرائی سے دعا کرتے ہیں۔ آہ وزاری کرتے ہیں گڑگڑاتے ہیں۔ تا کہ ان کا دامن دوبارہ صاف وشفاف ہو سکے۔

وہ پھر پکار اٹھتے ہیں کہ:

"پروردگار! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اگر تو ہماری مغفرت نہیں

Marfat.com

فرمائے گا' یعنی ہمارے گناہ کے اثرات [سیآت] کو محو نہیں کرئے گا اور ہم پر تو ترس کھا کر ہمیں اپنی رحمت سے نہیں نوازے گا تو ہم[باعتبار حسنات] گھاٹے میں پڑ جائیں گے[یعنی اہل تار بن جائیں گے]

[الاعراف ۷ آیت ۲۳]

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ
"لیکن جو لوگ توبہ کریں' یعنی ظلم و جرم کے ارتکاب پر نادم ہو کر ان سے باز رہنے کے عزم مصمم کے ساتھ مجھ سے مغفرت کیلئے رجوع کریں' اور ایمان لائیں ' نیز عدل و احسان' اصلاح و توازن آفرینی اور فلاح وبہبود کے کام کریں' پھر راہ راست بھی اختیار کریں تو میں ان کیلئے نہایت مغفرت کرنے یعنی ان کی سیآت محو کرنے اور ان سے ان کو تحفظ فراہم کرنے والا ہوں"

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۸۲]

ایک دوسری آیت قرآنی اس طرح ہے۔
"مگر جو لوگ توبہ کریں' یعنی نادم و پشیمان ہو کر ایسے کاموں سے باز رہنے کے عزم بالجزم کے ساتھ اللہ سے رجوع کریں؛ پھر ایمان لائیں اور عدل و احسان اور اصلاح و فلاح کے امور سرانجام دیں تو ایسے لوگ[اللہ تعالیٰ کے قانون مکافات عمل اور قانون احترام آرزو کے مطابق] باغ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان سے قطعاً نا انصافی نہ ہوگی"

[مریم ۱۹ آیت ۶۰]

جب کوئی شخص اپنے جرم' غلط کام' ناجائز عمل، غیر معیاری حرکت۔ کسی دوسرے سے زیادتی، گناہ وغیرہ کا اعتراف واقرار کرلیتا ہے اور اس پر نادم و پشیمان ہوتا ہے اسے اپنے گناہ پر پریشانی لاحق ہوجاتی ہے اور جب اسے کوئی اور

Marfat.com

سہارا اور مددگار نہیں ملتا، تو تب وہ اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتا اور توبہ واستغفار کرتا ہے اور اپنے گناہ کی معافی کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ جو رحیم، کریم اور غفار بھی ہے۔ اس پر شفقت کرنے میں عجلت سے کام لیتا ہے۔

''اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے' ان کی سیآت کو محو کرتا [اور ان سے محفوظ رکھتا] ہے اور [اے لوگو!]وہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو''

'' اور وہ حسن ایمان و حسن عمل کرنے والوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اور [اپنے قانون انعام و فضل کے مطابق] اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے اور کافروں کے لئے [قانون مجازات کی روسے ' ذلت و سکنت اور محرومی و حسرت کی] انتہائی شدید اذیتیں ہیں''

[الشوریٰ ۴۲ آیات ۲۵' ۲۶]

توبہ دراصل اپنی غلط وغیر معیاری وغیر قانونی حرکات وسکنات اور اعمال وافعال کا اقرار اور ان پر اظہار ندامت و پشیمانی اور ان کے نہ دہرانے کا پختہ عہد اور آئندہ ان سے باز رہنے کا دل وزبان سے پکا اقرار ہے اور ان سے نجات حاصل کرنے ان کے برے اثرات سے ازالہ۔ ان کی سزا سے معافی کی استدعا وآہ وزاری دعا ہے جو صرف اور صرف اللہ رب العزت۔ مجیب الدعوت سے ہی کی جاسکتی ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے۔

''[لوگو!] اپنے پروردگار و آقا سے درد مندی و آرزو مندی کے ساتھ تنہائی میں دعا مانگا کرو[کہ یہی دعا مانگنے کا سچا طریقہ ہے] یادرکھو! اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''

[الاعراف ۷ آیت ۵۵]

''[اے انسان!] اپنے پروردگار و آقا [کی صفات و تعلیمات اور احکام و قوانین] کو صبح و شام دل ہی دل میں جذبہ قبولیت حق اور [قانون مکافات عمل] کے خوف کے ساتھ بغیر آواز نکالے یاد اور ان میں تفکر بالحق کیا کرو اوران کی طرح نہ ہوجانا جو ان سے بے پرواہ

Marfat.com

[Negligent] ہیں۔"

[الاعراف ۷ آیت ۲۰۵]

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے حضور توبہ کرو' خالص اور سچی توبہ یعنی اللہ کی طرف رجوع کرو' سخت نادم و پشیمان دل اور اس عزم کے ساتھ رجوع کرو کہ تم پھر کبھی ظلم و گناہ نہیں کرو گے۔ بعید نہیں کہ تمہارا پروردگار و آقا تمہاری سیات یعنی گناہوں کے قبیح و غم انگیز اثرات کو محو کردے گا اور تم کو ایسے بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوگی[یہ وہ روز ہوگا] جس روز اللہ اپنے نبی ﷺ اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے' رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگ آگے [سامنے] اور داہنے جانب تیزی سے رواں دواں ہوگا۔ وہ دعا کریں گے: اے ہمارے مربی و مالک ہمارے [حسی' قلبی، نفسی، نظام کے] نور کی ہمارے لئے تکمیل کردے۔ اور [خطا و نسیان ' ظلم و تغافل اور جرم و گناہ وغیرہ وغیرہ سے] ہماری مغفرت اور حفاظت فرما۔ تو ہر شے اور اس کے کرنے پر قدرت کاملہ رکھنے والا ہے"

[التحریم ۶۶ آیت ۸]

ارادہ واختیار بنی نوع انسان کا مقدر ہے۔ اس کے باوجود وہ اپنی تمام خواہشات کی تکمیل سے قاصر رہتا ہے۔ جس کے لئے اسے کسی مددگار اور سہارے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اللہ رب کائنات نے انسانوں کو بے سہارا اور بے مددگار نہیں چھوڑا اور انہی اپنی کوتائیوں کے ازالہ کے لئے توبہ کا راستہ بتایا اور اپنی جائز و نفیس خواہشات کی تکمیل کے لئے اللہ مجیب الدعوات کے حضور دعا کی ترغیب دی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پارسا نفوس کی وساطت سے دعائیں سکھانے کا اہتمام کر رکھا ہے۔ جن کی تقلید میں عوام الناس اپنی دعائیں اللہ کے حضور پیش کر سکتے ہیں قرآن پاک میں سے صرف چند دعاؤں کو آسانی کی خاطر نقل کیا جا رہا ہے۔ تلاوت قرآن مجید کے دوران اللہ تعالیٰ مقرب بندوں کے حوالے

Marfat.com

سے مختلف سیاق وسباق میں دعائیں نظر آتی ہیں ان پر غور وفکر سے نئی رائیں کھلتی ہیں۔

۱۔ ”اے ہمارے پروردگار و مالک! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ [یعنی اپنی رحمت و مغفرت اور ہر طمانیت بخش و مسرت انگیز نعمت] عطا فرما: اور دوسرے جہاں میں بھی ہمیں حسنہ[یعنی قرة العین اور اس کی ہرسرور انگیز نعمت] سے نوازنا اور ہمیں[دنیا میں آتش خوف و حزن اور آخرت میں] آتش جہنم کی اذیتوں سے محفوظ رکھنا“

[البقرہ۲ آیت ۲۰۱]

۲۔ ”ہمارے پروردگار و آقا! ہمیں صبر یعنی قوت برداشت و حوصلہ مندی مرحمت فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھنا اور کافروں پر ہمیں فتح دینا“

[البقرہ۲ آیت ۲۵۰]

۳۔ ”اے ہمارے پرودگار و مالک! اگر [تیرے احکام] ہم بھول جائیں یا ہم [قومی اور انسانی مفاد کے خلاف] کوئی غلط اقدام کربیٹھیں۔ تو تیرا قانونِ مجازات ہمارا فوری مواخذہ نہ کرے [بلکہ ہمیں تلافی مافات کرنے کی مہلت دے“

اے ہمارے پروردگار! اور ایسا نہ ہو کہ ہم[اپنی بعض کمزوریوں کے سبب] اپنی ذمے داریوں کا بوجھ اٹھا نہ سکیں۔[اور ہمارا انجام بھی ایسا ہو جیسا] ہم سے پہلی اقوام کا انجام بد ہوا تھا۔ جنہوں نے [دیدہ دانستہ] اپنی ذمے داریوں کا بوجھ نہ اٹھایا[اور ہلاک و برباد ہوگئیں]

اے ہمارے پروردگار! اور ایسا نہ ہونے دینا کہ ہم اپنے اندر اپنی ذمے داریوں کا بوجھ اٹھانے کی سکت محسوس نہ کریں۔[اگر ایسا ہو تو ہمیں قوت برداشت دینا] اور ہم سے درگذر کرنا اور ہماری کمزوریوں کی پردہ پوشی کرنا اور ہمیں تحفظ فراہم کرنا، اور ہمیں مرحمت و رحمت سے نوازنا۔[اس لئے کہ] تو ہمارا سرپرست و کارساز ہے۔ لہٰذا

Marfat.com

اسلام کے نظام حیات کلی کے منکروں پر ہمیں نصرت و فتح دینا"

[البقرہ۲ آیت۲۸۶]

۴۔ "ہمارے پروردگار و مالك! ہم ایمان لائے ہیں[یعنی ہم نے تیری ذات و صفات تیرے رسول و قرآن اور دین اسلام کو دل و جان سے تسلیم کرلیا ہے] لہٰذا ہماری خطاؤں اور گناہوں سے درگزر اور ان کی پردہ پوشی فرما اور ان کو بخش دے اور ہمیں دنیا میں خوف و خطر اور غم و اندوہ کی آگ اور آخرت میں آتش جہنم کے عذاب یا کرب سے محفوظ و مصئون رکھنا"

[آل عمران۳ آیت۱۶]

۵۔ "ہمارے پروردگار و مالك! ہماری لغرشوں ' فرو گذشتوں اور ان زیادتیوں کو جو ہم نے اپنے فرائض و وظائف میں کی ہیں۔ نظر انداز اور ان کی پردہ پوشی فرما۔ اور ہمیں ثابت قدم و حوصلہ مند رکھ۔ اور منکران اسلام پر ہمیں غلبہ و فتح عنایت فرما"

[آل عمران۳ آیت۱۴۷]

۶۔ " پروردگار! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔ اگر تو ہماری مغفرت نہیں فرمائے گا ۔یعنی ہمارے گناہ کے اثرات[سیآت] کو محو نہیں کرے گا اور ہم پر ترس کھا کر ہمیں اپنی رحمت سے نہیں نوازے گا تو ہم [باعتبار حسنات] گھاٹے میں پڑ جائیں گے[یعنی اہل ناربن جائیں گے]

[الاعراف۷ آیت۲۳]

۷۔ " اے ہمارے پروردگار و آقا! ہمیں صبر یعنی قوت برداشت و استقامت اور حوصلہ و شکیبائی سے معمور کر دے اور ہمیں مسلمان مارنا یعنی دنیا سے اس حال میں اٹھانا کہ ہم تیرے بندگان تسلیم و رضا ہوں"

[الاعراف۷ آیت۱۲۶]

Marfat.com

۸۔ " پروردگار! [تو اپنی رحمت سے] ہمیں ظلم روا رکھنے والوں کے جو رو ستم کا تختہ مشق نہ بننے دینا"
" اور ہمیں اپنی رحمت سے یعنی اپنے قانون احسان و فضل سے کافروں یا تیرے نظام حیات کلی کو ماننے سے انکار کرنے والے ہم کیش لوگوں [کے طوق غلامی] سے رہائی دلا"

[یونس۱۰ آیات ۸۵، ۸۶]

۹۔ پروردگارا! مجھے نظام صلوٰۃ قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی لوگوں کو ایسا بنا! بار الٰہی میری آرزو قبول فرمانا"
"پروردگارا! اس روز جب حساب بیباق کیا جائے گا، میری اور میرے والدین کی، نیز ان سب کی جنہوں نے تیرے نظام اسلام کو تسلیم بالیقین کیا ہے، مغفرت فرمانا یعنی ہم سب کی سئیات محو کر کے ہمیں بخش دینا"

[ابراہیم۱۴ آیات ۴۰، ۴۱]

۱۰۔ '[پروردگارا! مجھے عزت و تکریم کے ساتھ داخل کرنا اور عزت و تکریم کے ساتھ نکالنا نیز اپنے فضل سے مجھے نصرت دینے والی قوت نافذہ عطا فرمانا"

[الاسراء۱۷ آیت ۸۰]

۱۱۔ " پروردگار! تو اپنی جناب سے [یعنی اپنے قانون فضل و کرم کے مطابق] رحمت یعنی دینوی و اخروی حسنہ سے ہمیں نواز اور ہمارے کام میں ہماری رہنمائی فرما"

[الکھف۱۸ آیت ۱۰]

۱۲۔ "پروردگار! میری شخصیت میں علم سے وسعت و رفعت پیدا کر دے [یا

Marfat.com

مجھے علم کی قوت زیادہ سے زیادہ عطا کرتے رہنا]"

[طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۴]

۱۳۔ "میں مصیبت میں پڑ گیا ہوں۔ اور تو سب سے بڑھ کر ترس کھانے ' دلدر دور کرنے اور رجوع برحمت کرنے والا ہے"

[الانبیاء ۲۱ آیت ۸۳]

۱٤۔ "پروردگار! میری مدد فرما' کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے"

[المومنون ۲۳ آیت ۲۶ یا ۳۹]

۱٥۔ "پروردگار! میں شیطانوں کی ترغیبات و تحریکات سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں"

"نیز میرے رب! میں اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں که وہ میرے پاس آئیں"

[المومنون ۲۳ آیات ۹۷' ۹۸]

۱٦۔ "ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں۔ یعنی تیرے نظام حیات کلی [دین] کو تسلیم بالیقین کرلیا ہے۔ لہٰذا اب ہماری مغفرت فرما۔ یعنی ہماری سئیات محو کردے اور ان سے ہماری حفاظت فرما' اور ہم پر ترس کھا اور جرم و گناہ سے درگزر فرما۔ اور ہم سے رجوع برحمت فرما که تو بہترین رحم کرنے والا ہے"

[المومنون ۲۳ آیت ۱۰۹]

۱۷۔ "میرے پروردگار! میری سئیات مٹا دے۔ اور ان سے میری حفاظت فرما۔ اور مجھ سے رجوع برحمت فرما که تو کل رحم کرنے والوں میں خوب ترین ہے"

[المومنون ۲۳ آیت ۱۱۸]

۱۸۔ "اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد سے قلب و جان کی مسرت انگیز ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں اہل آرزو و خشوع بندوں کا امام یا قائد

Marfat.com

رہنا"

[الفرقان ۲۵ آیت ۷۴]

۱۹۔ " اے میرے رب! مجھے علم و حکمت عطا کر' اور مجھے محسنین و صالحین میں شامل کر"

[الشعراء ۲۶ آیت ۸۳]

۲۰۔ " اے میرے رب! مجھے ان ظالموں سے نجات دے"

[القصص ۲۸ آیت ۲۱]

۲۱۔ "اے میرے پروردگار! تو مجھے جو نعمت بھی عطا کرے گا میں اس کا محتاج ہوں"

[القصص ۲۸ آیت ۲۴]

۲۲۔ " اے میرے پروردگار و مالک! مجھے ایک صالح بیٹا عطا کر"

[الصفت ۳۷ آیت ۱۰۰]

۲۳۔ " اے ہمارے رب ! ہمیں کافروں کا تختہ مشق نہ بنا۔ اور ہماری کمزوریوں کی پردہ پوشی کرنا اور ہمیں تحفظ فراہم کرنا' بے شک تو جلیل و مقتدر۔ دانائے کل بھی ہے اور حکمت کا ر و حکمت آموز بھی"

[الممتحنہ ۶۰ آیت ۵]

۲۴۔ " میرے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے ۔ اور ہماری حفاظت فرما؛ اور[ان کو بھی] جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوئے اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بھی[اپنے لطف و کرم اور قانون رحمت کی رو سے بخش دے]؛ اور ظالموں کیلئے[اپنے قانون مجازات کے مطابق] ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر"

[نوح ۷۱ آیت ۲۸]

Marfat.com

اللہ رب العزت کے حضور دعا کرنے کے حوالے سے درج ذیل آیات کریمہ پر غور و فکر اور عمل کرنا انتہائی مفید بھی ہو سکتا ہے اور کامیابی کا ضامن بھی ہے۔

" اور تیرے رب کا ارشاد ہے کہ مدد کے لئے مجھے ہی پکارو' میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری اطاعت و بندگی اور مجھ سے دعا مانگنے سے سرکشی کرتے ہیں وہ ضرور ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے"

[المومن ۴۰ آیت ۶۰]

" اور وہ حسن ایمان و حسن عمل کرنے والوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اور [اپنے قانون انعام و فضل کے مطابق] اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے۔ اور کافروں کے لئے [قانون مجازات کی رو سے ذلت و مسکت اور محرومی و حسرت کی] انتہائی شدید اذیتیں ہیں"

[الشوریٰ ۴۲ آیت ۲۶]

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com